تھر تھرائے کانپ اٹھے باغیانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

قہر بن کا ان پر چھایا اے امام احمد رضا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اے رضا ہم پر یہ تیرا احسان ہے   کہ بنا سُنیت کی تو پہچان ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یہود و نصاریٰ، مشرکین، اور مرتدین

سے معاملات اور موالات کا حکم قطعی

علماء کونسل، منہاجی پادری، جام نور، سنی دعوت اسلامی، سیاسی

جماعتوں اور تنظیموں، اور تمام صلح کلیوں کی **موت**

(ایمان بچانے کیلئے ایک انتہائی مفید کتاب)

سیدی اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ماخوز فتاویٰ رضویہ جلد 14)

صفحہ	مضمون
13	مدارس کے اقسام اور ان میں امداد لینے کے احکام
15	لیڈر امداد چھڑاتے ہیں اور مخرب دین تعلیموں پر اب تک قائم ہیں
16	لیڈر نصاریٰ کی ادھوری غلامی چھوڑتے اور مشرکین کی پوری غلامی مناتے ہیں
17	موالات ہر کافر سے حرام ہے
17	موالات صوریہ کے احکام
18	مجرد معاملت کا حکم
19	احکام الٰہیہ میں لیڈروں کی طرح طرح کھینچ تان بلکہ کایا پلٹ
20	تعلیم کے لئے امداد لینا اور لیڈروں کی دینی حالت کہ اسلام ان کو نہ جب مد نظر نہ تھا نہ اب ہے
21	موالات کی بحث
22	**آیہ ممتحنہ کا روشن بیان**
23	آیہ ممتحنہ میں حنفیۃ کا مسلک
27	آیت میں نسخ کے اقوال
38	لیڈروں کو پہلا جواب
39	لیڈروں کو دوسرا جواب
40	تمام مشرکین ہند محارب بالفعل ہیں اور محارب بالفعل کے معنی کی تحقیق
43	قرآن عظیم سے مزعومات لیڈران کا رد

اصح قول اکثر ہے کہ کریمہ ممتحنہ صرف معاہدین کے بارے میں ہے	46
یہاں کے کسی کافر فقیر کو بھیک دینا بھی جائز نہیں	46
مستامن کے لئے مسئلہ ہبہ ووصیت کی تحقیق	48
ائمہ لیڈروں پر سخت اشد عبارات	54
سلوک مالی کی اقسام	55
موالات کی تقسیم اور اس کے احکام	56
موالات صوریہ کے احکام	57
مدارات کا بیان	59
حربی غیر معاہد سے موالات کی حالی صورت بھی حرام ہے	60
آیات ممتحنہ میں بر و معاملات سے کیا مراد	61
معنی اقساط کی تحقیق	61
لیڈروں کو تیسرا جواب	64
لیڈروں کو چوتھا جواب	66
لیڈروں سے ضروری سوال	69
ترک موالات میں لیڈروں کی افراط و تفریط	69
انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے بہتانی الزام کا رد	70
مشرکین سے معاہدہ کا بیان اور لیڈروں کا رد بلیغ	73
لیڈران پر دوسرا رد	73

مشرکوں سے اتحاد	73
لیڈران کے نزدیک رسول اللہ ﷺ بھی خلاف خدا حکم فرما سکتے ہیں	74
لیڈران پر تیسرا رد	75
لیڈران پر چوتھا رد	76
لیڈران پر پانچواں رد	76
لیڈران پر چھٹا رد	79
لیڈران پر ساتواں رد	80
مشرکوں سے معاہدہ لیڈران کے اصل اغراض	81
مشرکوں کا برادر بننا حرام ہے	81
کافروں سے اتحاد کرنے والے بحکم قرآن کافر ہیں	81
کافروں کا حلیف بننا حرام ہے	82
اصل مقصود سلف گورنمنٹ ہے اماکن مقدسہ اور ترکوں کا نام ٹٹی ہے	85
مشرکوں سے استعانت کی بحث جلیل ہے	85
استعانت بمشرکین کے حرام ہونے پر آیات قرآنیہ	86
استعانت بمشرکین کی تحریم پر صحیح حدیثیں	92
بعض روایات کہ استعانت میں پیش کی جاتی ہیں ان کا حال	97
یہود سے استعانت کے پانچ جواب	100
صفوان بن امیہ سے استعانت کے روشن جواب	101
استعانت جائز ہے تو صرف ذمی سے ہے حربی سے مطلقاً حرام	103

ذمی میں بھی خاص کتابی سے استعانت جائز ہے مشرک سے مطلقاً حرام ہے	104
تحقیق مقام استعانت کے اقسام اور ان کے احکام	
تحقیق مقام استعانت کے اقسام اور ان کے احکام	105
ذلیل و قلیل کافروں سے استعانت کی اجازت ہو گی نہ کہ انبوہ کثیر سے	108
استخدام کی چار صورتیں اور ان کے احکام کافر کو رازدار بنانا مطلقاً حرام ہے	108
کافروں کو محرری پر نوکر رکھنے کی ممانعت	109
کافر کی تعظیم حرام ہے	110
بے تعظیمی کے ساتھ بھی کافر سے استعانت صرف وقت حاجت جائز ہے	112
کافر سے صرف اس صورت کی استعانت جائز ہے	112
لیڈروں نے احکام شریعت کو کیسے بدلا	114
خطبہ جمعہ میں گاندھی کی تعریف داخل کرنے کا رد	116
در بارہ استعانت فتوی میں لیڈران کی موت	118
مفتیوں کو ہدایت	119
مساجد میں مشرک کے لے جانے کا رد	120
لیڈران کی بہی خواہی اسلام	126
لیڈران کی اسلامی غیرت	126
لیڈران محض اغوا کے لئے مسئلہ دخول مساجد کا نام لیتے ہیں انھوں نے جو کیا بالاجماع حرام قطعی ہے	126
بدایونی لیڈر بننے والے اپنے حق میں احکام ائمہ کرام دیکھیں	127

دربارہ مساجد لیڈران کا پیش کردہ شاہجہانپوری فتوی خود انھیں پر رد ہے	129
مفتی کو ہدایت	129
شریعت کے ساتھ لیڈروں کی حالت	130
ضروری عرض واجب اللحاظ	130
ترک معاملت پر ایک نظر	131
اخبارات و مطابع کیوں نہیں بند کرتے	133
لیڈران اوروں کو ترک تعاون کی طرف بُلاتے ہیں اور خود ان کا عمل اس کے خلاف ہے	134
لیڈروں پر لیڈروں سے مقاطعہ فرض ہے	135
ہندوؤں کی دیگ موافقت سے بانگی کا چاول	136
ہندو کیوں ملے ہیں' اس کا راز	137
منکر پر رد و انکار کس حالت میں فرض ہے اور کہاں اس کا حکم نہیں	138
جہاد کے احکام واقسام کا ذکر	142
یہاں کے مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں اور واقعہ کربلا سے لیڈران کا استناد اغوائے مسلمین	143
دیکھو امام نے کیا کیا اور تم کیا کر رہے ہو کیوں اسلام و کفر ملاتے ہو	146

مسئلہ ۱۸۲: از مرسلہ مولوی حاکم علی صاحب بی اے حنفی نقشبندی مجددی پروفیسر سائنس اسلامیہ کالج لاہور ۱۴ صفر ۱۳۳۹ھ

اللہ تعالٰی نے ہمیں کافروں اور یہود ونصارٰی کے تولی سے منع فرمایا ہے **مگر ابوالکلام زبردستی تولٰی کے معنی ''معاملت'' اور ترک موالات کو ''ترک معاملت'' (نان کوآپریشن) قرار دیتے ہیں** اور یہ صریح زبردستی ہے جو اللہ تعالٰی کے کلام پاک کے ساتھ کی جارہی ہے' مذکور نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۰ء کی جنرل کونسل کی کمیٹی میں تشریف لاکر اطلاق یہ کردیا کہ جب تک اسلامیہ کالج لاہور کی امداد بند نہ کی جائے اور یونیورسٹی سے اس کا قطع الحاق نہ کیا جائے تب تک انگریزوں سے ترک موالات نہیں ہوسکتی اور اسلامیہ کالج کے لڑکوں کو فتوی دے دیا کہ اگر ایسا نہ ہو تو کالج چھوڑ دو' لہذا اس طرح سے کالج میں بے چینی پھیلادی کہ پھر پڑھائی کا سخت نقصان ہونا شروع ہوگیا۔ **علامہ مذکور کا یہ فتوی غلط ہے یونیورسٹی کے ساتھ الحاق قائم رہنے سے اور امداد لینے سے معاملت قائم رہتی ہے نہ کہ موالات جس کے معنی محبت کے ہیں نہ کہ کام کے۔ جو کہ معاملت کے معنی ہیں**' مذکور کی اس زبردستی سے اسلامیہ کالج تباہ ہورہا ہے مولوی محمود حسن صاحب مولوی عبدالحہ صاحب تو دیوبندی خیالات کے ہیں زبردستی فتوے اپنے مدعا کے مطابق دیتے ہیں لہذا میں فتوے دیتاہوں کہ یونیورسٹی کے ساتھ الحاق اور امداد لینا جائز ہے میرے فتوے کی تصحیح' ان اصحاب سے کرائیں جو دیوبندی نہیں مثلا ملت طاہرہ حضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضاخاں قاری صاحب. بریلوی علاقہ روہیل کھنڈ اور مولوی اشرف علی تھانوی ممالک مغربی وشمالی

نقل خط مولوی صاحب: آقائے نامدار مؤید ملت طاہرہ مولینا وبالفضل اولینا جناب شاہ احمد رضاخاں صاحب دام ظلہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' پشت ہذا پر کا فتوی مطالعہ گرامی کے لئے ارسال کرکے التجا کرتاہوں کہ دوسری نقل کی پشت پر اس کی تصحیح فرماکر احقر نیاز مند کے نام بواپسی ڈاک اگر ممکن

ہوسکے یا کم از کم دوسرے روز بھیج دیں، انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس بروز اتوار بتاریخ ۱۳۱ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو منعقد ہوتا ہے اس میں پیش کرنا ہے کہ **دیوبندیوں اور نیچریوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے میں کوئی تامل نہیں کیا ہے ہندوؤں اور گاندھی کے ساتھ موالات قائم کرلی ہے** اور مسلمانوں کے کاموں میں روڑہ اٹکانے کی ٹھان لی ہے للہ عالم حنفیہّ کو ان کے ہاتھوں سے بچائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔ نیاز مند ودعا گوے حاکم علی بی اے موتی بازار لاہور ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء

جواب خط مولوی صاحب:

مکرم کرم فرما جناب مولوی حاکم علی صاحب بی اے سلمہم بعد اہدائے ہدیہ مسنونہ ملتمس کل گیارہ بجے آپ کا فتوی آیا اس وقت سے شب کے بارہ بجے تک اہم ضروریات کے سبب ایک حرف لکھنے کی فرصت نہ ہوئی، آج صبح بعد وظائف یہ جواب املا فرمایا امید کہ مجموعہ فتاوٰی کی نقل کے بعد آج ہی کی ڈاک سے مرسل ہو، اور مولیٰ تعالیٰ قادر ہے کہ کل ہی آپ کو پہنچ جائے، ماموں کہ وقت پر موصول ہونے سے مطلع فرمائیں والسلام فقیر مصطفیٰ رضا قادری نوری عفی عنہ

الجواب:

موالات و مجرد معاملت میں زمین وآسمان کا فرق ہے دنیوی معاملت میں جس سے دین پر ضرر نہ ہو سوامرتدین مثل وہابیہ دیوبندیہ وامثالہم کے کسی سے ممنوع نہیں۔ ذمی تو معاملت میں مثل مسلم ہے: لهم مالنا وعليهم ماعلينا۔ ان کے لئے ہے جو ہمارے لئے اور جو ان پر ہے ہم پر۔

(یعنی دنیاوی منافع میں ہماری طرح ان کو بھی حصہ دیا جائے گا اور دنیوی مواخذہ ان پر بھی وہی ہوگا جو ایک مسلمان پر کیا جائے گا)

اور غیر ذمی سے بھی خرید وفروخت، اجارہ واستیجار، ہبہ واستیہاب بشروطہا جائز اور خرید نا مطلقاً ہر مال کا کہ مسلمان کے حق میں متقوم ہو اور بیچنا ہر جائز چیز کا جس میں اعانت حرب یا اہانت اسلام نہ ہو اسے نوکر رکھنا جس میں کوئی کام خلاف شرع نہ ہو، اس کی جائز نوکری کرنا جس میں مسلم پر اس کا استعلاء نہ ہو، ایسے ہی امور میں اجرت پر اس سے کام لینا یا اس کا کام کرنا **بمصلحت شرعی اسے ہدیہ دینا جس میں کسی رسم کفر کا اعزاز نہ ہو، اس کا ہدیہ قبول کرنا جس سے دین پر اعتراض نہ ہو** حتی کہ کتابیہ سے نکاح کرنا بھی فی نفسہ حلال ہے، وہ صلح کی طرف جھکیں تو مصالحت کرنا مگر وہ صلح کہ حلال کو حرام کرے یا حرام کو حلال، یونہی ایک حد تک معاہدہ و مواعدت کرنا بھی، اور جو جائز عہد کرلیا اس کی وفا فرض ہے، اور غدر حرام الی غیر ذلک من الاحکام۔

درمختار میں ہے: والمرتدة تحبس ابدا ولا تجالس ولاتؤاکل حتی تسلم ولاتقتل اھ ۱؎ قلت وھوالعلة فانھا تبقی ولاتفنی وقد شملت المرتد فی اعصارنا وامصارنا لامتناع القتل۔ مرتد عورت دائم الحبس کی جائے گی اور نہ اس کے پاس کوئی بیٹھے نہ اس کے ساتھ کوئی کھائے یہاں تک کہ وہ اسلام لائے اور قتل نہ کی جائے گی، میں کہتا ہوں یہی ان احکام کا سبب ہے کہ وہ باقی چھوڑ دی جاتی ہے اور فنا نہیں کی جاتی اور اب اس ملک میں یہ سب مرتد کو بھی شامل ہو گیا کہ قتل نہیں کیا جاسکتا۔ (۱؎ الدرالمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۶۰)

محیط میں ہے: اذا خرج للتجارة الی ارض العدو بامان فان کان امرالایخاف علیه منه وکانوا قوما یوفون بالعھد یعرفون بذلک وله فی ذلک منفعة فلاباس ۲؎۔ جب دشمن کے شہر کو امان لے کر تجارت کے لئے جائے اگر معاملہ ایسا ہو کہ اس پر اس سے اندیشہ نہیں اور وہ کافر عہد پورا کرنے میں مشہور ہوں اور اسے وہاں جانے میں نفع ہو تو حرج نہیں۔ (۲؎ فتاوٰی ہندیہ بحوالہ محیط کتاب الکراہیة الباب السادس والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۵)

ہندیہ میں ہے: اذا اراد المسلم ان یدخل دارالحرب بامان للتجارۃ لم یمنع ذٰلک منہ و کذٰلک اذا ارادحمل الامتعۃ الیھم فی البحر فی السفینۃ ۱؎۔ جب مسلمان دارالحرب میں امان لے کر جانا چاہے تو اس سے منع نہ کیا جائے گا اور یونہی جب کچھ اسباب دریائی سفر میں ان کی طرف کشتی میں لے جائے۔ (۱؎ فتاوٰی ہندیۃ الباب السادس فی المستامن الفصل الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۳)

اسی میں ہے: قال محمد لاباس بان یحمل المسلم الی اھل الحرب ماشاء الاالکراع والسلاح فان کان خمرا من ابریسم اوثیابا رقاقا من القز فلاباس بادخالھا الیھم ولاباس بادخال الصفر والشبہ الیھم لان ھذ الایستعمل للسلاح ۲؎۔ (ملخصا) امام محمد نے فرمایا مسلمان جو مال تجارت چاہے حربیوں کی طرف لے جاسکتا ہے مگر گھوڑے اور ہتھیار، تو اگر ریشمی دوپٹے یا دیبا کے باریک کپڑے ہوں تو انھیں ان کی طرف لے جانے میں حرج نہیں اور پیتل اور جست ان کی طرف لے جانے میں مضائقہ نہیں کہ ان سے ہتھیار نہیں بنتے۔ (ملخصا) (۲؎ فتاوٰی ہندیۃ الباب السادس فی المستامن الفصل الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۳)

اسی میں ہے: لایمنع من ادخال البغال والحمیر و الثور والبعیر ۳؎۔ خچر اور گدھے اور بیل اور اونٹ دارالحرب میں لے جانا مضائقہ نہیں رکھتا۔ (۳؎ فتاوٰی ہندیۃ الباب السادس فی المستامن الفصل الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۳)

فتاوٰی امام طاہر بخاری میں ہے: مسلم اجر نفسہ من مجوسی لاباس بہ ۴؎۔ مسلمان کسی مجوسی کے یہاں مزدوری کرے تو حرج نہیں۔ (۴؎ خلاصۃ الفتاوی کتاب الاجارات الفصل العاشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۳/ ۱۵۹)

ہدایہ میں ہے: من ارسل اجیرالہ مجوسیا او خادما فاشتری لحما فقال اشتریتہ من یھودی اونصرانی اومسلم وسعہ اکلہ ۱؎۔ جس نے اپنا نوکر یا غلام مجوسی بازار کو بھیجا اس نے

گوشت خریدا اور کہامیں نے یہودی یا نصرانی یا مسلمان سے خریدا ہے اسے اس کے کھانے کی گنجائش ہے (کہ معاملات میں کافر کا قول مقبول ہے) (۱؎ الہدایۃ کتاب الکراہیۃ مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/ ۴۵۱)

درمختار میں ہے: الکافر یجوز تقلیده القضاء لیحکم بین اھل الذمة ذکره الزیلعی فی التحکیم ۲؎۔ بادشاہ اسلام اگر کسی کافر کو قاضی بنائے کہ ذمی کافروں کے مقدمے فیصل کرے تو جائز ہے اسے زیلعی نے باب تحکیم میں ذکر کیا۔ (۲؎ الدرالمختار کتاب القضاء مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۷۱)

محیط میں ہے: قال محمد مایبعثه ملک العدومن الهدیة الی امیر جیش المسلمین اوالی الامام الاکبر وھومع الجیش فانه لاباس بقبولها ویصیر فیئا للمسلمین وکذلک اذا اهدی ملکهم الی قائدمن قواد المسلمین له منعة ولوکان اهدی الی واحد من کبار المسلمین لیس له منعة یختص هوبها ۳؎۔ امام محمد نے فرمایا دشمنوں کا بادشاہ جو ہدیہ مسلمانوں کے سپہ سالار یا خلیفہ حاضر لشکر کو بھیجے اس کے قبول میں حرج نہیں تو وہ سب مسلمانوں کے لئے مشترک ہوجائے گا یونہی جب ان کا بادشاہ مسلمان کے کسی فوجی سردار کو ہدیہ بھیجے جس کے پاس فوج ہو اگر کسی اسلامی سردار کو کو بھیجا جس کے پاس اس وقت فوج نہیں تو ہدیہ خاص اسی سردار کی ملک ہوگا۔ (۳؎ فتاوٰی ہندیۃ بحوالہ المحیط الباب السادس الفصل الثالث نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۶)

اسی میں ہے: لوان عسکرامن المسلمین دخلوا دارالحرب فاهدی امیرهم الی ملک العدو هدیة فلاباس به وکذٰلک لو ان امیر الثغور اهدی الی ملک العدوهدیة و اهدی ملک العدوالیه هدیة ۴؎۔ اگر مسلمانوں کا کوئی لشکر دارالحرب میں داخل ہو اور سردار لشکر کچھ ہدیہ دشمنوں کے بادشاہ کو بھیجے اس میں حرج نہیں اور یونہی اگر سرحدوں کا سردار دشمنوں کے

بادشاہ کو کوئی ہدیہ بھیجے اور دشمنوں کا بادشاہ اسے ہدیہ بھیجے۔ (۴؎ فتاوٰی ہندیہ بحوالہ المحیط الباب السادس الفصل الثالث نورانی کتب خانہ پشاور ۲ /۲۳۶)

وقال اللہ تعالٰی والمحصنٰت من المؤمنٰت من الذین اوتوالکتٰب من قبلکم اذا اٰتیتموھن اجورھن ۱؎ (وتمام تحقیقہ فی فتاوٰنا) وقال اللہ تعالٰی **وان جنحوا للسلم فاجنح لھا** ۲؎۔ وقال اللہ تعالٰی **الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظھروا علیکم احدا فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم ان اللہ یحب المتقین** ۳؎ ۰ وقال تعالٰی **واوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا** ۰ وعنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الصلح جائز بین المسلم الاصلحا احل حراما او حرم حلالا ۵؎، وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتغدروا ۶؎۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور حلال ہیں تمھارے لئے پارسا عورتیں ایمان والیوں میں سے اور ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی جب تم ان کے مہر دو (اور اس مسئلہ کی پوری تحقیق ہمارے فتاوٰی میں ہے) اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی اس کی طرف میل کرو۔ **سب کافروں کو قتل کرو مگر وہ مشرک جن سے تمھارا معاہدہ ہولیا، پھر انھوں نے تمھارے حق میں کوئی تقصیر نہ کی اور تم پر کسی کو مدد نہ دی تو ان کا عہد ٹھہری ہوئی مدت تک پورا کرو بیشک اللہ پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے عہد پورا کرو بیشک عہد پوچھا جائے گا،** اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت ہے مسلمانوں میں صلح جائز ہے مگر وہ صلح جو کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام نہ کرے، اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:- بدعہدی نہ کرو۔ (۱؎ القرآن الکریم ۵/۵) (۲؎ القرآن الکریم ۸/ ۶۱) (۳؎ القرآن الکریم ۹/ ۴) (۴؎ القرآن الکریم ۱۷/ ۳۴)

(۵؎ سنن ابی داوٗد کتاب القضاء باب فی الصلح آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۵۰)؛ (۶؎ صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۲)

وہ الحاق واخذ امداد اگر نہ کسی امر خلاف اسلام و مخالف شریعت سے مشروط نہ اس کی طرف منجر، تو اس کے جواز میں کلام نہیں، ورنہ ضرور ناجائز و حرام ہوگا مگر یہ عدم جواز اس شرط یا لازم کے سبب سے ہوگا نہ بر بنائے تحریم مطلق معاملت جس کے لیے شرع میں اصلا اصل نہیں اور خود ان مانعین کا طرز عمل ان کے کذب دعوی پر شاہد' ریل تار ڈاک سے تمتع کیا معاملت نہیں ہے' فرق یہ ہے کہ اخذ امداد میں مال لینا ہے اور ان کے استعمال میں دینا عجب کہ مقاطعت میں مال دینا حلال ہو اور لینا حرام اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ریل تار ڈاک ہمارے ہی ملک میں ہمارے ہی روپے سے بنے ہیں۔ سبحان اللہ امداد تعلیم کا روپیہ کیا انگلستان سے آتا ہے وہ بھی یہیں کا ہے۔ تو حاصل وہی ٹھہرا کہ مقاطعت میں اپنے مال سے نفع پہنچانا مشروع اور خود نفع لینا ممنوع۔ اس الٹی عقل کا کیا علاج' مگر اس قوم سے کیا شکایت جس نے نہ صرف شریعت بلکہ نفس اسلام کو پلٹ دیا مشرکین سے وداد بلکہ اتحاد بلکہ غلامی وانقیاد فرض کیا' خوشنودی ہنود کے لئے شعار اسلام بند اور شعار کفر کا ماتھوں پر علم بلند' مشرکین کی جے پکارنا ان کی حمد کے نعرے مارنا' انھیں اپنی اس حاجت دینی میں میں جسے نہ صرف فرض بلکہ مدار ایمان ٹھہراتے ہیں یہاں تک کہ اس میں شریک نہ ہونے والوں پر حکم کفر لگاتے ہیں' اپنا امام وہادی بنانا مساجد میں مشرک کو لے جاکر مسلمانوں سے اونچا کر کے واعظ مسلمین ٹھہرانا' مشرک کی ٹکٹکی کندھوں پر اٹھا کر مرگھٹ میں لے جانا' مساجد کو اس کے ماتم گاہ بنانا' اس کے لئے دعا مغفرت و نماز جنازہ کے اشتہار لگانا وغیرہ وغیرہ ناگفتہ بہ افعال موجب کفر و مورث ضلال' یہاں تک کہ صاف لکھ دیا کہ اگر اپنے ہندو بھائیوں کو راضی کر لو تو اپنے خدا کو راضی کر لو گے' صاف لکھ دیا کہ ہم ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہیں جو ہندو مسلم کا امتیاز اٹھادے گا اور سنگم وپریاگ کو مقدس علامت ٹھہرائے گا صاف لکھ دیا کہ ہم نے قرآن وحدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کر دی' یہ ہے موالات' یہ ہے حرام' یہ ہیں کفریات' یہ ہیں ضلال تام' فسبحٰن مقلب القلوب والابصار ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الواحد القہار۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

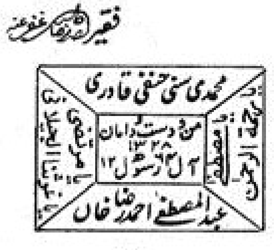

جواب (عہ) امام اہلسنت عین حق ہے کلام الامام امام الکلام دیوبندیوں سے منع استصواب حق وصواب، تھانوی صاحب کا استثناء عجب العجائب یہ سر وسر غنہ دیوبند ہیں،

افعی را کشتن وبچہ اش رانگاہ داشتن (سانپ کو مارنا اور اس کے بچے کی حفاظت کرنا۔ت)

کاحال معلوم نہ کہ بچگان کشتن وافعی گزاشتن (بچوں کو مارنا اور سانپ کو چھوڑ دینا۔ت)

واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر مصطفیٰ رضا قادری مہتمم دارالافتائے اہلسنت وجماعت بریلی۔ ۱۴ صفر ۱۳۳۹ھ

عہ: بحمداللہ تعالیٰ مولوی صاحب کی دین پرستی کہ انھوں نے اس نصیحت کو قبول کیا اور فتوائے اصلی جمیعت علمائے ہند ص ۴ و ۵ پر یہ مضمون چھاپ دیا، الحمد والمنۃ کہ یکم نومبر ۱۹۲۰ء عالیجناب موید ملت طاہرہ اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی کا فتوی موصول ہوا اس سے مجھے ٹھیک پتا لگا کہ مولوی اشرفعلی صاحب تو سر وسر غنہ دیوبند ہیں یا اللہ! میری توبہ، مجھ سے یہ غلطی میرے ایک دوست نے کرادی استغفر اللہ تعالیٰ ربی من کل ذنب ۱۲۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مسئلہ ۱۸۳: از لاہور بری بساط لکڑہارا اکبری منڈی مسئولہ چودھری عزیزالرحمٰن صاحب بی اے سابق ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول لائلپور ۱۲ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

جناب حضرت قبلہ وکعبہ مجدد دوراں حضرت احمد رضاخاں صاحب سلمہ اللہ تعالٰی ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد حمد وصلوٰۃ واضح رائے عالی ہو کہ حضور کا فتوی جو مسٹر حاکم علی بی اے پروفیسر ریاضی اسلامیہ کالج لاہور کے خط کے جواب میں حضور نے ارسال فرمایا پڑھ کر خاکسار کو بڑی حیرت ہوئی کیونکہ خاکسار آں حضور کو جیسا کہ لاکھوں کروڑوں پنجاب وہندوستان کے سنت وجماعت مجدد وقت مانتے ہیں اس زمانے کا مجدد مانتا ہے اور جب سے ہوش سنبھالا اسی عقیدے پر بفضل خدا رہا جس پر آپ اور دیگر بزرگان قوم وعلمائے کرام ہیں یا ہوتے آئے ہیں لیکن اس فتوے کو دیکھ کر میرے دل میں بڑا اضطراب پیدا ہوا ہے اور میں نے یہ جراءت کی ہے کہ جناب سے مفصل طور پر دریافت کرلوں کہ ایسے زمانے میں جبکہ مسلمانوں پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں اندرونی وبیرونی دشمن اسلام کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کفار کی مدد سے باغیوں (شریف مکہ) نے چھین لئے ہیں اور کفار جزیرۃ العرب (جدہ وعدن وغیرہ) میں اپنا قدم جمائے بیٹھے ہیں اور خلافت ریزہ ریزہ کی گئی ہے اور ایک بڑی سلطنت کا وزیر اعظم اپنی تقریر میں صاف کھلے لفظوں میں برملا کہتا ہے کہ یہ لڑائی جو عراق عرب میں مسلمانوں سے ہوئی مذہبی لڑائی تھی اور اب ہم نے بیت المقدس ان کی گندگی سے پاک کردیا ہے وغیرہ وغیرہ، غرض کہ ایسے وقت جبکہ اعداء اللہ اسلام کی عزت اور شوکت کی بیخ کنی میں کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا، عراق، فلسطین اور شام جن کو صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالٰی عنہم نے خون کی ندیاں بہا کر فتح کیا تھا، پھر کفار کی حریفانہ حوصلہ مندیوں کی جولانگاہ بن گئے ہیں خلیفۃ المسلمین دشمنوں کے نرغے میں پھنس کر بے دست وپا ہوچکے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے اپنے گھروں (تھریس سمرنا وغیرہ) اور زرخیز علاقوں سے زبردستی نکالے جارہے ہیں،

اور مسجدوں پر زبردستی قبضہ کرلیا جاتا ہے اور مسلمانوں کے علماء قرآنی احکام ڈرتے ڈرتے بتاتے ہیں‘ جہاد کا تو نام ہی منہ پر آنا بس قیامت ہے‘ کیا ایسے وقت میں اسلامی حمیت وغیرت یہ چاہتی ہے کہ کوئی نہ کوئی ایسا مسئلہ نکل آئے جس سے انگریز افسر خوش ہو جائیں اور مسلمان تباہ ہو جائیں‘ مسٹر حاکم علی نے ایک پالیسی سے انگریز پرنسپل اور دوسرے انگریز افسروں اور غدار مسلمانوں کو خوش کرنے کے واسطے حضور سے ایک عجیب طرز میں فتوی پوچھا اور حضور نے اس کے مضمون کے مطابق صحیح صحیح فیصلہ جواب میں بھیج دیا‘ یہ بالکل درست ہے کہ موالات و مجرد معاملت میں زمین وآسمان کا فرق ہے لیکن دین کا نقصان کرکے دنیوی معاملت کہاں جائز ہے حضور نے بہت سی شرائط سے مشروط کرکے گول مول جواب عنایت فرمایا ہے لیکن اس وقت ضرورت ہے ایسے فتوے کی جو صاف صاف لفظوں میں حالات حاضرہ پر نظر کرکے بغیر کسی شرط کے لکھا جائے تاکہ ہر عالم وجاہل جو آپ کا پیرو ہے فورا پڑھ کر جان لے کہ اس کے واسطے اب ایسا کرنا ضروری ہے‘ حالات حاضرہ حضور پر بخوبی روشن ہیں اور کچھ تھوڑے سے میں نے اوپر بیان کئے ہیں‘ **کیا مسلمانوں کا بھرتی ہوکر فوج میں مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکالنے اور غلام بنانے کے لئے جانا اور دوسرے کلرکوں کا ان کی امداد کے لئے عراق وشام وغیرہ میں ملازمت ہو کر جانا جائز ہے**‘ اگر جانا جائز نہیں تو پھر آپ جیسے بزرگ کیوں چپ چاپ بیٹھے ہیں۔ کیوں نہیں ایسے فتوے شائع کرتے اور اظہار حق میں دنیوی طاقت سے کیوں ڈرتے ہیں‘ **موجودہ وقت کھینچ تان کر کفار سے تعلق رکھنے اور ان کی اعانت کرنے کا جواز ثابت کرنے کا نہیں ہے** بلکہ سینہ سپر ہوکر بے خوف وخطر لوگوں کو صراط مستقیم بتانے کا ہے‘ حضور نے جو لکھا ہے کہ الحاق اور اخذ امداد جائز ہے‘ اگر کسی امر خلاف اسلام ومخالف شریعت سے مشروط نہ ہو‘ عالیجاہ! گورنمنٹ جو امداد سکولوں اور کالجوں کو دیتی ہے وہ خاص اغراض کو مدنظر رکھ کر دی جاتی ہے اور میرا خیال ہے کہ حضور کو سب حال روشن ہوگا لیکن اگر اس بارے میں ناواقفیت ہو تو میں عرض کرتا ہوں کہ **اول** تو امداد میں اس قسم کی شرط ضرور ہوتی ہے کہ کالج کا پرنسپل اور ایک دو پروفیسر انگریز ہوں‘ **دوسرے** مقررہ کورس

پڑھائے جائیں جن میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ خلاف اسلام باتیں ہوتی ہیں بلکہ بعض میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ لکھے ہوئے ہوتے ہیں **تیسرے** دینی تعلیم لازمی نہیں کوئی پڑھے یا نہ پڑھے لیکن جہاں دینی تعلیم پڑھائی جائے خاص وقت سے زیادہ نہ دیا جائے کیونکہ یونیورسٹی کی تعلیم کے لئے چار گھنٹے وقت ضرور خرچ ہوا گر چار گھنٹے سے کم ہوگا تو امداد نہیں ملے گی' پھر جو استاد دینیات پڑھائے گا اس کو امداد نہیں دی جائے گی پھر فلاں فلاں مضمون ضرور طالب علم کو لینے چاہئیں ورنہ امتحان میں شامل نہیں ہو سکتا' پھر ڈرل وغیرہ اور کھیلوں کی طرف جن میں ہر ایک طالب علم کو حصہ لینا ضروری ہوتا ہے آج کل جو ڈرل سکھائی جارہی ہے اس میں عجیب مخرب اخلاق باتیں کی جارہی ہیں امداد لینے اور الحاق یونیورسٹی سے رکھنے کے لئے ضروری ہے وہی ڈرل تمام اسکولوں میں کرائی جائے' کھیلوں میں آپ دیکھتے ہیں کہ عجب بے پردہ لباس پہنا جاتا ہے۔ فٹ بال اور ہاکی میں جو نیکر پہنے جاتے ہیں وہ ٹخنوں سے اوپر تک ننگا رکھتے ہیں' غرضیکہ کیا عرض کروں اسی الحاق وامداد کی خاطر معلّمین ومتعلّمین کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ قرآن شریف ودینیات کا جو گھنٹہ رکھا ہوا ہے اس میں بھی انگریزی ہی کا سبق یاد کرادوں کیونکہ انسپکٹر نے انگریزی تو سننی ہے قرآن مجید تو نہیں سننا' جماعتوں میں جو ترقی دی جاتی ہے اس میں بھی اسی بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ انگریزی لڑکا جانتا ہے یا نہیں قرآن شریف خواہ ناظرہ بھی نہ پڑھ سکتا ہو نماز کا ایک حرف نہ جانتا ہو لیکن دسویں اور ایف اے اور بی اے پاس کرتا چلا جائے گا۔ یہ میں اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں کا ذکر کررہا ہوں دوسرے سکولوں اور کالجوں سے ہمیں کوئی تعلق نہیں یہ سب کس واسطے ہورہا ہے' اسی واسطے کہ ہم یونیورسٹی سے الحاق رکھنا چاہتے ہیں اور سرکاری امداد لینا چاہتے ہیں' اگر یہ خیال نہ ہو تو بالکل حالت بدل جائے کہ طالب علم پکے مسلمان بن جائیں ان میں حمیت وغیرت مذہبی پیدا ہوجائے ان کے اخلاق درست ہوجائیں نیچریت اور دہریت کا اثر ان کے دلوں سے دور ہوجائے' انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوجائیں اور لباس اور فیشن وغیرہ ہر بات میں تقلید نصاریٰ کررہے ہیں اس سے چھوٹ جائیں غرض کہ ہزاروں طرح کی برکات حاصل

کریں، میرا کچھ لکھنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے، حضور پر سب حال روشن ہے میں حضور سے یہ فتوی مانگتا ہوں، برائے مہربانی جواب باصواب سے خاکسار کو مشکور و ممنون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ حالات حاضرہ پر نظر کرتے ہوئے گورنمنٹ سے ترک موالات (عدم تعاون) کرنا اسلامی حکم ہے یا نہیں اور گورنمنٹ سے اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں کو امداد لینی اور یونیورسٹی سے الحاق کرنا اندریں حالات چاہئے یا نہیں؟ جواب باصواب سے عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔ فقط والسلام

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرم کرم فرما سلمہ و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

رب عزوجل فرماتا ہے: فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اولئک الذین ھدٰھم اللہ واولئک ھم اولوالالباب ۱۔ خوشخبری دو میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنتے پھر سب میں بہتر کی پیروی کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالٰی نے ہدایت فرمائی اور یہی عقل والے ہیں. (۱؎القرآن الکریم ۳۹/ ۱۸)

من وتو کی کیا حقیقت انبیائے کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ معاندین کے چند طریقے رہے ہیں:

اول سرے سے بات نہ سننا کہ: لاتسمعوا لھذا القرآن والغوا فیه لعلکم تغلبون ۲؎۔ یہ قرآن سنو ہی نہیں اور اس میں بیہودہ غل کرو شاید تم غالب آؤ۔ (۲؎القرآن الکریم ۴۱/ ۲۶)

دوم سن کر مکابرانہ تکذیب کا منہ کھول دینا کہ: **ان انتم الاتکذبون ۳؎۔ ۵** تم تو نہیں مگر جھوٹے۔
(۳؎القرآن الکریم ۳۶/ ۱۵)

سوم ہدایت کو معطل بالغرض بتانا کہ: ان هذا لشیئ یراد ۴؎ اس میں تو ضرور کچھ مطلب ہے۔

(۴؎ القرآن الکریم ۳۸/ ۶)

چہارم حق کا باطل سے معارضہ کرنا: ویجادل الذین کفروا بالباطل لیدحضوا به الحق واتخذوا ایتی وماانذروا ھزوا ۵؎ کافر باطل کے ساتھ جھگڑتے ہیں کہ اس سے حق کو زائل کردیں اور انھوں نے میری آیتوں اور ڈراوؤں کو ہنسی بنالیا ہے۔(۵؎ القرآن الکریم ۱۸/ ۵۶)

مسلمان پر فرض ہے کہ ان سب طُرق سے پرہیز کرے اور اس پر عامل ہو جو راستہ پہلی آیت بشارت میں اس کے رب نے بتایا ہر تعصب وطرفداری سے خالی الذہن ہو کر کان لگا کر بات سنے اگر انصافاً حق پائے اتباع کرے بارگاہ عزت سے ہدایت ودانشمندی کا خطاب ملے ورنہ پھینک دینا تو ہر وقت اختیار میں ہے واللہ الھادی وولی الایادی

مدارس کے اقسام اور ان میں امداد لینے کے احکام:

(ا) ۱۰ محرم ۱۳۳۹ھ کی بنارس پچی باغ سے یہ سوال آیا: ''مدرسہ اسلامیہ عربیہ جس میں پچیس سال سے گورنمنٹ سے امداد ماہوار ایک سو روپیہ مقرر ہے جس میں کتب فقہ واحادیث وقرآن کی تعلیم ہوتی ہے، ممبران خلافت کمیٹی نے تجویز کیا کہ امداد نہ لینا چاہیئے، پس استفسار ہے کہ یہ امداد لینا جائز ہے یا نہیں؟ مدرسہ ہذا میں سوا تعلیم دینیات کے ایک حرف کسی غیر ملت وغیر زبان کی تعلیم نہیں ہوتی فقط''

اس کا جواب مطلق جواز ہوتا مگر پھر بھی احتیاطاً شکل شرط میں دیا گیا کہ ''جبکہ وہ مدرسہ صرف دینیات کا ہے اور امداد کی بناء پر انگریزی وغیرہ اس میں داخل نہ کی گئی تو اس کے لینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں تعلیم دینیات کو جو مدد پہنچتی تھی اس کا بند کرنا محض بے وجہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔''

۲۲ صفر ۱۳۳۹ھ کو کراچی سبز بازار سے یہ سوال آیا:

''ایک ایسے صوبے میں جس کی قریبا پچاس فیصدی آبادی اسلامی کاشتکاروں پر مشتمل ہے جس کے سالانہ محاصل کا ایک حصہ تعلیمی امداد کے ذیل وحصول کر کے حصہ رسدی مدارس مروجہ امدادیہ کو تقسیم کیا جاتا ہے اس سے استفادہ جائز ہے یا ناجائز؟ خصوصا ایسے مدارس کے لئے جو کامل اسلامی اہتمام کے ماتحت جاری ہیں جن کی دینی تعلیم پر ارباب حکومت کسی نہج معترض نہیں ہوتے اور جن کی نصاب تعلیم کا سرکاری حصہ مروجہ تعلیم بھی خفیف سے خفیف شائبہ موانع شرعیہ سے جزاًوکلًا پاک ہے فقط۔''

اس کا جواب دیا گیا: ''جو مدارس ہر طرح سے خالص اسلامی ہوں اور ان میں وہابیت، نیچریت وغیرہما کا دخل نہ ہو ان کا جاری رکھنا موجب اجر عظیم ہے، ایسے مدارس کے لئے گورنمنٹ اگر اپنے پاس سے امداد کرتی لینا جائز تھا نہ کہ جب وہ امداد بھی رعایا ہی کے مال سے ہے، واللہ تعالی اعلم''

ندوہ کو بھی گورنمنٹ سے امداد ملتی تھی اور جہاں تک میرا خیال ہے اس پر ایسے قیود نہ تھے جو آپ نے ذکر کئے اور ضرور کچھ مدارس وہ بھی ہیں **جن پر امداد امور خلاف شرع سے مقید یاان کی طرف منجر ہو وہ بلاشبہہ ناجائزا گرچہ صرف اسی قدر کھیل میں بے ستری یاخلاف حیاء ومخرب اخلاق باتوں کی شرط ہو خصوصا وہ صورت جو آپ نے بیان کی کہ نصاب میں وہ کتابیں مقرر ہوں جن میں خلاف اسلام باتیں ہیں حتی کہ معاذاللہ توہین رسالت اس میں حرمت درکنار کفر نقد وقت ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ** مولوی حاکم علی صاحب کی تحریر میں کوئی تفصیل نہ تھی لہٰذا یہ جواب دینا ضرور ہوا: ''وہ الحاق واخذ امداد اگر نہ کسی امر خلاف اسلام ومخالف شریعت سے مشروط نہ اس کی طرف منجر، تو اس کے جواز میں کلام نہیں ورنہ ضرور ناجائز وحرام ہوگا'' یہ جواب دونوں صورتوں کو حاوی اور ناقابل تبدیل ہے حالات حاضرہ سے اس کی کسی شق میں تغیر نہ ہوا نہ یہاں کوئی جواب مطلق بلاشرط ہو سکتا ہے۔

لیڈر امداد چھڑاتے ہیں اور مخرب دین تعلیموں پر اب تک قائم ہیں:

(۲) انگریزوں کی تقلید و فیشن وغیرہ سے آزادی اور دہریت و نیچریت سے نجات بہت دل خوش کن کلمات ہیں خدا ایسا ہی کرے مگر یہ صرف ترک امداد والحاق سے حاصل نہیں ہو سکتے اس آگ کے بجھانے سے ملیں گے جو سید احمد خان نے لگائی اور اب تک بہت سے لیڈروں میں اس کی لپٹیں مشتعل ہیں **انگریزی اور وہ بے سود و تضییع اوقات تعلیمیں جن سے کچھ کام دین تو دین دنیا میں بھی نہیں پڑتا جو صرف اس لئے رکھی گئی ہیں کہ لڑکے این وآں و مہملات پر مشغول رہ کر دین سے غافل رہیں کہ ان میں حمیت دینی کا مادہ ہی پیدا نہ ہو' وہ یہ جانیں ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں اور ہمارا دین کیا۔** جیسا کہ عام طور پر مشہور و معہود ہے' جب تک یہ نہ چھوڑی جائیں اور تعلیم و تکمیل عقائد حقہ وعلوم صادقہ کی طرف باگیں نہ موڑی جائیں دہریت و نیچریت کی بیخ کنی ناممکن ہے' کیا لیڈر اس میں ساعی ہیں؟ ہر گز نہیں صرف امداد والحاق ترک کراتے ہیں جو ظاہری تعلق ہیں اور تعلیمات کے گہرے تعلقات نہ چھڑاتے ہیں نہ چھوٹیں گے کیا انھیں میں وہ لوگ جن سے پوچھا جاتا کہ صاحبزادوں کو قرآن نہ پڑھایا تو جواب دیتے کیا ان سے سوم کے چنے پڑھوانے ہیں' کیا اب ان کے خیالات بدل گئے' کیا اب انھوں نے انگریزی کے سوا اور رزاق سمجھ لیا' کیا اب یہ جواب نہ دیں گے کہ پرانے علوم سیکھ کر کیا کھائیں گے' کیا اب انھیں شبلی کے شعر بھول گئے ع

سیارے ہیں اب نئ چمک کے وہ ٹھاٹھ بدل گئے فلک کے
اب صورت ملک ودین نئ ہے افلاک نئے زمیں نئ ہے
سب بھول گئے ہیں ماسبق کو گردوں نے الٹ دیا ورق کو
قائم جو وہ انجمن نہیں ہے اس نقد کا اب چلن نہیں ہے
القصہ یہ بات کی تھی تسلیم یعنی کہ علوم نو کی تعلیم
تدبیر شفا جو ہے تو یہ ہے اس دکھ کی دوا جو ہے تو یہ ہے

تقویم کہن سے ہاتھ اٹھائیں تہذیب کے دائرے میں آئیں
سیکھیں وہ مطالب نوآئیں یورپ میں جو ہورہے ہیں تلقیں
وہ گنج گراں دانش فن وہ فلسفہ جدید بیکن
کیپلر کی وہ نکتہ آفرینی نیوٹن کے مسائل یقینی

اور بفرض غلط ایسا ہو بھی تو اکثر لیڈر کہ انھیں تعلیمات فارغہ کے بل پر لیڈر بنے ہیں کس مصرف کے رہیں گے جب وہ مردود یہ خود مطرود' کیااس وقت یہ شعر حالی ان کا ترجمان حال نہ ہوگا ع

قلی یا نفر ہو تو کچھ کام آئے
مگران کو کس مد میں کوئی کھپائے۱ (۱مسدس حالی مطبوعہ نولکشور لاہور ص ۶۴)

لیڈر نصاریٰ کی ادھوری غلامی چھوڑتے اور مشرکین کی پوری غلامی مناتے ہیں:

(۳) نصاریٰ کی یہ غلامی کہ یہ پیر نیچر نے تمامی لیڈر جس کے اب زبانی شاکی ہیں اور دل سے پرانے حامی'اس کے نتائج تشبہ وضع و تحقیر شرع وشیوع دہریت وفروغ نیچریت مطابقے نہ تھے بلکہ التزامی اب اگر بعد خرابی بصرو آنکھیں کھلیں اور اسے چھوڑنا چاہتے ہیں مبارک ہو اور خدا سچ کرے اور راست لائے مگر للہ انصاف' وہ غلامی ادھوری تھی سید احمد خاں نے کسی پادری یا نصرانی کو امور دین میں صراحۃً اپنا امام و پیشوا نہ لکھا تھا آیات احادیث کی تمام عمر کو چرچ یا صلیب پر نثار کرنا نہ کہا تھا کسی پادری کو مساجد میں مسلمانوں کا واعظ وہادی نہ بنایا تھا نصرانیت کی رضا کو خدا کی رضا یا کسی پادری کو نبی بالقوہ نہ بنایا تھا اور اب مشرکین کی پوری غلامی ہورہی ہے ان کے ساتھ یہ سب کچھ اور ان سے بہت زائد کیا جارہاہے یہ کون سا دین ہے نصاریٰ کی ادھوری سے اجتناب اور مشرکین کی پوری میں غرقاب' فرمن المطر ووقف تحت المیزاب ع چلتے پرنالے کے نیچے ٹھہرے مینہ سے بھاگ کر.

موالات ہر کافر سے حرام ہے:

(۴) موالات مطلقاً ہر کافر ہر مشرک سے حرام ہے اگرچہ ذمی مطیع اسلام ہو اگرچہ اپنا باپ یا بیٹا یا بھائی یا قریبی ہو،

قال تعالٰی: لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباء ھم اوابناء ھم اواخوانھم اوعشیرتھم ۲؎۔ تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ دوستی کریں اللہ و رسول کے مخالفوں سے اگرچہ وہ ان کے باپ بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ (۲؎ القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲)

موالات صوریہ کے احکام:

حتی کہ صوریہ کو بھی شرع مطہر نے حقیقیہ کے حکم میں رکھا۔ قال تعالٰی: یایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاء کم من الحق ۱؎۔ اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم تو ان کی طرف محبت کی نگاہ ڈالتے ہو اور وہ اس حق سے کفر کررہے ہیں جو تمھارے پاس آیا۔ (۱؎ القرآن الکریم ۶۰/ ۱)

یہ موالات قطعاً حقیقیہ نہ تھی کہ نزول کریمہ دربارہ سیدنا خاطب بن ابی بلتعہ احد اصحاب البدر رضی اللہ تعالٰی عنہ و عنھم ہے کما فی الصحیح ۲؎ البخاری ومسلم (جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔ت) (۲؎ صحیح بخاری کتاب التفسیر باب لاتتخذوا عدوی وعدوکم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۲۶)

تفسیر علامہ ابوالسعود میں ہے: فیہ زجر شدید للمؤمنین عن اظہار صورۃ الموالاۃ لھم وان لم تکن موالاۃ فی الحقیقۃ ۳؎۔ اس آیہ کریمہ میں مسلمانوں کو سخت جھڑک ہے اس بات سے کہ

کافروں سے وہ بات کریں جو بظاہر محبت ہوا گرچہ حقیقت میں دوستی نہ ہو۔ (۳؎ ارشادالعقل السلیم (تفسیر ابی السعود) سورۃ/۱۵ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۸)

مگر صوریہ ضروریہ خصوصاً باکراہ' قال تعالٰی: **الاان تتقوا منہم تقٰة** ۴؎۔ مگر یہ کہ تمھیں ان سے واقعی پوراڈر ہو۔ (۴؎ القرآن الکریم ۳/ ۲۸)

قال تعالٰی: الامن اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ۵؎۔ مگر وہ جو پورا مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔ (۵؎ القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۶)

مجرد معاملت کا حکم:

اور معاملت مجردہ سوائے مرتدین ہر کافر سے جائز ہے جبکہ اس میں نہ کوئی اعانت کفر یا معصیت ہو نہ اضرار اسلام وشریعت ورنہ ایسی معاملت مسلم سے بھی حرام ہے چہ جائیکہ کافر' **قال تعالٰی: ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان** ۶؎۔ گناہ وظلم پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (۶؎ القرآن الکریم ۵/ ۲)

غیر قوموں کے ساتھ جواز معاملت کی مجمل تفصیل اس (عہ) فتوے میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں ہر **معاملت کے ساتھ وہ قید لگادی ہے جس کے بعد نقصان دین کا احتمال نہیں' ان احکام شرعیہ کو بھی حالات دائرہ نے کچھ نہ بدلا' نہ یہ شریعت بدلنے والی ہے۔ لایأتیہ الباطل من بین یدیہ ولامن خلفہ تنزیل من حکیم حمید** ۱؎۔ باطل نہیں آسکتا نہ اس کے آگے نہ اس کے پیچھے سے' اتاراہوا ہے حکمت والے سراہے گئے کا. (۱؎ القرآن الکریم ۴۱/ ۴۲)

عہ: خود محرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کتاب الاثار میں فرماتے ہیں: اخبرنا ابوحنیفہ عن عماد عن ابراہیم انہ قال فی التاجر یختلف الی ارض الحرب انہ لاباس بذٰلک مالم یحمل الیہم سلاحا، اوکراعا، وسلبا، قال محمد وبہ ناخذو ہوقول ابی حنیفة

۲؎ یعنی ہمیں امام اعظم نے امام حماد بن ابی سلیمن انھوں نے امام ابراہیم نخعی سے خبر دی کہ تجارت کے لئے دارالحرب میں تاجر کی آمد و رفت جائز ہے جب تک ان کی طرف ہتھیار یا گھوڑے یا قیدی نہ لے جائیں، امام محمد نے فرمایا اسی کو ہم لیتے ہیں اور یہی قول امام اعظم کا ہے، نیز مؤطا شریعت کی عبارت آتی ہے کہ مشرک مقاتل کو ہدیہ بھیجنے میں حرج نہیں جب تک ہتھیار یا زرہ کا بھیجنا نہ ہو۔ اور یہی قول امام اعظم اور ہمارے عام فقہاء کا ہے ۳؎ انتہی ۱۲ منہ (۲؎ کتاب الآثار امام محمد باب حمل التجارۃ الی ارض الحرب حدیث ۱۵۱ ادارۃ القرآن کراچی ص ۱۶۷)؛ (۳؎ مؤطا امام محمد باب مایکرہ من لبس الحریر والدیباج آفتاب عالم پریس لاہور ص ۲۷۱)

احکام الٰہیہ میں لیڈروں کی طرح طرح کھینچ تان بلکہ کایا پلٹ:

(۵) للہ انصاف، اس میں کون سی کھینچ تان ہے، جتنی بات کہی گئی صاف صریح احکام شرعیہ وجزئیات منصوصہ ہیں کھینچ تان کر احکام شرعیہ میں تغیر کا وقت خادم شرع کے لئے نہ اب ہے نہ کبھی تھا نہ کبھی ہو، ہاں خادمان گاندھی کے لئے نہ صرف کھینچ تان بلکہ کلام الٰہی واحکام الٰہی کو یکسر کایا پلٹ کر کے فرضیت موالات کفار نباہنے کا وقت ہے، مسجد میں کسی دبے ہوئے ذمی کے ذلت خواری کے ساتھ آنے کے جواز کا اختلافی مسئلہ نکالیں اور مشرک کو بروجہ استعلاء مسجد میں لے جانا اور مسلمانوں کا واعظ وہادی بنانا، مسند سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر جمانا اس پر ڈھالیں دبے ہوئے ملتجی بے قابو مشرک سے کوئی بالائی خدمت یا زرہ خود بکتر عاریۃً لینے کے جواز کا مسئلہ دکھائیں اور اس سے خودسر خودغرض، زبردست، خونخوار مشرکوں کے دامن پکڑنا، ان کے سایہ میں پناہ لینا، ان صریح بدخواہوں کی رائے پر اپنے آپ کو سپرد کردینا منائیں کفار معاہدین یا بعض کے نزدیک قتال سے بالذات عاجزین کے ساتھ کچھ مالی سلوک کی رخصت والی آیت سنائیں اور اسے خونخوار مشرکین سخت اعدائے اسلام و مسلمین کے ساتھ اتحاد ووداد بلکہ غلامی وانقیاد کی نہ صرف رخصت بلکہ اعظم فرضیت کی دلیل بنائیں، ان سب کا بیان بعونہ تعالٰی ابھی آتا ہے آپ انصاف کرلیں گے کس نے کھینچ تان کی، حاشا نہ صرف کھینچ تان بلکہ

کمال جسارت سے احکام الٰہیہ کا یا پلٹ کر کے قرآن وحدیث کی عمر بت پرستی پر قربان کی۔ **وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون** ۱؎ o اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (۱؎ القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲)

تعلیم کے لئے امداد لینا اور لیڈروں کی دینی حالت کہ اسلام ان کو نہ جب مد نظر نہ تھا نہ اب ہے:

(٦) اور تعلیم دین کے لئے گورنمنٹ سے امداد قبول کرنا جو مخالف شرع سے مشروط نہ اس کی طرف منجر ہو یہ تو نفع بے غائلہ ہے جس کی تحریم پر شرع مطہر سے اصلا کوئی دلیل نہیں۔ دین پر قائم رہو مگر دین میں زیادت نہ کرو۔ کیا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وخلفائے راشدین رضی اللہ تعالٰی عنہم نے سلاطین کفار کے ہدایا قبول نہ فرمائے' جو وجوہ شناعت آپ نے ان مدارس میں لکھیں کہ امور مخالف اسلام حتی کہ توہین حضور سید الانام علیہ افضل الصلوۃ والسلام کی تعلیم داخل نصاب ہے بیشک جو اس قسم کے اسکول یا کالج ہوں ان میں نہ فقط اخذ امداد بلکہ تعلیم و تعلم سب حرام قطعی بلکہ مستلزم کفر ہے' آپ فرماتے ہیں یہ میں اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں کا ذکر کررہا ہوں پھر غیر اسلامیہ کا کیا پوچھنا' مگر افسوس اور سخت افسوس یہ کہ آج آپ کو جتنے لیڈر دکھائی دیں گے وہ ان کے بازو اور ان کے ہم زبان عام طور پر انہیں اسکولوں کالجوں کے کاسہ لیس ملیں گے' انھیں سے بڑی بڑی ڈگریاں ایم اے' بی اے کی پائے ہوئے ہوں گے' کیا اس وقت تک ان میں یہ خباثتیں نہ تھیں' ضرور تھیں مگر ان صاحبون کو مقبول اور منظور تھیں' اور اب بھی جو آنکھ کھلی تو صرف ایک گوشہ انگریزوں کی طرف کی اور وہ بھی شریعت پر زیادت کے ساتھ کہ ان سے مجرد معاملت بھی حرام قطعی بلکہ کفر اور مشرکوں کی طرف کی پہلے سے بھی زیادہ پٹ ہوگئی کہ ان سے وداد واتحاد واجب بلکہ ان کی غلامی وانقیاد وفرض انھیں راضی

کرلیا تو خدا کو راضی کرلیا تو ثابت ہوا کہ اسلام ان حضرات کو نہ جب مد نظر تھا ورنہ ایسی دین تعلیموں سے بھاگتے ' نہ اب مد نظر ہے ورنہ مشرکوں کے اتحاد و انقیاد کے فتنے نہ جاگتے ع

نہ آغاز بہتر نہ انجام اچھا

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

موالات کی بحث :

(۷) ترک معاملت کو ترک موالات بنا کر قرآن عظیم کی آیتیں کہ ترک موالات میں ہیں سو جھیں ' مگر فتوائے مسٹر گاندھی سے ان سب میں استثنائے مشرکین کی پچر لگا لی کہ آیتیں اگرچہ عام ہیں مگر ہندوؤں کے بارے میں نہیں ' ہندو تو ہادیان اسلام ہیں ' آیتیں صرف نصاری کے بارے میں ہیں اور نہ کل نصاری فقط انگریز ' اور انگریز بھی کل تک ان کے مورد نہ تھے حالت حاضرہ سے ہوئے ' ایسی ترمیم شریعت و تغییر احکام و تبدیل اسلام کا نام خیر خواہی اسلام رکھا ہے ' ترک موالات قرآن عظیم نے ایک دو ' دس بیس جگہ تاکید شدید پر اکتفاء نہ فرمائی بلکہ بکثرت جابجا کان کھول کھول کر تعلیم حق سنائی اور اس پر تنبیہ فرمادی کہ : **قدبینا لکم الاٰیٰت ان کنتم تعقلون** ١۔ ہم نے تمھارے لیے آیتیں صاف کھول دی ہیں اگر تمھیں عقل ہو۔ (١۔ القرآن الکریم ٣/ ١١٨)

مگر توبہ ' کہاں عقل اور کہاں کان ' یہ سب تو وداد ہنود پر قربان ' لاجرم ان سب سے ہندوؤں کا استثناء کرنے کے لیے بڑے بڑے آزاد لیڈروں نے قرآن عظیم میں تحریفیں کیں ' آیات میں پیوند جوڑے ' پیش خویش واحد قہار کو اصلاحیں دیں ان کی تفصیل گزارش ہو تو دفتر طویل نگارش ہو۔

آیہ ممتحنہ کا روشن بیان

ایک آیہ کریمہ کے بیان پر اقتصار کروں کہ وہی ان سب چھوٹے بڑے لیڈروں کی نقل مجلس ہے یعنی کریمہ ممتحنہ "لاینھٰکم اللہ الایۃ "اس میں اکثر اہل تاویل جن میں سلطان المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنھما بھی ہیں فرماتے ہیں : اس سے مراد بنو خزاعہ ہیں جن سے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ایک مدت تک معاہدہ تھا۔ رب عزوجل نے فرمایا ان کی مدت عہد تک ان سے بعض نیک سلوک کی تمھیں ممانعت نہیں۔ امام مجاہد تلمیذ اکبر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنھم کہ ان کی تفسیر بھی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس ہی سمجھی جاتی ہے، فرماتے ہیں : اس سے مراد وہ مسلمان ہیں جنھوں نے مکہ مکرمہ سے ابھی ہجرت نہ کی تھی، رب عزوجل فرماتا ہے ان کے ساتھ نیک سلوک منع نہیں۔

بعض مفسرین نے کہا : مراد کافروں کی عورتیں اور بچے ہیں جن میں لڑنے کی قابلیت ہی نہیں۔ قول اکثر کی حجت حدیث بخاری و مسلم واحمد وغیرہ ہے کہ سیدتنا اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے پاس ان کی والدہ قتیلہ بحالت کفر آئی اور کچھ ہدایا لائی، انھوں نے نہ اس کے ہدیے قبول کئے نہ آنے دیا کہ تم کافرہ ہو جب تک سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذن نہ ملے تم میرے پاس نہیں آسکتیں۔ حضور میں عرض کی، اس پر آیہ کریمہ اتری کہ ان سے ممانعت نہیں، یہ واقعہ زمانہ صلح و معاہدہ کا ہے خصوصاً یہ تو ماں کا معاملہ تھا ماں باپ کے لیے مطلقاً ارشاد ہے **"وصاحبھما فی الدنیا معروفا ۱؎"** دنیوی معاملوں میں ان کے ساتھ اچھی طرح رہ۔ (۱؎القرآن الکریم ۳۱/ ۱۵)

ظاہر ہے کہ قول امام مجاہد پر تو آیہ کریمہ کو کفار سے تعلق ہی نہیں خاص مسلمانوں کے بارے میں ہے اور نہ اب وہ کسی طرح قابل نسخ، اور قول سوم یعنی ارادہ نساء وصبیان پر بھی اگر منسوخ نہ ہو ان دوستان

ہنود کو نافع نہیں کہ یہ جن سے وداد واتحاد منا رہے ہیں وہ عورتیں اور بچے نہیں، قول اول پر بھی کہ آیت اہل عہد وذمہ کے لیے ہے، اور یہی قول اکثر جمہور ہے آیہ کریمہ میں نسخ ماننے کی کوئی حاجت نہیں، لاجرم اکثر اہل تاویل اسے محکم مانتے ہیں،

آیہ ممتحنہ میں حنفیہ کا مسلک :

اور اسی پر ہمارے ائمہ حنفیہ نے اعتماد فرمایا کہ آیہ "لا ینھٰکم اللہ" درباره اہل ذمہ اور آیہ "ینھٰکم اللہ" حربیوں کے بارے میں ہے۔ اسی بنا پر ہدایہ ودرر وغیرھما کتب معتمدہ میں فرمایا : کافر ذمی کے لیے وصیت جائز ہے اور حربی کے لیے باطل وحرام، آیہ "لا ینھٰکم اللہ" نے ذمی کے ساتھ احسان جائز فرمایا اور آیہ "انما ینھٰکم اللہ" نے حربی کے ساتھ احسان حرام۔

عبارت ہدایہ یہ ہے : لایجوز ان یوصی المسلم للکافر والکافر للمسلم فالاول لقوله تعالی لاینهکم الله عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین الایة ،والثانی لانهم بعقد الذمة ساووا المسلمین فی المعاملات ولهذا جاز التبرع من الجانبین فی حالة الحیاة فکذا بعد الممات وفی الجامع الصغیر الوصیة لاهل الحرب باطلة لقوله تعالی انما ینهکم الله عن الذین قاتلوکم فی الدین الایة ۔۲۔ جائز ہے کہ مسلمان (ذمی) کافر کے لیے وصیت کرے اور کافر مسلمان کے لیے، اول تو اس دلیل سے کہ اللہ تعالی تمھیں ان سے منع کرتا جو تم سے دین میں لڑیں آخر آیت تک، اور دوم اس لیے کہ وہ ذمی ہونے کے سبب معاملات میں مسلمانوں کے برابر ہوگئے اسی لیے زندگی میں ایک دوسرے کے ساتھ مالی نیک سلوک کر سکتا ہے تو یوں ہی بعد موت بھی، اور جامع صغیر میں ہے حربیوں کے لیے وصیت باطل ہے اس لیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ تو تمھیں ان سے منع فرماتا ہے جو تم سے دین میں لڑیں آخر آیت تک، (۲؎ الھدایہ کتاب الوصایا مطبع یوسفی لکھنؤ ۶۵۳/۴)

کافر(عہ) سے خاص ذمی مراد ہے بدلیل قولہ انھم بعقد الذمۃ ولہٰذا امام اکمل نے عنایہ میں اس کی شرح یوں فرمائی: وصیة المسلم للکافر الذمی وعکسها جائزة ۱؎۔ مسلمان کا کافر ذمی کے لئے وصیت کرنا اور اس کا عکس جائز ہے۔ (۱؎ العنایۃ شرح الہدایۃ علی ہامش فتح القدیر کتاب الوصایا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۹/ ۴۵۵)

عہ: یہاں سے بعض مفتیان اجہل کی جہالت شدیدہ ظاہر ہوئی جنھوں نے عبارت ہدایہ کو مشرکین ہند پر جمایا طرفہ یہ کہ اپنی ہی نقل کردہ عبارت نہ سوجھی لانہم بعقد الذمۃ سوجھی، کیوں نہیں قصد عوام کو دھوکے دینے کی ٹھہرائی ۱۲۔ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ۔

امام اتقانی نے غایۃ البیان میں فرمایا: اراد بالکافر الذمی لان الحربی لاتجوز له الوصية على مانبين ۲؎۔ عبارات ہدایہ میں کافر سے ذمی مراد ہے اس لئے کہ حربی کے لئے وصیت جائز نہیں جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔ (۲؎ الجوہرۃ النیرۃ (مفہوما) کتاب الوصایا مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/ ۲۹۱)

ایسا ہی جوہرہ نیرہ میں و مستصفی میں ہے کفایہ میں فرمایا: ارادبه الذمی بدليل التعليل ورواية الجامع الصغير ان الوصية لاهل الحرب باطلة ۳؎۔ صاحب ہدایہ نے کافر سے ذمی مراد لیا ایک تو ان کی دلیل اس پر گواہ ہے کہ فرمایا وہ ذمی ہونے کے سبب معاملات میں مسلمانوں کے برابر ہوگئے دوسرے جامع صغیر کی روایت کہ حربیوں کے لئے وصیت باطل ہے۔ (۳؎ الکفایۃ مع فتح القدیر کتاب الوصایا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۹/ ۴۵۵)

اسی کو وافی وکنز وتنویر وغیرہا متون میں یوں تعبیر فرمایا: یجوز ان یوصی المسلم للذمی و بالعکس ۴؎۔ جائز ہے کہ مسلمان ذمی کے لئے وصیت کرے اور اس کا عکس بھی ۱۲ (۴؎ کنزالدقائق کتاب الوصایا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۴۱۴)

تفسیر احمدی میں ہے: والحاصل ان الاية الاولى ان كانت فى الذمى والثانية فى الحربى كما هوا لظاهر وعليه الاكثرون كان دالا على جوازالاحسان الى الذمى دون الحربى، ولهذ اتمسک صاحب الهداية فى باب الوصية ان الوصية للذمى جائزة دون الحربى لانه نوع احسان و لهذا المعنى قال فى باب الزكوٰة ان الصدقة النافلة يجوز اعطاء ها للذمى دون الحربى ۱؎۔ حاصل یہ ہے کہ پہلی آیت جس میں نیک سلوک کی رخصت ہے اگر درباره ذمی ہو اور دوسری جس میں مقاتلین سے ممانعت ہے درباره حربی جیسا کہ یہی ظاہر ہے اور یہی مذہب اکثر ائمہ ہے تو آیتیں دلیل ہوں گی کہ ذمی کے ساتھ نیک سلوک جائز ہے۔ اور حربی کے ساتھ حرام، ولہٰذا صاحب ہدایہ نے باب الوصیۃ میں انھیں آیتوں کی سند سے فرمایا کہ وہ ایک طرح کا احسان ہے اور اسی کے سبب باب الزکوٰۃ میں فرمایا کہ نفلی صدقہ ذمی کو دینا حلال اور حربی کو دینا حرام ۱۲

(۱؎ التفسیرات الاحمدیۃ سورۃ الممتحنۃ المطبع الکریمی بمبئی ص ۷۰۰۔ ۶۹۹)

نہایہ امام سغناقی و غایۃ البیان امام اتقانی و بحر الرائق و غنیہ علامہ شرنبلالی میں ہے: واللفظ للبحر صح دفع غير الزكوٰة الى الذمى لقوله تعالٰى لاينهٰكم الله عن الذين لم يقاتلوكم فى الدين الاٰية وقيد بالذمى لان جميع الصدقات فرضا كانت اوواجبة اوتطوعا لاتجوز للحربى اتفاقا كما فى غاية البيان لقوله تعالٰى ينهٰكم الله عن الذين قاتلوكم فى الدين واطلقه فشمل المستامن وقد صرح به فى النهاية ۲؎۔ زکوٰۃ کے سوا اور صدقات ذمی کو دے سکتے ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے: تمھیں اللہ ان سے منع نہیں فرماتا جو دین میں تم سے نہ لڑیں، ذمی کی قید اس لئے لگائی کہ حربی کے لئے جملہ صدقات حرام ہیں، فرض ہوں یا واجب یا نفل۔ جیسا کہ غایۃ البیان میں ہے۔ اس لئے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اللہ تمھیں ان سے منع فرماتا ہے جو دین میں تم سے لڑیں، حربی کو مطلق رکھا تو مستامن کو بھی شامل ہوا جو سلطان اسلام سے پناہ لے کر

دارالاسلام میں آیا اسے بھی کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں۔ اور نہایہ میں اس کی صاف تصریح ہے۔
(۲؎ البحرالرائق باب المصرف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۴۲)

تبیین الحقائق امام زیلعی پھر فتح اللہ المعین سید ازہری میں ہے: لایجوز دفع الزکوٰۃ الی ذمی وقال زفر یجوز لقولہ تعالی لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین صرف الصدقات کلھا الیھم بخلاف الحربی المستامن حیث لایجوز دفع الصدقۃ الیہ لقولہ تعالٰی انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واجمعوا علی ان فقراء اھل الحرب خرجوا من عموم الفقراء ۱؎۔ (ملخصا) ذمی کو زکوۃ دینا تو جائز نہیں۔ اور امام زفر نے فرمایا تمام قسم کے صدقات دے سکتے ہیں کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے اللہ تمہیں ان سے نہیں روکتا جو دین میں تم سے نہ لڑیں بخلاف حربی اگرچہ مستامن ہو کہ اسے کسی قسم کا صدقہ دینا حلال نہیں کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے اللہ تمھیں ان سے روکتا ہے جو تم سے دین میں لڑیں، اور ائمہ امت کا اجماع ہے کہ قرآن عظیم میں جو صدقات فقراء کے لئے بتائے حربی فقیر ان سے خارج ہیں۔ (۱؎ تبیین الحقائق باب المصرف المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/ ۳۰۰)

جوہرہ نیرہ میں ہے: انما جازت الوصیۃ للذمی ولم تجز للحربی لقولہ تعالٰی لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم، ثم قال انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین ۲؎۔ الآیۃ خاص ذمی کے لئے وصیت جائز اور حربی کے لئے حرام اس وجہ سے کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے اللہ تعالٰی تمھیں ان سے نیک سلوک کو منع نہیں فرماتا جو تم سے دین میں نہ لڑیں، اور تمھیں گھروں سے نہ نکالا پھر فرمایا اللہ تمھیں ان سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑیں۔ (۲؎ الجوہرۃ النیرۃ کتاب الوصایا مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/ ۳۹۱)

کافی میں ہے: یجوز ان یدفع غیر الزکوٰۃ الی ذمی وقال ابویوسف والشامی لایجوز کالزکوٰۃ ولنا قولہ تعالٰی لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم

ان تبروھم ۱؎۔ زکوۃ کے سوا اور صدقات ذمی کو دے سکتے ہیں اور امام ابویوسف وامام شافعی نے فرمایا اور صدقات بھی ذمی کو نہیں دے سکتا جیسے زکوۃ ہماری دلیل اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ اللہ تمھیں بھلائی میں ان سے منع نہیں فرماتا جو دین میں تم سے نہ لڑیں۔ (۱؎ کافی شرح وافی)

فتح القدیر میں ہے: الفقراء فی الکتاب عام خص منه الحربی بالاجماع مستندین الی قوله تعالٰی انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین ۲؎۔ قرآن عظیم میں فقراء کا لفظ عام ہے باجماع امت حربی اس سے خارج ہیں اجماع کی سند اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ اللہ تمھیں ان سے منع فرماتا ہے جو دین میں تم سے لڑیں۔ (۲؎ فتح القدیر باب من یجوز دفع الصدقة الخ مکتبہ رضویہ سکھر ۲/ ۲۰۷)

عنایہ ومعراج الدرایہ ومحیط برہانی وجودی زادہ وشرنبلالی بدائع وسیر کبیر امام محمد کی عبارتیں عنقریب آتی ہیں، یہ ہے مسلک ائمہ حنفیّہ جسے حنفی بننے والے لیڈریوں مسخ ونسخ کی دیوار سے مارتے ہیں اور اس سے حربی مشرکوں کے ساتھ نرا احسان مالی نہیں بلکہ وداد اتحاد بگھارتے ہیں۔

آیت میں نسخ کے اقوال:

یحرفون من بعد ماعقلوه وھم یعلمون ۳؎۔ دیدہ دانستہ بات سمجھ کر اس کی جگہ سے پھیرتے ہیں۔ (۳؎ القرآن الکریم ۲/ ۷۵)

آیہ کریمہ میں ایک قول یہ ہے کہ مطلق کفار مراد ہیں جو مسلمانوں سے نہ لڑے ان کے نزدیک وہ ضرور آیات قتال وغلظت سے منسوخ ہے اجلہ ائمہ تابعین مثلاً امام عطا بن ابی رباح استاذ امام اعظم ابوحنیفہ جن کی نسبت امام اعظم فرماتے ہیں: "مارایت افضل من عطا" میں نے عطا سے افضل کسی کو نہ دیکھا۔ وعبدالرحمٰن بن زید بن اسلم مولٰی امیر المومنین عمر فاروق اعظم وقتادہ وتلمیذ خاص حضرت

انس خادم خاص حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کے منسوخ ہونے کی تصریح فرمائی،

تفسیر کبیر میں ہے: **اختلفوا فی المراد من "الذین لم یقاتلوکم" فالاکثر علی انہم اہل العہدالذین عاھدوا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی ترک القتال والمظاھرۃ فی العداوۃ، وھم خزاعۃ کانواعاھدوا الرسول علی ان لایقاتلوہ ولایخرجوہ، فامرالرسول علیہ الصلٰوۃ والسلام بالبروالوفاء الی مدۃ اجلھم، وھذا قول ابن عباس ومقاتل ابن حیان ومقاتل ابن سلیمن ومحمد ابن سائب الکلبی، وقال مجاہد الذین اٰمنوا بمکۃ ولم یھاجروا وقیل ھم النساء والصبیان، وعن عبداللہ بن الزبیر انھا نزلت فی اسماء بنت ابی بکر قدمت امھا قتیلۃ علیھا وھی مشرکۃ بھدایا فلم تقبلھا ولم تاذن لھا بالدخول فامرھا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان تدخلھا وتقبل منھا وتکرمھا وتحسن الیھا، وقیل الاٰیۃ فی المشرکین وقال قتادۃ نسختھا اٰیۃ القتال**

اھ۔اس میں اختلاف ہوا کہ ''وہ جو تم سے دین میں نہ لڑیں'' ان سے کون لوگ مراد ہیں، اکثر اہل تاویل اس پر ہیں کہ ان سے اہل عہد مراد ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ نہ حضور ﷺ سے لڑیں گے نہ دشمن کی مدد کریں گے، اور وہ بنی خزاعہ ہیں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ نہ لڑیں گے نہ مسلمانوں کو مکہ معظّمہ سے نکالیں گے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ ان کے ساتھ نیک سلوک فرمائیں اور ان کا عہد مدت موعود تک پورا کریں، حضرت عبداللہ بن عباس ومقاتل بن حیان ومقاتل بن سلیمن ومحمد بن سائب کلبی کا یہی قول ہے اور امام مجاہد نے فرمایا: وہ مسلمانان مکہ مراد ہیں جنھوں نے ابھی ہجرت نہ کی تھی۔اور بعض نے کہا عورتیں اور بچے مراد ہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت اسماء بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں اتری ان کی ماں قتیلہ بحالت کفر ان کے پاس کچھ ہدیے لے کر آئیں انھوں نے نہ ہدیے کو قبول کیے نہ انھیں آنے کی اجازت دی تو نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے انھیں حکم فرمایا کہ اسے آنے دیں اور اس کے ہدیے قبول کریں اور اس کی خاطر اور اس کے ساتھ نیک سلوک کریں، اور بعض نے کہا آیت دربارہ مشرکین ہے، قتادہ نے کہا وہ آیت جہاد منسوخ ہوگئی۔ (۱؎ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) زیر آیۃ لاینھٰکم اللّٰہ الخ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۲۹/ ۴۔ ۳۰۳)

صحیح مسلم شریف میں اسماء بنت صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے: قدمت علی امی وھی مشرکۃ فی عہد قریش اذعاھدھم فاستفیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم قلت قدمت علی امی وھی راغبۃ افاصل امی قال نعم صلی امک ۱؎۔ میری ماں کہ مشرکہ تھی اس زمانہ میں کہ کافروں سے معاہدہ تھا میرے پاس آئی میں نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے فتوٰی پوچھا کہ میری ماں طمع لے کر میری پاس آئی ہیں کیا میں اپنی ماں سے کچھ نیک سلوک کروں؟ فرمایا: ہاں اپنی ماں سے نیک سلوک کر۔ (۱؎ صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب فضل النفقۃ والصدقۃ علی الاقربین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۲۴)

جمل میں قرطبی سے ہے: ھی مخصوصۃ بالذین اٰمنوا ولم یھاجروا وقیل یعنی بہ النساء الصبیان لانھم من لایقاتل فاذن اللّٰہ فی برھم حکاہ بعض المفسرین وقال اکثراھل التاویل ھی محکمۃ واحتجوابان اسماء بنت ابی بکر سألت النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم ھل تصل امھا حین قدمت علیہا مشرکۃ قال نعم، اخرجہ البخاری ومسلم ۲؎۔ یہ آیت خاص ہے ان کے بارے میں جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی، اور بعض نے کہا اس سے عورتیں اور بچے مراد ہیں اس لئے کہ وہ لڑنے کے قابل نہیں، تو اللہ تعالٰی نے ان کے ساتھ مالی نیک سلوک کی اجازت دی، اسے بعض مفسرین نے نقل کیا۔ اور اکثر اہل تاویل نے کہا آیت محکم ہے، اور اس سے سند لائے کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سوال کیا کیا اپنی ماں سے کچھ نیک سلوک کرے جب وہ ان کے پاس بحالت شرک آئی تھیں؟ فرمایا:

ہاں' اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ (۲؎ الفتوحات الالٰہیہ (الشہیر بالجمل) زیر آیہ لاینہٰکم اللہ الخ مصطفی البابی مصر ۴/ ۳۲۸)

تفسیر در منثور میں ہے: اخرج حمید وابن المنذر عن مجاہد فی قولہ لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم الاٰیۃ قال ان تستغفروا وتبروھم وتقسطوا الیہم ھم الذین اٰمنوا بمکۃ ولم یھاجروا اھ ۱؎۔ عبد بن حمید اور ابن المنذر نے امام مجاہد سے تفسیر کریمہ لاینھٰکم الخ میں روایت کیا' فرمایا معنی آیت یہ ہیں کہ اللہ تمھیں منع نہیں فرماتا کہ تم ان کی مغفرت کی دعا کرو اور ان سے نیک سلوک وانصاف کا برتاؤ برتو اس سے مراد کون لوگ ہیں وہ جو مکہ میں ایمان لائے تھے اور ہجرت نہ کی۔ (۱؎ الدر المنثور (تفسیر) زیر آیہ لاینھٰکم اللہ عن الذین الخ منشورات مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۶/ ۲۰۵)

تفسیر جامع البیان میں بہ سند صحیح ہے: حدثنی یونس قال اخبرنا ابن وھب قال قال ابن زید وسألتہ عن قول اللہ عزوجل لاینھٰکم اللہ الاٰیۃ فقال ھذا قد نسخ نسخہ القتال ۲؎۔ مجھ سے یونس نے حدیث بیان کی کہ مجھ کو ابن وھب نے خبر دی کہا جب میں نے امام ابن زید سے کریمہ "لاینھکم اللہ" کے بارے میں پوچھا' فرمایا یہ منسوخ ہے حکم جہاد نے اسے نسخ فرمادیا۔ (۲؎ جامع البیان لابن جریر الطبری زیر آیہ لاینھٰکم اللہ عن الذین الخ مطبعۃ میمنہ مصر ۲۸/ ۴۱)

تفسیر در منثور میں ہے: اخرج ابوداؤد فی تاریخہ وابن المنذر عن قتادۃ لاینھکم اللہ الایۃ نسختھا اقتلواالمشرکین حیث وجدتموھم ۳؎۔ ابوداؤد نے اپنی تاریخ اور ابن المنذر نے تفسیر میں قتادہ سے روایت کیا کریمہ لاینھٰکم اللہ کو اس آیت نے منسوخ فرمایا کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ (۳؎ الدر المنثور زیر آیہ لاینھٰکم اللہ عن الذین الخ منشورات مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۶/ ۲۰۵)

اسی میں ہے: ابن ابی حاتم وابوالشیخ عن مقاتل فی قولہ تعالٰی وقاتلواالمشرکین کافۃ قال نسخت ھذہ الاٰیۃ کل اٰیۃ فیھا رخصۃ ۴؎۔ ابن ابی حاتم وابوالشیخ نے اپنی تفسیروں میں

مقاتل سے روایت کیا کہ اللہ عزوجل کے اس ارشاد نے کہ سب مشرکوں سے قتال کرو اس سے پہلے جتنی آیتوں میں کچھ رخصتیں تھیں سب منسوخ فرمادیں۔ (۴؎الدرالمنثور زیر آیہ وقاتلوا المشرکین کافۃ الخ منشورات مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۳/ ۲۳۶)

تفسیر ارشاد العقل السلیم میں زیر کریمہ "یاایھاالنبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیہم" ہے: قال عطاء نسخت(عہ) ھذہ الاٰیۃ کل شیئ من العفووالصفح ۱؎۔ امام عطا رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کافروں کے ساتھ معافی ودرگزر کی جتنی اجازتیں تھیں سب اس آیہ کریمہ نے منسوخ فرمادیں۔ (۱؎ارشاد العقل السلیم آیۃ یاایھا النبی جاھد الکفار داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۸۴)

عہ: یہاں سے اس جاہل مفتی کی جہالت ظاہر ہوگئی جس نے آیہ کریمہ لاینھٰکم کو کہا کہ واغلظ علیہم سے اس کو کسی نے منسوخ نہیں بتایا۔ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

تفسیر عنایۃ القاضی میں زیر کریمہ لاینھٰکم اللہ ہے: ھذہ الاٰیۃ منسوخۃ بقولہ تعالٰیاقتلوا المشرکین الآیۃ ۲؎۔ یہ آیت اللہ عزوجل کے اس ارشاد سے منسوخ ہے کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ تلوار کے گھاٹ اتارو۔ (۲؎عنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی آیۃ لاینھٰکم اللہ عن الذین دار صادر بیروت ۸/ ۱۸۸)

تفسیر خطیب شربینی میں پھر فتوحات الالٰہیہ میں ہے: کان ھذا الحکم وھو جواز موالاۃ الکفار الذین لم یقاتلوا فی اول الاسلام عنہ الموادعۃ وترک الامر بالقتال ثم نسخ بقولہ تعالٰی فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم ۳؎۔ یہ حکم کہ "جو کفار مسلمانوں سے نہ لڑیں ان کے ساتھ کچھ نیک سلوک کیا جائے" ابتداء میں تھا کہ لڑائی موقوف تھی اور جہاد کا حکم نہ تھا، پھر یہ حکم اسی آیہ کریمہ سے منسوخ ہوگیا کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ گردن مارو۔ (۳؎الفتوحات الالٰہیہ (الشہیر بالجمل) آیۃ لاینھٰکم اللہ عن الذین مصطفی البابی مصر ۴/ ۳۲۸)

جلالین شریف میں ہے: ھذا مقابل الامر بالجھاد ۴؎۔ یہ اجازت اس وقت تک تھی کہ جہاد کا حکم نہیں ہوا تھا۔ (۴؎ تفسیر جلالین آیۃ لاینھٰکم اللہ عن الذین مطبع مجتبائی دہلی نصف ثانی ص ۴۵۵)

اسی کے خطبہ میں ہے: ھذا تکملۃ تفسیر القراٰن الکریم الذی الفہ الامام جلال الدین المحلی علی نمطہ من ذکر مایفہم بہ کلام اللہ تعالٰی والاعتماد علی ارجح الاقول ۵؎۔ (ملخصا) یہ امام جلال الدین محلّی کی تفسیر کا تکملہ اسی انداز پر ہے کہ اتنی بات بیان کی جائے جس سے کلام اللہ سمجھ میں آجائے اور جو قول سب سے راجح ہے اس پر اعتماد کیا جائے۔ (ملخصا) (۵؎ تفسیر جلالین خطبہ کتاب مطبع مجتبائی دہلی نصف اول ص ۲)

جمل میں ہے: ای الاقتصار علی ارجح الاقوال ۱؎۔ یعنی صرف وہ قول بیان کریں گے جو سب سے راجح ہے۔ (۱؎ الفتوحات الالٰھیہ (الشہیر بالجمل) خطبہ کتاب مصطفی البابی مصر ۱/ ۷)

زرقانی علی المواہب میں ہے: الجلال قدالتزام الاقتصار علی الاصح ۲؎۔ امام جلال نے التزام فرمایا ہے کہ صرف وہ قول لکھیں گے جو سب سے زیادہ صحیح ہے۔ (۲؎ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الثانی الفصل الاول دارالمعرفۃ بیروت ۳/ ۱۷۱)

یہاں مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں جو اس کی طرف بلاتے ہیں مسلمانوں کے بدخواہ ہیں'

تنبیہ ضروری: یہ آیہ کریمہ کہ یہاں علماء وائمہ نے بیان ناسخ کے لئے تلاوت کی کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ اور اس مضمون کی اور آیات نیز وہ عبارات ہدایہ وغیرہا قریب آنے والیاں کہ **جہاد میں پہل واجب ہے ان کا تعلق سلاطین اسلام وعساکر اسلام اصحاب خزائن واسلحہ واستطاعت سے ہے نہ کہ ان کے غیر سے**' قال اللہ تعالٰی: **لایکلف اللہ نفسا الاوسعھا** ۳؎۔ اللہ تعالٰی کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت بھر۔ (۳؎ القرآن الکریم ۲/ ۲۸۶)

وقال تعالٰی: **لایکلف اللہ نفسا الا ماآتٰھا** ۴؎۔ اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنے کی جس قدر کی استطاعت اسے دی ہے۔ (۴؎ القرآن الکریم ۶۵/ ۷)

وقال تعالٰی: **لاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ** ۵؎۔ اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔
(۵؎ القرآن الکریم ۲/ ۱۹۵)

مجتبٰی وجامع الرموز وردالمحتار میں ہے: یجب علی الامام ان یبعث سریۃ الی دارالحرب کل سنۃ مرۃ اومرتین وعلی الرعیۃ الا اذا اخذ الخراج فان لم یبعث کان کل الاثم علیہ وھذا اذا غلب علی ظنہ انہ یکافیھم والافلایباح قتالھم ۱؎۔ **سلطان اعظم اسلام پر فرض ہے کہ ہر سال ایک یا دو بار دارالحرب پر لشکر بھیجے اور رعیت پر اس کی مدد فرض ہے اگر ان سے خراج نہ لیا ہو تو سلطان اگر لشکر نہ بھیجے تو سارا گناہ اسی کے سر ہے، یہ سب اس صورت میں ہے کہ اسے غالب گمان ہو کہ طاقت میں کافروں سے کم نہ رہے گا ورنہ اسے ان سے لڑائی کی پہل ناجائز ہے۔** (۱؎ جامع الرموز کتاب الجہاد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/ ۵۵۵)

خصوصا ہندوستان میں جہاں اگر دس مسلمان ایک مشرک کو قتل کریں تو معاذاللہ دسوں کو پھانسی ہو ایسی جگہ مسلمانوں پر جہاد فرض بتانے والا شریعت پر مفتری اور مسلمانوں کا بدخواہ ہے، ہمارا مقصود اس قدر تھا کہ کریمہ ممتحنہ اگر جملہ مشرکین غیر محاربین کو عام ہے تو ضرور منسوخ ہے وہ بحمدہ تعالٰی بروجہ احسن ثابت ہوگیا۔ خود قرآن عظیم سے اس آیت کی منسوخی کا ثبوت اگر ہر غیر محارب بالفعل کو عام مانی جائے۔

وانا اقول: وباللہ التوفیق (اور میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ ت) اگروہ اکابر تابعین اس کے نسخ کی تصریح اور یہ امام جلیل اس کی ترجیح و تصحیح نہ فرماتے تو قرآن عظیم خود شاہد تھا کہ آیہ "لاینھٰکم" اگر جملہ مشرکین غیر محاربین بالفعل کو عام ہے تو قطعاً منسوخ ہے، ممتحنہ کا نزول سورہ

براءت سے یقیناً پہلے ہے تصریح ائمہ نہ ہوتی تو خود اس کی آیہ کریمہ بتا رہی ہیں کہ نزول تک مکہ معظّمہ قبض کفار میں تھا اور سورہ توبہ شریف کے ارشادات جگمگا رہے ہیں کہ اس کا نزول بعد فتح بلد الحرام و تسلط تام دین اسلام ہے وللہ الحمد، سورہ براءت میں ارشاد فرمایا: **یاایھا النبی جاھدالکفار والمنٰفقین و اغلظ علیھم ومأواھم جھنم وبئس المصیر ۲**۔ اے نبی! کافروں اور منافقوں پر جہاد فرمایئے اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آیئے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا ہی بری پھرنے کی جگہ ہے۔ (۲؎ القرآن الکریم ۹/ ۷۳)

پھر اسی سورۃ میں ارشاد فرمایا: **یایھاالذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفاروليجدوا فيكم غلظۃ ۱**۔ اے ایمان والو! اپنے پاس کے کافروں سے لڑو اور تم پر فرض ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں۔ (۱؎ القرآن الکریم ۹/ ۱۲۳)

یہ حکم بھی جمیع کفار کو عام ہے حکمت یہی ہے کہ پہلے پاس والوں کو زیر کیا جائے جب وہاں اسلام کا تسلط ہو جائے تو اب جو اس سے نزدیک ہیں وہ پاس والے ہوئے وہ زیر ہو جائیں تو اب جو ان سے قریب ہیں یونہی یہ سلسلہ شرقاً غرباً منتہائے زمین تک پہنچے اور بحمد اللہ ایسا ہی ہوا اور بعونہٖ تعالٰی ایسا ہی بروجہ اتم وکمال زمانہ امام موعود رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ہونے والا ہے

سب کافروں سے قتال وغلظت کا حکم ہے اگرچہ محارب بالفعل نہ ہوں محارب بالفعل کی تخصیص منسوخ ہو گئی: **حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ ۲**۔ یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کے لئے ہو جائے۔ (۲؎ القرآن الکریم ۸/ ۳۹)

یہاں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ کفار پر درشتی کرو۔ مومنین کو حکم ہوا کافروں پر سختی کرو۔ اس میں نہ کوئی تقسیم ہے نہ تردید، نہ تخصیص نہ تقلید، اور ہر عاقل جانتا ہے کہ نیک سلوک اور

سختی ودرشتی باہم متنافی ہیں، پہلے نیک سلوک کی اجازت تھی اب درشتی وسختی کا حکم ہوا تو وہ اجازت ضرور منسوخ ہوگئی، اجماع امت ہے کہ جہاد کفار محاربین بالفعل سے مخصوص نہیں مدافعانہ وجارحانہ قطعاً دونوں طرح کا حکم ہے اجازت کا مدافعانہ میں حصر پہلے تھا پھر قطعاً منسوخ ہوگیا،

مبسوط شمس الائمہ سرخسی وکفایہ وعنایہ وتبیین وبحرالرائق وردالمحتار وغیرہا میں ہے: واللفظ للبابرتی قوله تعالٰی فان قاتلوكم فاقتلوهم منسوخ وبيانه ان رسول الله صلى الله تعالٰی عليه وسلم كان فی الابتداء مأمورا بالصفح والاعراض عن المشركين بقوله فاصفح الصفح الجميل، واعرض عن المشركين الاٰية ثم امر بالدعاء الى الدين بالموعظة والمجادلة بالاحسن بقوله تعالٰی ادع الى سبيل ربک بالحكمة الاٰية، ثم اذن بالقتال اذا كانت البدائة منهم بقوله تعالٰی اذن للذين يقاتلون الاٰية وبقوله فان قاتلوكم فاقتلوهم ثم امر بالقتال ابتداء فی بعض الازمان بقوله تعالى فاذا انسلخ الاشهر الحرم فاقتلوا المشركين الاٰية ثم امر بالبدائة بالقتال مطلقا فی الازمان كلها وفی الاماكن باسرها فقال تعالٰی وقاتلوهم حتى لاتكون فتنة الاٰية، وقاتلوا الذين لايؤمنون بالله واليوم الاخر الاٰية ا۱ھ۔ یہ ارشاد کہ اگروہ تم سے لڑیں تو ان کو قتل کرو منسوخ ہے، بیان اس کا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ابتداء میں یہ حکم تھا کہ مشرکوں سے درگزر اور روگردانی فرمائیں ارشاد تھا **اچھی طرح درگزر کرو اور مشرکوں سے منہ پھیرلو۔** پھر حضور ﷺ کو حکم ہوا کہ سمجھانے اور خوبی کے ساتھ دلیل قائم فرمانے سے دین کی طرف بلاؤ کہ ارشاد تھا **اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت کے ساتھ بلاؤ۔** پھر اجازت فرمائی گئی کہ ان کی طرف سے قتال کی ابتدا ہو تو لڑو، ارشاد تھا کہ **جن سے قتال کیا جائے انھیں پروانگی ہے**، اور ارشاد تھا کہ اگر وہ تم سے لڑیں تو انھیں قتل کرو۔ پھر بعض اوقات ابتدا قتال کا حکم ہوا ارشاد فرمایا **جب حرمت والے مہینے نکل جائیں تو مشرکوں کو قتل کرو** پھر مطلقًا ابتداء بالقتال کا حکم ہوا سب زمانوں اور سب مکانوں میں ارشاد ہوا ان سے لڑو یہاں

تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے' اور فرمایا ان سے لڑو جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں لاتے۔ (۱؎ کفایۃ وعنایہ مع فتح القدیر کتاب السیر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۱۹۳)

کنز میں ہے: الجہاد فرض کفایۃ ابتداء ۲؎۔ جہاد کی پہل کرنا فرض کفایہ ہے۔ (۲؎ کنز الدقائق کتاب السیر والجہاد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۸۳)

بحر الرائق میں ہے: مفید لافترضہ وان لم یبدونا للعمومات واما قولہ تعالی فان قاتلوکم فاقتلوھم فمنسوخ ۳؎۔ یہ عبارت فائدہ دیتی ہے کہ جہاد فرض ہے اگرچہ کافر پہل نہ کریں کہ آیتیں عام ہیں اور وہ جو فرمایا تھا کہ اگر وہ تم سے لڑیں تو انھیں قتل کرو وہ منسوخ ہے. (۳؎ بحر الرائق کتاب السیر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۷۱)

ہدایہ میں ہے: قتال الکفار واجب وان لم یبدوأ للعمومات ۴؎۔ کافروں سے لڑنا واجب ہے اگرچہ وہ پہل نہ کریں کہ احکام عام ہیں۔ (۴؎ الہدایہ کتاب السیر المکتبۃ العربیہ کراچی ۲/ ۲۳۹)

فتح القدیر میں ہے صریح قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الصحیحین وغیرھما امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوالاالہ الا اللہ الحدیث یوجب ان نبدأھم بادنی تأمل ۱؎۔ اھ اقول وکذا قولہ تعالٰی قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ و یکون الدین کلہ للہ ۲؎۔ الآیۃ ثم فی العنایۃ رأیت کما تقدم (عہ)۔ صریح قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الصحیحین وغیرھما امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوالاالہ الا اللہ الحدیث یوجب ان نبدأھم بادنی تأمل ۱؎۔ اھ اقول وکذا قولہ تعالٰی **قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ و یکون الدین کلہ للہ ۲؎۔ الآیۃ** ثم فی العنایۃ رأیت کما تقدم (عہ)۔

صحیحین وغیرہما میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا صاف ارشاد مجھے حکم ہوا کہ لوگوں سے قتال فرماؤں یہاں تک کہ وہ لاالہ الا اللہ کہیں پوری حدیث ادنی غور سے واجب فرماتا ہے کہ ہم ان سے قتال کی پہل کریں' فتح القدیر کی عبارت تمام ہوئی اور میں کہتا ہوں یونہی رب العزت کا ارشاد کہ ان سے لڑو یہاں

تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کے لئے ہو جائے' پھر میں نے عنایہ میں اسی دلیل کو دیکھا جیسا کہ گزر چکا۔

ع۵: مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی میں ہے: لاتخرج بنیتھم من ان تکون صالحۃ للمحاربۃ وان کانوا لایشتغلون بالمحاربۃ کالمشتغلین بالتجارۃ والحراثۃ منھم بخلاف النساء والصبیان ۵۔

کافر اگرچہ بالفعل نہ لڑیں ان کے بدن کی بناوٹ تو لڑنے کے قابل ہے جیسے ان کے سوداگر اور کسان بخلاف زنان واطفال ۱۲منہ غفرلہ (۱؎ فتح القدیر کتاب السیر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۱۹۳)؛ (۲؎ القرآن الکریم ۸/ ۳۹)؛ (۵؎ المبسوط للسرخسی باب آخر فی القیمۃ دارالمعرفۃ بیروت الجزء العاشر ص ۱۳۷)

نیز اسی میں زیر حدیث رأی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امرأۃ مقتولہ فقال ھاہ ماکانت ھذہ تقاتل (نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک عورت دیکھی تو فرمایا ارے یہ تو لڑنے کے قابل نہ تھی) ہے: الحدیث صحیح علی شرط الشیخین فقد علل صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالمقاتلۃ فثبت انہ معلول بالحرابۃ فلزم قتل ماکان مظنۃ لہ بخلاف مالیس ایاہ ۴؎۔ یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ **قتل کی علت قتال ہے** تو ثابت ہوا کہ قتل وہی کیا جائے جو لڑنے کے قابل شخص ہے تو جسے لڑنے کے قابل سمجھا جائے شریعت میں اس کا قتل لازم ہوا بخلاف اس کے جو اس کے لائق ہی نہ ہو۔

(۴؎ فتح القدیر باب کیفیۃ القتال مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۲۰۳)

ہر ادنی خادم فقہ جانتا ہے کہ حربی مقابل ذمی ہے نہ کہ خاص محارب بالفعل۔ ہدایہ وغیرہا کی عبارات ابھی گزریں تو آیت قطعاً تمام حربیوں کو شامل خواہ بالفعل مصدر قتال ہوئے ہوں یا نہیں البتہ معاہدین کا استثناء ضروریات دین سے ہے جس پر نصوص قاطعہ ناطق' اور وہ اذہان مسلمین میں ایسا مرتکز کہ اصلاً محتاج ذکر نہیں' یونہی حکم جہاد وقتال کے اعتبار سے اصحاب قول سوم کو بھی یہاں گنجائش اجماع واتفاق ہے کہ معاہدین وذراری محل جہاد ہی نہیں تو کلمہ جاھدوا قاتلوا سے ان کی طرف ذہن نہیں جائے گا۔

فتح القدیر میں ہے: وما الظن الا ان حرمۃ قتل النساء والصبیان اجماع ۱؎۔ گمان اس کے سوا کسی کی طرف نہیں جاتا کہ عورتوں اور بچوں کا قتل حرام ہونے پر اجماع ہے۔ (۱؎ فتح القدیر باب کیفیۃ القتال مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۲۰۲)

غرض معاہد و ذمی ونساء وصبیان کو نص قتال ابتداء ہی شامل نہ ہوا کہ تخصیص کی حاجت ہو، بحر الرائق میں ہے: نفس النص ابتداء لم یتعلق بہ لانہ مقید بمن بحیث یحارب کقولہ تعالٰی وقاتلوا المشرکین کافۃ الاٰیۃ فلم تدخل المرأۃ ۲؎۔ سرے سے خود نص اسے متعلق نہ ہوا کہ وہ خاص ایسے کے بارے میں ہے جو لڑنے کے قابل ہو جیسے ارشاد الٰہی: سب مشرکوں سے لڑو تو یہ عورت کو شامل نہیں ہے۔ (۲؎ البحر الرائق کتاب السیر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۷۰)

باقی تحقیق عنقریب آتی ہے ان شاء اللہ تعالٰی، بالجملہ آیہ کریمہ میں دو قول ہیں:

ایک قول اکثر اہل تاویل کہ سب کفار غیر محاربین بالفعل مراد نہیں بلکہ خاص اہل عہد و پیمان یا اطفال و زنان یا غیر مہاجر مسلمان، اس تقدیر پر آیہ کریمہ مشرکین ہند کو جن سے اتحاد و وداد منایا جارہا ہے کسی طرح شامل ہی نہیں ہوسکتی کہ وہ نہ اہل ذمہ ہیں نہ عورتیں، بچے نہ مسلمان۔

دوسرا قول بعض کہ سب مشرکین غیر محاربین بالفعل مراد تھے۔

لیڈروں کو پہلا جواب:

اس طور پر وہ اولاً یقیناً منسوخ ہے اور **منسوخ پر عمل کرنا ضلالت و گمراہی**، کیا کوئی روا رکھے کہ شراب پئے اور کافروں کو بیٹیاں دے اور اپنی سگی بہن سے نکاح کرے ع کہ بعہد قدیم نابودست (کہ یہ بے حیائی تو زمانہ (قدیم) جہالت میں روا نہیں رکھی گئی۔ ت) لیڈر بننے والوں کا یہ ظلم عظیم ہے کہ

ہندوؤں کو شامل کر نالیا قول ثانی سے، اور اس کا غیر منسوخ (عہ ۱) ہونا لیا قول اول سے جمع بین المنافیین کر کے بیچارے جاہلوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

عہ ۱: یہاں سے اس فتوائے جاہلانہ کا حال کھل گیا جس میں عبارت مذکورہ جمل "قال اکثر اھل التاویل ھی محکمۃ"

۲؎ الخ اور عبارت روح البیان فی الفتح الرحمٰن نسختها فاقتلواالمشركين والاكثر على انها غير منسوخة ۳؎ سے استناد کر کے آیہ کریمہ کا قول اکثر میں غیر منسوخ ہونا بتا کر اسے ہندوؤں پر جمادیا اب یہ کون سمجھے کہ قول اکثر پر کسی طرح ہندو اس میں داخل نہیں اور قول دیگر پر بفرض غلط اگر داخل ہوسکتے ہیں تو یقیناً منسوخ ہے حشمت علی عفی عنہ؛ (۲؎ الفتوحات الالٰہیۃ الشہیر بالجمل آیۃ لاینھٰکم اللہ الخ مصطفٰی البابی مصر ۴/ ۳۲۸)؛ (۳؎ روح البیان آیۃ لاینھٰکم اللہ الخ المکتبۃ الاسلامیہ لصاحبہا الریاض، الجزء الثامن والعشرون ص ۴۸۱)

لیڈروں کو دوسرا جواب:

ثانیاً اگر بفرض باطل ان کی یہ شتر گربگی مان بھی لی جائے تو عام (عہ ۲) مشرکین ہند کو "لم یقاتلوکم فی الدین" کا مصداق ماننا ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ لینا ہے، کیا وہ ہم سے دین پر نہ لڑیں، کیا قربانی گاؤ پر ان کے سخت ظالمانہ فساد پرانے پڑ گئے، کیا کٹارپور و آرہ اور کہاں کہاں کے ناپاک و ہولناک مظالم جو ابھی تازے ہیں دلوں سے محو ہوگئے، بے گناہ مسلمان نہایت سختی سے ذبح کئے گئے، مٹی کا تیل ڈال کر جلائے گئے، ناپاکوں نے پاک مسجدیں ڈھائیں قرآن کریم کے پاک اوراق پھاڑے جلائے، اور ایسی ہی وہ باتیں جن کا نام لئے کلیجہ منہ کو آئے، **الالعنة الله على الظلمين ہ الالعنة الله على الظلمين ہ الالعنة الله على الظلمين ۱؎ ہ** سن لو اللہ کی لعنت ظالموں پر، (۱؎ القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸)

عہ ۲: اس تقریر کو خوب محفوظ رکھنا چاہئے کہ اس سے ان مفتیان اجہل کی جہالت وبیباکی بلکہ عیاری وچالاکی خوب روشن ہوتی ہے جنھوں نے کہا کہ "ہندوستان کے عام ہندو اہل اسلام سے مقاتلہ فی الدین نہیں کرتے اور عامہ نصارٰی مقاتلہ فی الدین کے مرتکب ومعاون ہیں۔ طرفہ تر یہ کہ جانب نصارٰی میں معاون کالفظ بڑھالیا کہ عامہ نصارٰی پر جماسکیں اور جانب ہنود میں اسے اڑادیا کہ عام ہنود اس میں نہ آسکیں۔ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ۔

اب کوئی دردرسیدہ مسلمان ان لیڈروں سے یہ کہہ سکتا ہے یا نہیں کہ اے اسٹیجوں پر مسلمان بننے والو' ہمدردی اسلام کا تانا تننے والو! کچھ حیا کا نام باقی ہے تو ہندوؤں کی گنگا میں ڈوب مرو' اسلام و مسلمین ومساجد وقرآن پر یہ ظلم توڑنے والے کیا یہی تمھارے بھائی' تمھارے چہیتے تمھارے پیارے۔ تمھارے سردار' تمھارے پیشوا' تمھارے مددگار' تمھارے غمگسار مشرکین ہند نہیں جن کے ہاتھ آج تم بکے جاتے ہو' جن کی غلامی کے گیت گاتے ہو' اُف اُف اُف تُف تُف تُف۔ **ان اللہ جامع المنٰفقین والکفرین فی جہنم جمیعا** ۱؎۔ بیشک اللہ تعالٰی منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔

(۱؎ القرآن الکریم ۴/ ۱۴۰)

اور بے ایمان اور پکا بے ایمان ہوگا وہ جو واحد قہار کو یکسر پیٹھ دے کر کہے یہ ملعون مظالم تو بعض بعض شہر کے بعض کفار نے کئے' اس سے سب تو "قاتلوا کم فی الدین" نہیں ہوگئے' **بدعقلو بدمنشو! کوئی قوم ساری کی ساری نہیں لڑتی۔**

تمام مشرکین ہند محارب بالفعل ہیں اور محارب بالفعل کے معنی کی تحقیق:

کفار زمانہ رسالت جن کی نسبت حکم ہوا: **واقتلوھم حیث ثقفتموھم** ۲؎۔ انھیں جہاں پاؤ قتل کرو۔ اور حکم ہوا: **وقاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ** ۳؎۔ سب مشرکوں سے لڑو جیسے وہ سب تم سے لڑتے ہیں۔ (۲؎ القرآن الکریم ۲/ ۱۹۱ و۴/ ۹۱) (۳؎ القرآن الکریم ۹ / ۳۶)

کیاان کا ہر ہر فرد میدان جنگ میں آیا تھا' لڑائی دیکھی جاتی ہے اگر جو لڑے ان کی خاص کوئی ذاتی غرض ہے جس میں ساری قوم شریک نہیں تو وہ لڑائی خاص انھیں کی طرف منسوب ہو گی جو اس کے مرتکب ہوئے مثلاً کسی گاؤ کے دھرے مینڈھے پر بعض لوگوں سے جنگ ہو تو وہ انھیں کی ہے نہ تمام قوم کی' اور اگر لڑائی مذہبی ہے تو ان سب اہل مذہب کی ہے کہ باقی دامے درمے قلمے قدمے معین ہوں گے اور کچھ نہ ہو تو راضی ہوں گے اور اپنے مذہب کی فتح ہو تو خوش ہوں گے اور دوسرے کی ہو تو رنجیدہ ہوں گے۔

قال تعالٰی: **ان تمسسک حسنة تسؤهم وان تصبکم سیئة یفرحوابها** ۴ؕ۔ اگر تمھیں بھلائی پہنچے تو انھیں بری لگے اور تمھیں برائی پہنچے تو اس پر شاد ہوں۔ (۴ؕ القرآن الکریم ۳/ ۱۲۰)

تو وہ سب محاربین بالفعل ہیں خواہ ہاتھ سے یا زبان سے یا دل سے' یہ قربانی گاؤ کا مسئلہ ایسا ہی ہے کون سا ہندو ہے جس کے دل میں اس کا نام سن کر آگ نہیں لگتی کون سی ہندو زبان ہے جو گئور کھشا کی مالا نہیں چلتی۔ کون سا شہر ہے جہاں اس کی سبھا یا اس کے ارکان یا اس میں چندہ دینے والے نہیں' کیا یہ مقدس بیگناہوں کے خون' یہ پاک مساجد کی شہادتیں' یہ قرآن عظیم کی اہانتیں انھیں ناپاک رکھشاؤں انھیں مجموعی سفاک سبھاؤں کے نتائج نہیں' نہ سہی ع ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

اب جس شہر جس قصبہ جس گاؤں میں چاہو آزمادیکھو' اپنی مذہبی قربانی کے لئے گائے پچھاڑو۔ اس وقت یہی تمھاری بائیں پسلی کے نکلے' یہی تمھارے سگے بھائی' یہی تمھارے منہ بولے بزرگ یہی تمھارے آقا یہی تمھارے پیشوا تمھاری ہڈی پسلی توڑنے کو تیار ہوتے ہیں یا نہیں۔ ان متفرقات کا جمع کرنا بھی جہنم میں ڈالئے وہ آج تمام ہندوؤں اور نہ صرف ہندوؤں تم سب ہندو پرستوں کا امام ظاہر و بادشاہ باطن ہے یعنی گاندھی صاف نہ کہہ چکا کہ مسلمان اگر قربانی گاؤ نہ چھوڑیں گے تو ہم تلوار کے زور سے چھڑادیں گے' اب بھی کوئی شک رہا کہ تمام مشرکین ہند دین میں ہم سے محارب ہیں پھر انھیں "لم

یقاتلوکم فی الدین" میں داخل کرنا کیا نری بے حیائی ہے یا صریح بے ایمانی بھی ' محاربہ مذہبی ہر قوم کا اس بات پر ہوتا ہے جسے وہ اپنے دین کی رو سے زشت ومنکر جانے ' اسی کے ازالہ کے لئے لڑائی ہوتی ہے ' اور **ازالہ منکر تین قسم ہے کہ موقع ہو تو ہاتھ سے ورنہ زبان سے ورنہ دل سے۔**

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں : من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ [۱]۔ تم میں جو کوئی کچھ خلاف شرع بات دیکھے اس پر لازم ہے کہ اسے اپنے ہاتھ سے رد کرے ' پھر اگر نہ ہوسکے تو زبان سے ' اور یہ بھی نہ ہوسکے تو دل سے۔ [۱]

[۱] مسند احمد بن حنبل روایت ابوسعید الخدری دارالفکر بیروت ۳/ ۱۰) ; صحیح مسلم کتاب الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۱)

یہ تینوں صورتیں ازالہ وتغییر کی ہیں اور سب اہل محاربہ سے محاربہ ہی ہیں بالفعل ہتھیار اٹھانا شرط نہیں جس کا ثبوت اوپر گزرا ' اور اگر یہی ٹھہرے کہ اگرچہ لڑائی سرتاج قوم اور تمام افراد کی رضا سے ہو مگر "قاتلوکم فی الدین" میں صرف وہی داخل ہوں گے جنھوں نے میدان میں ہتھیار اٹھائے تو ذرا انگریزوں کے ساتھ اپنے بائیکاٹ کا مزاج پوچھ لیجئے ' کیا ہر انگریز ترکوں کے ساتھ میدان جنگ میں گیا تھا ہرگز نہیں ' لاکھوں یا شاید کروڑوں ہوں جنھوں نے اس میدان کی صورت تک نہ دیکھی خصوصا ہندوستان میں سول کے انگریز ' تو یہ سب "لم یقاتلوکم فی الدین" ہوئے ' اور تمھارا یہ ترک تعاون کا عام مسئلہ تمھارے ہی منہ سخت جھوٹا اور شریعت پر افتراء ٹھہرا کہ مقاطعہ کرو تو انھیں معدود سے کرو جو میدان میں ترکوں سے لڑے ' غرض ع نے فروعت محکم آمدنے اصول شرم بادت از خدا وازرسول (نہ تیرے فروع قائم رہیں نہ اصول تو خدا اور رسول سے شرم کھا۔ ت)

قرآن عظیم سے مزعومات لیڈران کا رد :

تنبیہ جلیل : اقول کریمہ **وقاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ** ۱؎ (اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں۔ ت) کہ ابھی ہم نے تلاوت کی قطعاً اپنی ہر وجہ ہر پہلو پر لیڈران عنود پس روان ہنود پر رد شدید ہے ' (۱؎ القرآن الکریم ۹/ ۳۶)

ان کا مزعوم دو فقرے ہیں :

اول یہ کہ ہنود میں مقاتل فی الدین صرف وہی ہے جنھوں نے وہ مظالم کئے تو مقاتل نہیں مگر مقاتل بالفعل جس نے ہتھیار اٹھایا اور قتل کو آیا تاکہ عامہ ہنود کو "قاتلوکم فی الدین" سے بچالیں

دوم یہ کہ جو مقاتل بالفعل نہیں اس سے اظہار عداوت فرض نہیں تاکہ بزور زبان ان سے وداد واتحاد کی راہ نکالیں۔

اب آیہ کریمہ میں چار احتمال ہیں :

اول : دونوں "کافۃ" مسلمانوں سے حال ہوں یعنی سب مسلمانوں مشرکوں سے لڑو جس طرح وہ تم سب سے لڑتے ہیں۔

دوم : دونوں "کافۃ" مشرکین سے حال ہوں یعنی سب مشرکین سے لڑو جس طرح وہ سب تم سے لڑتے ہیں۔

سوم : پہلا "کافۃ" مشرکین سے حال ہو اور دوسرا منومنین سے یعنی تم بھی سب مشرکین سے لڑو جس طرح وہ تم سب سے لڑتے ہیں۔ یہ قول عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے منقول ہے۔

چہارم: اس کا عکس یعنی سب مسلمان مشرکوں سے لڑیں جس طرح وہ سب مشرک مسلمانوں سے لڑتے ہیں، کبیر میں اسی کو ترجیح دی اور لباب میں اسی پر اقتصار کیا، اور امام نسفی نے چاروں احتمالوں کا اشعار کیا،

مفاتیح الغیب میں ہے: فی قولہ تعالٰی کافۃ قولان، الاول ان یکون المراد قاتلوھم باجمعکم مجتمعین علی قتالھم، کما انھم یقاتلونکم علی ھذہ الصفۃ، یرید تعاونوا وتناصروا علی ذٰلک ولاتتخاذلوا ولاتتقاطعوا وکونوا عباداللہ مجتمعین متوافقین فی مقاتلہ الا عداء، والثانی قال ابن عباس قاتلوھم بکلیتھم ولاتحابوا بعضھم بترک القتال کما انھم یستحلون قتال جمیعکم، والقول الاول اقرب حتی یصح قیاس احدالجانبین علی الاخر ۱؎۔ ارشاد الٰہی کافۃ میں دو قول ہیں، اول مراد یہ ہے کہ تم سب ان کے قتال پر اتفاق کر کے ان سے لڑو جس طرح وہ تم سے یونہی لڑتے ہیں، فرماتا ہے قتال مشرکین میں سب آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور ایک دوسرے کو بے یار نہ چھوڑو نہ باہم علاقہ قطع کرو اور سب اللہ کے بندے ہو جاؤ، دشمنوں کے قتال پر یک دل و یک رائے ہو کر دوسرا قول ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کا کہ سب مشرکوں سے لڑو اور ان میں کسی سے ترک قتال میں محابہ نہ کرو جس طرح وہ تم سب سے قتال روا رکھتے ہیں اور پہلا قول زیادہ قریب ہے تاکہ ایک فریق کا دوسرے پر قیاس صحیح ہو۔ (۱؎ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ قاتلوا المشرکین الخ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۱۶/ ۵۴)

خازن میں ہے: یعنی قاتلوا المشرکین باجمعکم مجتمعین علی قتالھم کما انھم یقاتلونکم علی ھذہ الصفۃ ۲؎۔ یعنی سب مل کر قتال مشرکین پر متفق الرائے ہو کر ان سے لڑو جس طرح وہ تم سے یونہی لڑتے ہیں۔ (۲؎ لباب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن) تحت آیۃ قاتلوا المشرکین الخ مصطفی البابی مصر ۳/ ۹۰)

مدارک میں ہے: کافۃ حال من الفاعل اوالمفعول ۳؎۔ کافۃ فاعل سے حال ہے یا مفعول سے

(۳؎ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت آیۃ قاتلوا المشرکین الخ دار الکتاب العربی بیروت ۲/ ۲۵)

اس احتمال چہارم پر آیہ کریمہ کے دونوں جملے لیڈروں کے پہلے فقرے کا رد ہیں ظاہر ہے کہ سب مشرک میدان میں نہ آئے سب نے ہتھیار نہ اُٹھائے بلکہ کچھ ساعی تھے کچھ **معاون** کچھ **راضی**، اور آیت میں فرمایا کہ وہ سب تم سے لڑتے ہیں تو معلوم ہوا کہ جمیع اقسام مقاتل فی الدین ہیں یونہی قطعاً تمام ہنود کہ منشا مظالم گئور کھشا ہے اور اس میں سب شریک، پھر مسلمانوں کو فرمایا تم سب لڑو اگر قتال قتال بالید سے خاص ہو تو جہاد مطلقاً فرض عین ہو جائے اور یہ بالاجماع باطل ہے نیز اس تقدیر پر یہ حکم صحابہ کرام سے آج تک کبھی بجانہ لایا گیا **کون سے دن دنیا کے سب مسلمان ہتھیار لے کر میدان میں آئے تو معاذاللہ صحابہ کرام و جمیع امت کا اجماع ضلالت و معصیت پر ہو اور یہ اول سے بڑھ کر باطل و کفر بائل (سخت) ہے لاجرم قتال معاونت ورضا سب کو عام ہے اب بیشک اس کا حکم شامل جملہ حکم اسلام ہے**، اسی طرح احتمال اول پر آیہ کریمہ کے دونوں جملے فقرہ اولٰی کے رد ہیں، پہلے کا ابھی بیان ہوا اور دوسرا یوں کہ جب مشرکین سب مسلمانوں سے مقاتل ہیں تو سب مسلمان مشرکوں کے مقاتل کہ مفاعلہ جانبین سے ہے اور وہ نہیں مگر اسی طرح پر کہ فاعل و معاون وراضی سب مقاتل ہوں بعینہٖ اسی تقریر سے احتمال دوم وسوم بھی جیسا کہ فہیم پر مخفی نہیں۔ بالجملہ ہر پہلو پر آیہ کریمہ کا ہر جملہ ان کے فقرہ اولٰی کا رد ہے اور احتمال دوم وسوم پر کریمہ کا پہلا جملہ لیڈروں کے فقرہ دوم کا بھی رد ہے کہ عام فرمایا گیا سب مشرکوں سے قتال کرو، اور قتل وقتال سے بڑھ کر اور اظہار عداوت کیا ہے تو ثابت ہوا کہ مشرک مقاتل بالید ہو یا نہ ہر ایک سے اظہار عداوت فرض اور وداد واتحاد حرام،

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ۱۵؎۔ بل نقذف بالحق علی الباطل فید مغہ فاذاھو زاھق ولکم الویل مماتصفون ۲؎ ہ کہو حق آیا باطل کا دم ٹوٹا، بیشک باطل تو دم توڑنے ہی کو تھا بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینکتے ہیں کہ وہ باطل کا بھیجا نکال دیتا ہے جبھی وہ فنا ہو جاتا ہے

اور تمھارے لئے خرابی ہے ان باتوں سے جو بناتے ہو۔ (۱؎القرآن الکریم ۱۷/ ۸۱) (۲؎القرآن الکریم ۲۱/ ۱۸)

اصح قول اکثر ہے کہ کریمہ ممتحنہ صرف معاہدین کے بارے میں ہے :

تنبیہ دوم : اقول یہاں سے روشن ہوا کہ آیہ ممتحنہ میں قول اکثر ہی راجح واصح ہے "لم یقاتلوکم فی الدین" وہی ہوسکتے ہیں جو اہل عہد وذمہ ہیں کہ ان کے عہد نے صراحۃً انھیں مقاتلین سے جدا کرلیا "والصریح یفوق الدلالۃ" تصریح دلالت پر مرجح ہے۔ باقی تمام حربی کفار مقاتل فی الدین ہیں اگرچہ ہتھیار نہ اُٹھائے ہوئے ہوں۔ قول آخر کے اصح ہونے کی وجہ یہی ہوئی کہ لفظ عام ہے اور جب ثابت ہوا کہ وہ اہل عہد وذمہ ہی پر صادق ہے تو حربیوں کی تعمیم ناموجہ ہے یونہی نساء وصبیان سے تخصیص کی وجہ نہیں، اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا، ورنہ صرف صلہ مادر وپدر یا غایت درجہ صلہ رحم کی اجازت نکلے نہ جملہ نساء وصبیان کو تعمیم مقبول کہ اگرچہ وہ حکم قتال سے مستثنٰی ہیں مگر حکم غلظت سے مستثنٰی نہیں، **اہل عہد وذمی کی عورتیں بچے ان کے حکم میں رہیں گے اور غیر معاہد حربیوں کے زنان واطفال ان کے حکم میں،** قال تعالٰی **من ذکراوانثی بعضکم من بعض** ۳؎۔ مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو۔ (۳؎القرآن الکریم ۳/ ۱۹۵)

یہاں کے کسی کافر فقیر کو بھیک دینا بھی جائز نہیں :

صحاح ستہ میں صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے زنان وصبیان کفار کے بارے میں فرمایا : هم منهم ۱؎۔ وہ انھیں میں سے ہیں، ولہٰذا ہمارے ائمہ کرام نے حربی کو صدقہ نافلہ دینے کی ممانعت سے ان کی عورتوں بچوں کسی کو مستثنٰی نہ فرمایا حکم عام دیا، جامع الصغیر امام محمد وہدایہ ودرر وعنایہ وکفایہ وجوہرہ ومستصفٰی پر نہایہ وغایۃ البیان وفتح القدیر وبحر الرائق وکافی وتبیین

وتفسیر احمدی وفتح اللہ المعین وغنیہ ذوی الاحکام کتب معتمدہ کی عبارتیں اوپر گزریں، معراج الدرایہ میں ہے: صلته لایکون براشرعا ولذالم یجز التطوع الیه ۲؎۔ حربی سے نیک سلوک شرعاً کوئی نیکی نہیں اس لئے اسے نفل خیرات دینا بھی حرام ہے۔ (۱؎ صحیح مسلم باب جواز قتل النساء والصبیان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۴)؛ (۲؎ ردالمحتار بحوالہ معراج الدرایۃ باب المصرف داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۶۸)

عنایہ امام اکمل میں ہے: التصدق علیهم مرحمة لهم ومواساة وهی منافیة لمقتضی الأیة ۳؎۔ انھیں خیرات دینا ان پر ایک طرح کی مہربانی اور ان کی غمخواری ہے اور یہ حکم قرآن مجید کے خلاف ہے۔ (۳؎ العنایہ شرح الہدایہ مع فتح القدیر باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ الخ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۲۰۷)

امام برہان الدین صاحب ذخیرہ نے محیط پھر علامہ جوی زادہ پھر علامہ شرنبلالی نے غنیہ میں فرمایا: لایجوز للمسلم برالحربی ۴؎۔ حربی کے ساتھ نیک سلوک مسلمان کو حرام ہے۔ (۴؎ غنیہ ذوی الاحکام حاشیۃ الدرر الحکام کتاب الوصایا مطبعۃ احمدی کامل الکائنۃ دارالسعادت مصر ۲/ ۴۲۹)

بحمد اللہ تعالٰی ہمارے ائمہ کی نظر ایسی ہی غائر ودقیقہ رس ہے جب کبھی تنقیح تام کی جاتی ہے جو انھوں نے تحقیق فرمایا وہی گل کھلتا ہے هکذا ینبغی التحقیق واللّٰه تعالٰی ولی التوفیق۔

مستامن کے لئے مسئلہ ہبہ ووصیت کی تحقیق

تنبیہ سوم: مستامن کے بارے میں عبارات مختلف آئیں کثیر روایات مذکورہ میں **مطلقاً حربی سے نیک سلوک کی ممانعت ہے جس میں مستامن بھی داخل**، اور نہایہ و تبیین وبحر الرائق وابوالسعود کی عبارات میں اس سے ممانعت کی صاف تصریح گزری لیکن بعض روایات سے اس کے لئے رخصت ثابت، فتاوٰی عالمگیری میں ہے: لاباس بان یصل الرجل المسلم المشرک قریبا کان اوبعیدا محاربا کان اوذمیا و اراد بالحارب المستامن واما اذا کان غیر المستامن فلاینبغی للمسلم ان یصله بشیئ کذا فی المحیط ا ھـ۔ کوئی حرج نہیں کہ مسلمان مشرک سے کوئی مالی سلوک کرے خواہ رشتہ دار ہو یا اجنبی، حربی ہو یا غیر مستامن ہو تو مسلمان کو سزاوار نہیں کہ اس کے ساتھ کوئی نیک سلوک کرے، ایسا ہی محیط میں ہے۔ (۱؎ فتاوٰی ہندیہ الباب الرابع عشر فی اہل الذمہ الخ مکتبہ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۷)

امام ملک العلماء نے بدائع میں مستامن کے لئے وصیت کا جواز مبسوط سے نقل کیا پھر فرمایا، امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عدم جواز مروی ہوا اور یہی روایت ہمارے ائمہ کے قول سے موافق تر ہے کہ وہ مستامن کے لئے صدقات حرام فرماتے ہیں، یونہی وصیت بھی، پھر فرمایا بعض نے کہا اس کے لئے جواز وعدم جواز صدقات میں ہمارے اصحاب سے دو روایتیں ہیں تو وصیت بھی انھیں دونوں روایتوں پر ہوگی، عبارت یہ ہے شرائط وصیت باعتبار موصی لہ میں فرمایا: ومنھا ان لایکون حربیا غیر مستامن فان کان لاتصح الوصیة له من مسلم او ذمی وان کان مستامنا ذکر فی الاصل انه یجوز لانه فی عهد نافاشبه الذمی، وروی عن ابی حنیفه رضی اللہ تعالٰی عنه انه لایجوز وهذه الروایة بقول اصحابنا رحمهم اللہ تعالٰی اشبه فانهم قالوا لایجوز صرف الکفارة والنذر وصدقة الفطر و الاضحیة الی المستامن ویجوز صرفها الی

الذمی لانا ما نھینا عن براھل الذمة لقوله تعالٰی لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین وقیل ان فی التبرع علیه فی حال الحیاة بالصدقة و الھبة روایتین عن اصحابنا فالوصیة له علی تلک الروایتین ایضاً (ملخصا) ا۔ ایک شرط جواز وصیت کی یہ ہے کہ حربی غیر مستامن نہ ہو ایسا ہو تو اس کے لئے وصیت باطل ہے مسلمان کرے خواہ ذمی، اور اگر حربی مستامن ہو تو امام محمد نے مبسوط میں ذکر فرمایا کہ جائز ہے اس لئے کہ وہ بھی ہمارے معاہدہ میں ہے تو ذمی سا ہو ااور امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حربی مستامن کے لئے بھی وصیت جائز نہیں اور یہی روایت ہمارے ائمہ کے قول سے زیادہ موافق ہے اس لئے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حربی مستامن کو بھی نذر و کفارہ و صدقہ فطر و قربانی کا گوشت دینا جائز نہیں۔ اور ذمی کو جائز ہے اس لئے کہ ذمیوں کے ساتھ احسان کی ہمیں ممانعت نہ فرمائی گئی، اللہ تعالٰی فرماتا ہے اللہ تمھیں ان سے منع نہیں فرماتا جو تم سے دین میں نہ لڑیں، اور کہا گیا کہ زندگی میں حربی مستامن کو کچھ ہبہ یا خیرات دینے میں ہمارے ائمہ سے دو روایتیں ہیں تو اس کے لئے وصیت بھی انہیں دو روایتوں پر رہے گی۔ (ملخصا) (ا۔

بدائع الصنائع کتاب الوصایا فصل واماشرائط الرکن الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۷/ ۳۴۱)

اس پر تمام کلام و نقض وابرام ردالمحتار پر ہمارے حاشیہ جدالممتار میں مذکور جس سے اطالت کی یہاں حاجت نہیں سیر کبیر سے حربی کے لئے اشعار جواز نقل کیا گیا مگر اس میں حربی فی دارہ کے لئے تصریح ہے محیط پھر قاضی زادہ نے اس کی عبارت یہ نقل کی: لواوصی مسلم لحربی والحربی فی دارالحرب لاتجوز فان خرج الحربی الموصی له الی دارالاسلام بامان واراداخذ وصیته لم یکن له من ذٰلک شیئ وان اجازت الورثة لان الوصیة وقعت بصفة البطلان فلاتعمل اجازة الورثة فیھا ۲۔ اگر مسلمان نے کسی حربی کے لئے وصیت کی اور حربی دارالحرب میں تھا جائز نہیں پھر اگر جس حربی کے لئے وصیت تھی امان لے کر دارالاسلام میں آئے اور اپنی وصیت لینا چاہے اسے اس میں سے کچھ نہ ملے گا اگرچہ وارث اجازت بھی دے دیں کہ وصیت سرے سے باطل واقع ہوئی تو وارثوں کی اجازت

اس میں کیا کام دے گی۔ (۲؎ نتائج الافکار قاضی زادہ (شرح ہدایہ تکملہ فتح القدیر باب فی صفۃ الوصیۃ الخ نوریہ رضویہ سکھر ۹/ ۳۵۵)

اقول ہاں فی دار اہ کی قید اور سیاق کلام سے مستامن کے لئے جواز نکلتا ہے "کما لا یخفی وبہ اندفع ایراد المحیط ثم نتائج الافکار علیہم" (جیسا کہ مخفی نہیں اس سے محیط پھر نتائج الافکار کا ان پر اعتراض ختم ہوگیا۔ت) تو یہ اسی توفیق کی طرف مشیر جو علامہ مولی خسرو نے درر میں کی اور تنویر نے اسے متن میں لیا کہ مستامن کے لئے صحیح اور غیر مستامن کے لئے ناجائز، درمیں اسے بحث درر ٹھہرایا حالانکہ منصوص ہے، وہی ہدایہ جس سے گزرا کہ حربی کے لئے وصیت باطل اسی میں ہے کہ مستامن کے لئے صحیح باب وصیۃ الذمی میں فرمایا: اذا دخل الحربی دارنا بامان فاوصی لہ مسلم بوصیۃ جاز لانہ مادام فی دار الاسلام فھو فی المعاملات بمنزلہ الذمی ۱؎ (ملخصا) جب حربی امان لے کر دار الاسلام میں آئے اور اس وقت مسلمان اس کے لئے کچھ وصیت کرے تو جائز ہے اس لئے کہ وہ جب تک دار الاسلام میں ہے معاملات میں بمنزلہ ذمی ہے۔ (۱؎ الہدایۃ باب وصیۃ الذمی مطبع یوسفی لکھنو ۴/ ۶۸۶)

اقول اور یہی مفاد کریمتین ممتحنہ ہے کہ معاہد کے لئے رخصت اور غیر معاہد سے ممانعت اور مستامن بھی مثل ذمی معاہد ہے اگرچہ اس کا عہد موقت ہے **کما** تقدم عن البدائع والھدایۃ (جیسا کہ بدائع اور ہدایہ سے گزرا۔ت) اور وصیت (عہ۱) وصدقہ میں فرق کی کچھ وجہ نہیں کہ دونوں بر وصلہ ہیں خصوصاً کریمہ لاینھٰکم اللہ کا نزول ہی درباره مستامن ہوا تو ایسی تخصیص کہ اصل سبب کی نفی کردے کیونکر روا ہو جس طرح شرح سیر کبیر کا اطلاق کہ ہرگونہ حربی کے لئے جواز کا موہم ہے کیونکر مقبول ہوسکتا ہے کہ کریمہ انما ینھٰکم اللہ کا صاف منافی ہے اور (عہ۲) یہ کہنا کہ اس میں موالات سے ممانعت ہے نہ کہ صلہ سے۔

عہ۱: تعریض بما فی ردالمحتار ۱۲ منہ غفرلہ؛ عہ۲: تعریض بما فی بعض التفاسیر ۱۲ منہ غفرلہ

اقول یہ محض بے معنی ہے موالات ہر کافر سے حرام ہے اگرچہ ذمی ہو اگر صلہ ہر حربی کے لئے بھی جائز ہو تو فریقین میں فرق کیا رہا حالانکہ صریح نزول کریمتین اثبات فرق کے لئے ہے، تو قطعاً (عہ ۳) کریمہ ثانیہ میں صلہ ہی کو موالات فرمایا اور اسی سے منع کیا، لاجرم اس کی صحیح تاویل وہی ہے جو ابھی محیط وہندیہ سے گزری کہ حربی سے مستامن یعنی معاہد مراد ہے، عہ۳: تفاسیر معالم وخازن وکبیر وتفسیر ابن عباس کے نصوص ابھی آتے ہیں۔

لاجرم اسی ہندیہ میں تاتار خانیہ سے ہے: ذکر الامام رکن الاسلام علی السغدی اذا کان حربیا فی دارالحرب وکان الحال حال صلح ومسالمۃ فلا باس بان یصلہ ۲؎۔ امام رکن الاسلام علی سغدی نے فرمایا: جب حربی دارالحرب میں ہو اور وہ وقت صلح معاہدہ التوائے جنگ کا وقت ہو تو اس سے مالی سلوک میں حرج نہیں۔ (۲؎ فتاوٰی ہندیۃ الباب الرابع عشر فی اہل الذمہ الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۷)

اس تحقیق سے بہت عبارات میں توفیق ہوگئی جن میں حربی کے لئے مطلقاً ممانعت ہے جیسے ارشاد جامع صغیر وکتب کثیر ان میں حربی غیر معاہد مراد ہے، لاجرم کافی پھر درر پھر نتائج الافکار نے کلام جامع صغیر یوں نقل کیا: الوصیۃ للحربی وھو فی دارالحرب باطلۃ لانھا بروصلۃ وقدنھینا عن برمن یقاتلنا لقولہ تعالٰی انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین ۱؎۔ حربی کہ دارالحرب میں ہو اس کے لئے وصیت باطل ہے اس لئے کہ وہ احسان ونیک سلوک ہے اور حربی کے ساتھ نیک سلوک سے ہمیں منع فرمایا گیا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اللہ تمھیں ان سے منع فرماتا ہے جو دین میں تم سے لڑے۔ (۱؎ الدررالحکام شرح غرر الاحکام کتاب الوصایا مطبع احمد کامل الکائنۃ دار سعادت مصر ۲/ ۴۲۹)؛ (نتائج الافکار تکملۃ فی القدیر باب صفۃ الوصیۃ مایجوز من ذٰلک مکتبۃ نوریہ رضویہ سکھر ۹/ ۳۵۵)

جامع صغیر شریف کے متعدد نسخے حاضر، اس کی عبارت صرف اس قدر ہے: الوصیۃ لاھل الحرب باطلۃ ۲؎۔ حربیوں کے لئے وصیت باطل ہے۔ (۲؎ الجامع الصغیر باب الوصیۃ بثلث المال مطبع یوسفی لکھنو ص ۱۷۰)

اور یہی اس سے بدایہ متن ہدایہ میں منقول، نہ اس میں تعلیل ہے، نہ لفظ "ھو فی دارھم" ضرور، یہ بعض شروح جامع کی عبارت ہے جسے کافی نے حسب عادت علماء جامع کی طرف نسبت فرمایا تو شارح نے اطلاق جامع کو غیر مستامن پر حمل کیا اور جن میں مطلق جواز ہے جیسے عبارت شرح سیر کبیر جس کو محیط نے اسی (عہ) عادت کی بناء پر سیر کبیر کی طرف نسبت کیا ان میں مستامن ومعاہد مقصود جس طرح خود محیط نے تصریح کی کہ: اراد بالمحارب المستامن ۱؎۔ حربی سے مستامن مراد لیا،

عہ: فلا علیک مماوقع فی زکوٰۃ ۳؎ ش من عزوہ لمحمد فی السیر الکبیر فقد ابان الصواب فی الوصایا ناقلا عن العلامۃ جوی زادہ ان مرادھم مایدل علی الجواز ماذکر فی شرح السیر الکبیر ۴؎ للامام السرخسی منہ غفرلہ۔

شامی کی کتاب الزکوٰۃ میں سیر کبیر کے حوالہ سے جو امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی کی طرف منسوب ہے وہ تجھے اشتباہ نہ دے اس لئے کہ شامی کے وصایا میں علامہ جوی زادہ سے درست و صحیح عبارت منقول ہے کہ جواز پر دلالت کرنے سے ان کی وہ دلیل مراد ہے جو امام سرخسی کی شرح سیر کبیر میں مذکور ہے۔ منہ غفرلہ (ت) (۳؎ ردالمحتار مطبوعہ کوئٹہ ۲/ ۷۳) (۴؎ ردالمحتار مطبوعہ کوئٹہ ۵/ ۴۶۳) (۱؎ المحیط البرہانی)

اسی طرح عبارت موطائے امام محمد: لاباس بالھدیۃ الی المشرک المحارب مالم یھد الیہ سلاح اودرع وھو قول ابی حنیفۃ والعامۃ من فقہائنا ۲؎۔ حربی مشرک کو ہدیہ دینے میں حرج نہیں جب تک ہتھیار یا زرہ کا بھیجنا نہ ہو اور یہی قول امام ابو حنیفہ اور ہمارے عام فقہاء کا ہے۔ (۲؎ مؤطا امام محمد باب مایکرہ من لبس الحریر والدیباج آفتاب عالم پریس لاہور ص ۳۷۱)

وصیت بھی ہدیہ ہی ہے کہ تملیک عین مجانا ہے، اور امام محمد جامع صغیر میں صاف فرماچکے کہ ان کے لئے وصیت باطل تو ہدیہ کیسے جائز ہو سکتا ہے مگر اسی فرق سے کہ معاہد کے لئے جائز اور غیر معاہد کے لئے ناجائز، جس طرح خود امام نے سیر کبیر میں اشعار فرمایا اور کتاب الاصل میں ارشاد امام نے تو بالکل کشف حجاب فرمادیا کہ فرمایا حربی کے لئے باطل، پھر فرمایا: مستامن کے لئے جائز، ردالمحتار میں ہے: نص محمد فی الاصل علی عدم جواز الوصیۃ للحربی صریحا ۳؎۔ امام محمد نے اصل میں روشن تصریح فرمائی کہ حربی کے لئے وصیت جائز نہیں۔ (۳؎ردالمحتار کتاب الوصایا مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ ۵/ ۴۶۳)

بدائع امام ملک العلماء سے گزرا: وان کان مستامنا ذکر فی الاصل انه یجوز ۴؎۔ امام محمد نے اصل میں فرمایا کہ کافر اگر مستامن ہو تو اس کے لئے وصیت جائز ہے۔ (۴؎ بدائع الصنائع کتاب الوصایا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۷/ ۳۴۱)

خانیہ امام فقیہ النفس میں ہے: اوصی مسلم لحربی مستامن بثلث ماله ذکر فی الاصل انه تجوز وقیل هذا قول محمد وعن ابی حنیفة فی روایة لاتجوز وان لم یکن الحربی مستامنا لا تجوز فی قولهم ۵؎۔ کسی مسلمان نے حربی مستامن کے لئے اپنے تہائی مال کی وصیت کی، مبسوط میں فرمایا: یہ جائز ہے، بعض نے کہا: یہ قول امام محمد کا ہے، اور امام اعظم سے ایک روایت میں ہے کہ جائز نہیں اور اگر حربی مستامن نہ ہو تو بالاتفاق ناجائز ہے۔ (۵؎ فتاوٰی قاضی خان فعل فیمن تجوز وصیۃ وفیمن لا تجوز وصیۃ الخ نولکشور لکھنؤ ۲/ ۸۳۷)

رہا شرح سرخسی میں یہ استدلال کہ قحط مکہ معظّمہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پانسو اشرفیاں ابوسفیان وصفوان بن امیہ کو عطا فرمائیں کہ فقرائے مکہ پر تقسیم کریں، اقول واقعہ عین کے لئے عموم نہیں ہوتا۔ ممکن کہ وہ زمانہ صلح ومعاہدہ ہو معہذا ابوسفیان وصفوان رضی اللہ تعالٰی عنہما دونوں مؤلفۃ القلوب سے تھے، ممکن کہ اس مد سے عطا فرمائی ہوں پھر بھی وہ عبارات باقی رہیں جن میں

مستامن کے لئے بھی عدم جواز کا صریح ارشاد ہے یونہی وہ کہ حربی غیر معاہد کے لئے بھی جواز ان کا مفاد ہے' ہندیہ میں محیط سے ہے: لو ان عسکرا من المسلمین دخلوا دارالحرب فاھدی امیرھم الی ملک العدوھدیة فلاباس به ا۔ اگر مسلمانوں کا کوئی لشکر دارالحرب میں داخل ہو اور سپہ سالار دشمنوں کے بادشاہ کو کچھ ہدیہ بھیجے کچھ مضائقہ نہیں۔ (ا۔ فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الفصل الثالث مکتبہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۶)

ائمہ لیڈروں پر سخت اشد عبارات:

ظاہر ہے کہ فَے وہی مال ہے کہ کافر سے بے لڑے قہر الیا جائے اور لڑ کر لیں تو غنیمت' اور ایام معاہدہ کے ہدایا قہر نہیں' شرح سیر کبیر میں ہے: لووادع الامام قوما من اھل الحرب سنة علی مال دفعوہ الیه جاز لو خیرا للمسلمین ثم ھذا المال لیس بفیئ ولاغنیمة حتی لا یخمس،ولکنه کالخراج یوضع فی بیت المال لان الغنیمة اسم لمال یصاف بایجاف الخیل والرکاب والفیئ اسم لما یرجع من اموالھم الی ایدینا بطریق القھر وھذا یرجع الینا بطریق المراضاة ۲۔ اگر سلطان اسلام نے حربیوں کے کسی گروہ سے سال بھر کے لئے صلح کرلی اور اس پر کچھ مال ان سے لے لیا تو اگر یہ مسلمانوں کے حق میں بہتر ہو تو جائز ہے پھر یہ مال نہ فَے ہے نہ غنیمت' یہاں تک کہ اس سے خمس نہ لیا جائے گا' ہاں وہ خراج کی طرح ہے خزانہ مسلمین میں داخل کیا جائے گا' اس لئے کہ غنیمت اس مال کا نام ہے جو گھوڑے اونٹ دوڑا کر یعنی لڑ کر ملے اور فَے اس مال کا نام ہے جو ہمیں ان سے بطور غلبہ ہاتھ آئے اور یہ تو ہم کو بطور رضامندی حاصل ہوا۔ (۲۔ شرح السیر الکبیر)

خیالات لیڈران کا قلع قمع اس توفیق انیق ہی سے ہو گیا' یہ دونوں قسمیں ان پر اشد ہیں ان کے دونوں مزعوم کا سخت تردد ہیں'

قسم اول نے حربی معاہد کے ساتھ بھی ذرا سا سلوک مالی حرام فرمایا ان کے فقیر گداگر کو بھیک دینے تک منع بتایا اور لیڈروں نے غیر معاہد مشرکوں سے وداد و اتحاد منایا بلکہ ان کی غلامی و انقیاد کا کلنک لگایا۔

قسم دوم نے خود محارب و نامعاہد حربیوں کو ہدیہ دینا لینا جائز ٹھہرایا' لیڈروں کے مطلقاترک تعاون کی فرضیت کادر باجلایا۔ خیر انھیں اسی طرح ہر طرف کی ضرب وجرح ورد وطرح میں چھوڑئے' جانب توفیق باگ موڑیئے'

سلوک مالی کی اقسام :

فاقول سلوک مالی تین طرح ہیں : مرحمت' مکرمت' مکیدت

اول یہ کہ محض اسے نفع دینا خیر پہنچانا مقصود ہو یہ مستامن معاہد کے لئے بھی حرام ہے' امان و معاہد وکفِ ضرر کے لئے ہے نہ کہ اعداء اللہ کو بالقصد ایصال خیر کے واسطے۔

دوم یہ کہ اپنی ذاتی مصلحت مثل مکافات احسان ولحاظ رحم کے لئے کچھ مالی سلوک' یہ معاہد سے جائز نامعاہد سے ممنوع۔

سوم یہ کہ مصلحت اسلام و مسلمین کے لئے محار بانہ چال ہو' یہ حربی محارب کے واسطے بھی جائز کہ حقیقت.بر وصلہ سے اسے علاقہ نہیں۔

موالات کی تقسیم اور اس کے احکام

تحقیق مقام یہ ہے کہ موالات دو قسم ہیں :

اول حقیقیہ : جس کا ادنٰی رکون یعنی **میلان قلب** ہے ' پھر **وداد** پھر **اتحاد** پھر اپنی خواہش سے بے خوف و طمع **انقیاد** پھر **تبتل** یہ بجمیع وجوہ ہر کافر سے مطلقاً ہر حال میں حرام ہے۔

میل طبعی کا حکم: **قال اللہ تعالٰی: ولاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار**

۱۔ظالموں کی طرف میل (عہ) نہ کرو کہ تمھیں آگ چھوئے۔ (۱) القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳

عہ : جب مجرد میلان قلب کو حرام و موجب عذاب نار فرمایا تو وداد واتحاد و انقیاد و تبتل کس قدر سخت کبیرہ موجب عذاب اشد ہوں گے لیڈر وداد واتحاد و انقیاد سب خود قبول کر رہے ہیں ' والعیاذ باللہ تعالٰی

۱۲

مگر میل طبعی جیسے ماں باپ اولاد یا زن حسینہ کی طرف کہ جس طرح بے اختیار ہو زیر حکم نہیں پھر بھی اس تصور سے کہ یہ اللہ ورسول کے دشمن ہیں ان سے دوستی حرام ہے ' **بقدر قدرت اس کا دبانا یہاں تک کہ بن پڑے تو فنا کردینا لازم ہے** کہ شے مستمر میں بقاء کے لئے حکم ابتدا ہے کہ **اعراض ہر آن متجدد ہیں آنا بے اختیار تھا اور جانا یعنی ازالہ قدرت میں ہے تو رکھنا اختیار موالات ہوا اور یہ حرام قطعی** ہے ولہٰذا جس غیر اختیاری کے مبادی اس نے باختیار پیدا کئے اس میں معذور نہ ہوگا جیسے شراب کہ اس سے زوال عقل اس کا اختیاری نہیں مگر جبکہ اختیار سے پی تو زوال عقل اور اس پر جو کچھ مرتب ہو سب اسی کے اختیار سے ہوا '

قال تعالٰی: **یایھاالذین أمنوا لاتتخذوا أبائکم واخوانکم اولیاء ان استحبواالکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظلمون** ۱۔اے ایمان والو! اپنے

باپ بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو ان سے دوستی رکھے گا وہی پکا ظالم ہوگا۔ (۱؎القرآن الکریم ۹/ ۲۳)

تفسیر کبیر و نیشاپوری و خازن و جمل وغیرہما میں ہے: انه تعالٰی امرالمومنین بالتبری عن المشرکین وبالغ فی ایجابه، قالوا کیف تمکن هذه المقاطعة التامة بین الرجل وبین ابیه وامه واخیه، فذکر الله تعالٰی ان الانقطاع من الاٰباء والاولاد والاخوان واجب بسبب الکفر ۲؎۔ جب اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو مشرکوں سے بیزاری کا حکم دیا اور بتاکید شدید واجب فرمایا تو بعض مسلمانوں نے کہا آدمی کا اس کے باپ اور ماں اور بھائی سے یہ پورا انقطاع کیونکر ممکن ہے، اس پر رب عزوجل نے فرمایا کہ باپ اور اولاد اور بھائیوں سے ان کے کفر کے سبب پورا انقطاع ہی لازم ہے۔ (۲؎ مفاتیح الغیب (تفسیر الکبیر) آیہ قل ان کان آباء کم الخ کے تحت المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۱۶/ ۱۸)

موالات صوریہ کے احکام:

دوم صوریہ: کہ دل اس کی طرف اصلا مائل نہ ہو مگر برتاؤ وہ کرے جو بظاہر محبت و میلان کا پتا دیتا ہو، یہ **بحالت ضرورت و بمجبوری صرف بقدر ضرورت و مجبوری** مطلقاً جائز ہے۔ قال تعالٰی: **الا ان تتقوا منهم تقٰة** ۳؎۔ مگر یہ کہ تمھیں ان سے پورا واقعی خوف ہو۔ (۳؎ القرآن الکریم ۳/ ۲۸)

بقدر ضرورت یہ کہ مثلاً صرف عدم اظہار عداوت میں کام نکلتا ہو تو اسی قدر پر اکتفا کرے اور اظہار محبت کی ضرورت ہو تو حتی الامکان پہلودار بات کہے صریح کی اجازت نہیں اور بے اس کے نجات نہ ملے اور قلب ایمان پر مطمئن ہو تو اس کی بھی رخصت اور اب بھی ترک عزیمت، ابناء جریر و منذر و ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی: نهی الله المومنین ان یلاطفوا الکفار و یتخذوهم ولیجة من دون المؤمنین الاان یکون الکفار علیهم

ظاھرین اولیاء فیظھرون لھم اللطف و یخالفونھم فی الدین وذٰلک قولہ تعالٰی الا ان تتقوا منھم تقٰة ۱؎۔ اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو منع فرمایا کہ کافروں سے نرمی کریں اور مسلمانوں کے سوا ان میں سے کسی کو راز دار بنائیں مگر یہ کہ کافران پر غالب ووالیان ملک ہوں تو اس وقت ان سے نرمی کا اظہار کریں اور دین میں مخالفت رکھیں اور یہ ہے مولٰی تعالٰی کا ارشاد مگر یہ کہ تم کو ان سے واقعی پورا خوف ہو۔ (۱؎ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) القول فی تاویل قولہ لایتخذ المومنون الکفرین الخ المطبعۃ المیمنہ مصر ۳/ ۱۴۰)

مدارک میں ہے- ای الا ان یکون للکافر علیک سلطان فتخافه علی نفسک ومالک فحینئذ یجوز لک اظھار الموالاۃ وابطان المعاداۃ ۲؎۔ یعنی مگر یہ کہ کافر کی تجھ پر سلطنت ہو تو تجھے اس سے اپنے جان ومال کا خوف ہو اس وقت تجھے جائز ہے کہ اس سے دوستی ظاہر کرے اور دشمنی چھپائے۔ (۲؎ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) آیہ ۳/ ۲۸ دارالکتاب العربی بیروت ۱/ ۱۵۳)

کبیر میں ہے: وذٰلک بان لایظھر العداوۃ باللسان، بل یجوز ایضا ان یظھر الکلام الموھم للمحبة والموالاۃ، ولکن بشرط ان یضمر خلافه وان یعرض فی کل مایقول ۳؎۔ یہ یوں ہے کہ زبان سے دشمنی ظاہر نہ کرے بلکہ یہ بھی جائز ہے کہ ایسا کلام کہے جو محبت ودوستی کا وہم دلائے مگر شرط یہ ہے کہ دل میں اس کے خلاف ہو اور جو کچھ کہے پہلو دار بات کہے۔ (۳؎ مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) آیہ ۳/ ۲۸ المطبعۃ البہیۃ مصر ۸/ ۱۴)

صوریہ کی اعلٰی قسم مداہنت ہے اس کی رخصت صرف بحالت مجبوری واکراہ ہی ہے اور ادنٰی قسم مدارات یہ مصلحتاً بھی جائز' قال اللہ تعالٰی: وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغه مأمنه ۱؎۔ اگر کوئی مشرک تم سے پناہ چاہے تو اسے پناہ دو تاکہ کلام الٰہی سنے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچادو۔ ظاہر ہے کہ اس وقت غلظت وخشونت منافی مقصود ہوگی۔ (۱؎ القرآن الکریم ۹/ ۶)

مدارات کا بیان:

مدارات صرف اس ترک غلظت کا نام ہے اظہار الفت ورغبت پھر کسی قسم اعلیٰ میں جائے گا اور اسی کا حکم پائے گا' مدارات ومداہنت کے بیچ میں موالات صوریہ کی دو قسمیں اور ہیں: بر واقساط اور معاشرت' یہ نو صورتیں موالات کی ہوئیں اور دس کی مکمل مجرد معاملت ہے' نہ کہ میلان پر مبنی نہ اس سے منبی' یہ سوائے مرتد ہر کافر سے جائز ہے جب تک کسی محظور شرعی کی طرف منجر نہ ہو معاشرت کے نیچے افعال کثیرہ ہیں' سلام وکلام' مصافحہ' مجالست' مساکنت' مواکلت وتقریبوں میں شرکت' عیادت' تعزیت' اعانت' استعانت' مشورت وغیرہا ان سب کے صور وشقوق کی تفصیل اور ہر صورت پر بیان حکم ودلیل ایک مستقل رسالہ چاہے گا' یہاں بر وصلہ سے بحث ہے جس کی ہم نے تین قسمیں بیان کیں' **قسم اول** کہ بے اپنی کسی غرض صحیح کے بالقصد ایصال نفع وخیر منظور ہو یہ بے رغبت ومیلان قلب متصور نہیں' تو موالات حقیقیہ ہے اور مطلقاً قطعاً حرام قطعی' باقی دو قسمیں کہ اپنی غرض ذاتی یا مصلحت دینی مقصود ہو تو موالات صوریہ کی ایک ہلکی قسمیں ہیں اگرچہ مجرد ترک غلظت پر ان میں شے زائد ہے' ان دو میں فرق یہ ہے کہ **قسم دوم** بھی اگرچہ حقیقت موالات سے بر کراں ہے اور صورۃً بھی کوئی قوی دلیل نہیں مگر معنیٰ کچھ اس کی نفی وضد بھی نہیں' اور سوم حقیقۃً معادات وقصد اضرار ہے' لہٰذا حربی محارب سے بھی جائز ہوئی کہ اب وہ ظاہری صورت خدعہ اور چال رہ گئی والحرب خدعۃ[2] (لڑائی فریب ہے۔ت)

([2] صحیح البخاری باب الحرب خدعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۲۵)

کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنا کیسا اشد حرام وکبیرہ ہے لیکن اگر مثلاً اس لئے ہو کہ وہ تعاقب کرتے چلے آئیں گے اور آگے اسلامی کمین ہے جب اس سے گزریں ان کے پیچھے سے کمین کا لشکر نکلے اور آگے سے یہ لوٹ پڑیں اور کافر گھر جائیں تو ایسا فرار بہت پسندیدہ ہے کہ یہ صورۃً فرار معنیً کرّار ہیں' قال تعالیٰ: -**ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال اومتحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من**

اللہ وماٰوٰہ جہنم وبئس المصیر ۱۔ جہاد کے دن جو کوئی کافروں کو پیٹھ دکھائے گا سوا اس کے جو لڑائی کے لئے کنارہ کرنے یا اپنے جتھے میں جگہ لینے کو جائے وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ کیا ہی بری پھرنے کی جگہ ہے۔ (۱القرآن الکریم ۸/ ۱۶)

حربی غیر معاہد سے موالات کی حالی صورت بھی حرام ہے:

اور دوم ان سے جائز نہیں کہ حقیقت معادات سے خالی اور صورت موالات حالی یہ صرف معاہدین کے لئے ہے "تنزیلا للناس منازلہم" ہر شخص کو اس کے مرتبے پر رکھنے کے لئے۔ اور غیر معاہد کے لئے یہ بھی موالات ممنوعہ ہی ہے اوپر گزرا کہ مولٰی عزوجل نے ان سے صوریہ کو بھی مثل حقیقیہ منع فرمایا اور اس کا نام بھی مودت ہی رکھا کہ **"تلقون الیہم بالمودۃ تسرون الیہم بالمودۃ ۲**۔ (تم انھیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے تم انھیں محبت کا خفیہ پیغام پہنچاتے ہو۔ ت) یہ ہے حقیقت انیق متکفل توفیق وتطبیق والحمد للہ علی حسن التوفیق۔ (۲القرآن الکریم ۶۰/ ۱)

آیات ممتحنہ میں بر و معاملات سے کیا مراد

اس تحقیق سے روشن ہوا کہ کریمہ لاینھٰکم میں بر سے صرف اوسط مراد ہے کہ اعلیٰ معاہد سے بھی حرام اور ادنٰی غیر معاہد سے بھی جائز، اور آیت فرق کے لئے اتری ہے نیز ظاہر ہوا کہ کریمہ "انما ینھٰکم" میں "تولوھم" سے یہی بر وصلہ مراد ہے تاکہ مقابلہ فرق ظاہر ہو لاجرم تفسیر معالم و تفسیر کبیر میں ہے: ثم ذکر الذین ینھاھم عن صلتھم فقال انما ینھٰکم اللہ الآیۃ ۳۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا بیان فرمایا جن سے نیک سلوک کی ممانعت ہے کہ فرمایا اللہ تمھیں ان سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑیں۔ (۳؎ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) زیر آیۃ انما ینھٰکم اللہ عن الذین الخ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۲۹/ ۳۰۴)

تنویر المقیاس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے: (انما ینھٰکم اللہ عن الذین) عن صلۃ الذین (ان تولوھم) ان تصلوھم ۴؎۔ (ملخصا) اللہ تمھیں ان سے منع فرماتا ہے یعنی ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے کہ ان سے موالات یعنی نیک سلوک کرو۔ (۴؎ تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس القرآن الکریم انما ینھٰکم اللہ عن الذین الخ مصطفٰی البابی مصر ص ۳۵۱)

معنی اقساط کی تحقیق:

تنبیہ چہارم: معنی اقساط میں مفسرین تین وجہ پر مختلف ہوئے:

اول کشاف و مدارک و بیضاوی و ابوالسعود و جلالین میں اسے بمعنی عدل ہی لیا اولین میں اور واضح کردیا کہ ولاتظلموھم ۱؎۔ امام ابوبکر ابن العربی نے اس پر ایراد کیا کہ عدل و منع ظلم کا حکم معاہد سے خاص نہیں حربی محارب کو بھی قطعاً عام ہے اور وہ صرف رخصت نہیں بلکہ قطعاً واجب۔ (۱؎ مدارک التنزیل (التفسیر النسفی) تحت وتقسطوا الیھم، دارالکتاب العربی بیروت ۴/ ۲۴۸)

قال تعالیٰ:**ولایجرمنکم شناٰن قوم علی ان لاتعدلوا اعدلواھواقرب للتقوٰی** ۲؎۔ کسی قوم کی عداوت تمھیں عدل نہ کرنے پر باعث نہ ہو عدل کرو وہ پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے یہ تقریر ایراد ہے اور اسے قرطبّی خطیب شربینی پھر جمل نے مقرر رکھا۔ (۲؎ القرآن الکریم ۵/ ۸)

دوم عدل سے صرف وفائے عہد مراد ہے اسے کبیر میں مقاتل سے نقل کیا اور یہی تنویر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی:- (ان تقسطوا علیھم) تعدلوا بینھم بوفاء العھد (ان اللہ یحب المقسطین) العادلین بوفاء العھد ۳؎۔ان کے ساتھ اقساط کی اجازت فرماتاہے یعنی جو معاہدہ ان کے ساتھ ہوا اسے پورا کرو یہ عدل ہے بیشک اللہ تعالیٰ اقساط والوں کو دوست رکھتاہے جو وفائے عہد سے عدل کرتے ہیں۔ (۳؎ تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس زیر آیہ لاینھٰکم اللہ عن الذین الخ مصطفی البابی مصر ص ۳۵۱)

اگر کہئے معاہد سے وفائے عہد بھی واجب ہے نہ صرف رخصت اقول وفا واجب ہے اتمام مدت واجب نہیں، مصلحت ہو تو نبذ جائز، قال تعالیٰ: **فانبذالیھم علی سواء** ۴؎۔(ان کی طرف یکساں حالت پر نبذ کردو (عہ)۔ اب ایراد بھی نہ رہا اور بر و قسط دو جدا چیزیں ہوگئیں، اور "ان اللہ یحب المقسطین" یہاں بھی بلا تکلف ہے اور اسے ماثور ہونے کا بھی شرف حاصل اگرچہ سند ضعیف ہے تو یہی اسلم واقوی ہے۔ (۴؎ القرآن الکریم ۸/ ۵۸)

عہ: جن کفار سے ایک مدت تک معاہدہ ہو اور مصلحت اسلام اس کا ترک چاہے، فرض ہے کہ ان کو اطلاع کردی جائے ہوشیار ہوجاؤ اب ہم تم سے معاہدہ رکھنا نہیں چاہتے اس کا نام نبذ ہے اس میں فرض ہے کہ اگر اس وقت وہ امن کی جگہ نہ ہوں تو اتنی مہلت دی جائے کہ وہ اپنی امان کی جگہ پہنچ جائیں، اور اگر باطمینان معاہدہ وہ اپنے قلعے خراب کرچکے ہوں تو فرض ہے کہ اتنی مدت دی جائے جس میں وہ اپنے قلعے درست کرلیں یہاں سے یکساں حالت کے معنی کھل گئے

یعنی یہ نہ ہو کہ اپنا سامان ٹھیک کرکے ان کی غفلت میں نبذ کردو اور انھیں درستی سامان کی مہلت نہ دو، یہ ہے اسلام کا انصاف والحمدللہ ۱۲منہ غفرلہ۔

سوم عدل سے مراد صرف عدل بالبر ہے، ابن جریر ومعالم وخازن میں ہے: تعدلوا فیھم بالاحسان والبر ۱؎۔(ان سے انصاف کا برتاؤ کرو بھلائی اور نیکی کے ساتھ۔ ت) ابن العربی وقرطبی وشربینی ونیشاپوری وجمل نے اس کی یوں توجیہ کی اقساط قسط بمعنی حصہ سے یعنی اپنے مال سے کچھ دینا۔ (۱؎ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) زیر آیہ لاینھٰکم اللہ عن الذین الخ المطبعۃ المیمنیۃ مصر ۲۸ /۴۰)

وانا اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) ممکن ہے کہ عدل سے عدل فی البر مراد ہونہ کہ بالبر اسماء بنت صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما کی ماں عہد معاہدہ میں آتی ہے یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس سے صلہ کا مسئلہ پوچھتی ہیں اس پر یہ آیہ کریمہ اترتی ہے وہ اگر کچھ ہدیہ نہ لاتی یہ اپنی طرف سے صلہ کرتیں یا **جتنا وہ لاتی اس سے زائد یہ دیتیں تو کل یا قدر زائد۔ان کی طرف سے احسان ہوتا یہ بر ہے**، اتنا ہی دیتیں تو دینے میں **عدل یعنی مساوات ہوتی، یہ اقساط ہے**، آیہ کریمہ نے معاہد سے دونوں صورتوں کی اجازت فرمائی اب یہ آیت زیادت ومساوات دونوں کی اجازت اور ان میں تقدیم ذکر زیادت میں آیت تحیت کی نظیر ہوگی "اذا حییتم بتحیۃ فحیوابا حسن منھا اوردوھا" ۲؎جب تمھیں سلام کیا جائے تو اس سے زیادہ الفاظ جواب میں کہو یا اتنے ہی، واللہ تعالٰی اعلم بمرادہ، یہ ہے بتوفیق اللہ تعالٰی، تفسیر کریمہ ممتحنہ میں تمام کلام کہ ان اوراق کے غیر میں نہ ملے گا والحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰنا والہ وذویہ امین والحمدللہ رب العالمین۔ (۲؎ القرآن الکریم ۴/ ۸۶)

بالجملہ عطر ارشادات ائمہ ونتیجہ تنقیحات مہمہ یہ ہوا کہ کریمہ ممتحنہ میں اگر قتال سے قتال بالفعل مراد ہو تو یقینا آیات کثیرہ سے منسوخ جس کے نسخ پر تصریحات جلیلہ مذکورہ کے علاوہ مبسوط وعنایہ وکفایہ

و تبیین و بحر الرائق ورد المحتار کے نصوص کا اور اضافہ ہوا یہ جواب اول تھا اور اگر مطلق قتال مقصود کہ ہر حربی غیر معاہد میں موجود، تو ضرور آیت محکم اور مشرکین ہند کو اس میں داخل نہ کرنا شدید ظلم و ستم یہ جواب دوم ہوا، اور یہی مذہب جمہور و مشرب منصور و مسلک ائمہ حنفیّہ صدور ہے مسلم حنفی بننے والی ہندو پرستی نے نہ حنفیت قائم رکھی نہ حنیفیت، نہ مذہب ہی برقرار رکھا نہ شریعت، ذٰلک ھوالخسران المبین o ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، دو جواب تو ہوئے۔

لیڈروں کو تیسرا جواب:

ثالثاً وائے غربت اسلام وانصاف، کیا کوئی ان سے اتنا کہنے والا نہیں کہ ہندوؤں کے بالفعل محاربین سے بھی تمھیں عداوت کا اقرار ہاتھی کے دانت ہیں، کھانے کے اور دکھانے کے اور، کیا تمھیں نہیں ہو کہ جب وہ محاربین قاتلین ظالمین کافرین گرفتار ہوئے ان پر ثبوت اشد جرائم کے انبار ہوئے تمھاری چھاتی دھڑکی، تمھاری مامتا کی پھڑکی، گھبرائے، تلملائے، سٹپٹائے، جیسے اکلوتے کی پھانسی سن کر ماں کو درد آئے، فوراً گرما گرم دھواں دھار ریزولیوشن (عہ) پاس کیا ہے کہ ہے ہے یہ ہمارے پیارے ہیں۔ یہ ہماری آنکھ کے تارے ہیں، انھوں نے مسلمانوں کو ذبح کیا، جلایا پھونکا، مسجدیں ڈھائیں، قرآن پھاڑے، یہ ہماری ان کی خانگی شکر رنجی تھی، ہمیں اس کی مطلق پرواہ نہیں، یہ ہمارے سگے ہیں کوئی سوتیا ڈاہ نہیں، ماں بیٹی کی لڑائی دودھ کی ملائی، برتن ایک دوسرے سے کھڑک ہی جاتا ہے ان کے درد سے ہمیں غش پر غش آتا ہے۔ ان کا بال بیکا ہوا اور ہمارا کلیجہ پھٹا، للہ ان کو معافی دی جائے، فوراً ان سے درگزر کی جائے، یہ ہے آیہ ممتحنہ پر تمھارا عمل، یہ ہے "الذین قاتلو کم فی الدین" سے تمھاری جنگ وجدل۔ یہ ہے واحد قہار کو تمھارا پیٹھ دینا، یہ ہے کلام جبار سے تمھارا مچیٹا لینا ان تمھارے سگوں نے قرآن مجید پھاڑے، تم نے اس کے احکام پاؤں تلے مل ڈالے، انھوں نے مسجدیں ڈھائیں، تم نے رب المسجد کے ارشاد دولتیوں سے کچل ڈالے، قرآن چھوڑا مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منہ

موڑا اور ان کے دشمنوں ان کے اعداء سے رشتہ جوڑا، یہ تمھیں اسلام کا بدلا ملا۔ **اف لکم بئس للظلمین بدلا ۱**۔ o اف ہے تم پر ظالموں نے کیا ہی برا عوض پایا۔ (۱؎ القرآن الکریم ۱۸/ ۵۰)

عہ: بعض مفتیان بے انصاف اسے دیکھیں جنھوں نے لکھا تھا "اگر کوئی ہندو اس کے خلاف ہو تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے کہ محارب سے بر و قسط ناجائز۔ ع یہی اقرار یہی قول، یہی وعدہ تھا۔ الخ حشمت علی عفی عنہ

آفتاب کی طرح روشن ہوا کہ تمھیں آیہ ممتحنہ پڑھنے کا کیا منہ ہے تمھارا پڑھنا یقینا مصداق "رب تالی القرآن و القرآن یلعنہ" ۲۔ (بہتیرے وہ ہیں کہ وہ تو قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن انھیں لعنت فرما رہا ہے) ہے کیا اسی آیت کا تتمہ نہیں: **ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظلمون ۳**۔ تم میں جو ان سے دوستی رکھے تو وہی پکے ظالم ہیں (۲؎ المدخل لابن الحاج الکلام علی جمع القرآن دارالکتب العربی بیروت ۱/ ۸۵ و ۲/ ۳۰۴) ؛ (۳؎ القرآن الکریم ۹/ ۲۳)

جو ان سے موالات کرے وہی ظالم ہے تم نے خاص محاربین بالفعل مقاتلین فی الدین سے موالات کی تو تم بحکم قرآن ظالمین ہوئے یا نہیں، اور یہی قرآن فرماتا ہے: **الا لعنۃ اللہ علی الظلمین ۴**۔ سن لو ظالموں پر اللہ کی لعنت۔ (۴؎ القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸)

تو بحکم قرآن ایسے لوگ لعین ہوئے یا نہیں اب دو فتوے اب کرو آیہ ممتحنہ کا دعوی: **واللہ لایھدی القوم الظلمین ۵**۔ o **ومن الناس من یقول امنا باللہ والیوم الاخر وماھم بمؤمنین o یخدعون اللہ والذین اٰمنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون o فی قلوبھم مرض فزاد ھم اللہ مرضا ولھم عذاب الیم بما کانوا یکسبون ۶**۔ o اور اللہ تعالٰی ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا کچھ لوگ کہتے ہیں ہم اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور انھیں ایمان نہیں، اللہ تعالٰی اور مسلمانوں سے فریب کرتے ہیں اور حقیقت میں وہ اپنی ہی جانوں کو فریب میں ڈالتے ہیں اور انھیں خبر نہیں، ان

کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ان کے جھوٹ کا بدلا۔ (۵؎القرآن الکریم ۹/ ۱۰۹) (۶؎القرآن الکریم ۲/ ۸تا۱۰)

لیڈروں کو چوتھا جواب:

رابعاً ان صاحبوں سے یہ بھی پوچھ دیکھئے کہ سب جانے دو کریمہ لاینھٰکم ہر مشرک غیر محارب کو عام ہو کر محکم ہی سہی اور مشرکین ہند میں کوئی بھی محارب بالفعل نہ سہی' اب دیکھو تمھارے ہاتھ میں قرآن سے کیا ہے' خالی ہوا۔ **وافئدتھم ھواء ۱۔ ٥** اور ان کے دل اڑے ہوئے ہیں۔ (۱؎القرآن الکریم ۱۴/ ۴۳)

کریمہ لاینھٰکم نے کچھ نیک برتاؤ مالی مواسات ہی کی تو رخصت دی یا یہ فرمایا کہ انھیں اپنا انصار بناؤ' ان کے گہرے یار غار ہو جاؤ' ان کے طاغوت کو اپنے دین کا امام ٹھہراؤ' ان کی جے پکارو' ان کی حمد کے نعرے مارو' انھیں مساجد مسلمین میں باادب و تعظیم پہنچا کر مسند مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر لے کا جا کر مسلمانوں سے اونچا اٹھا کر واعظ وہادی مسلمان بناؤ ان کا مردار جیفہ اٹھاؤ' کندھے پر ٹکٹکی زبان پر جے یوں مرگھٹ میں پہنچاؤ' مساجد کو ان کا ماتم گاہ بناؤ ان کے لئے دعائے مغفرت و نماز جنازہ کے اعلان کرو' ان کی موت پر بازار بند کرو سوگ مناؤ' ان سے اپنے ماتھے پر قشقے لگواؤ' ان کی خوشی کو شعار اسلام بند کراؤ' گائے کا گوشت کھانا گناہ ٹھہراؤ' کھانے والوں کو کمینہ بتاؤ' اسے مثل سور کے گناؤ' خدا کی قسم کی جگہ رام دہائی گاؤ' واحد قہار کے اسماء میں الحاد رچاؤ' اسے معاذاللہ رام (عہ) یعنی ہر چیز میں رما ہوا ہر شے میں حلول کئے ہوا ٹھہراؤ۔

عہ: یہاں سے صریح گمراہی ظاہر ہوئی ان جاہل مفتیوں کی جنھوں نے کہا کہ "اس میں کیا حرج ہے رام خدا ہی کو تو کہتے ہیں" اور جب تنبیہ کی گئی کہ رام لچھن وسیتا رام میں کون سے لکھا کہ "بظاہر رام ہنود کے یہاں خدا کو کہتے ہیں اور خدا کی دہائی دینا جائز ہے" اتحاد منانے کا اثر ہے کہ وہ جو شدید گالی رب العزت کو دینے میں مقبول وشیر مادر ہے، خدا کو تو رام

بنالیا کیا اپنے آپ کو بھی مولوی کی جگہ پنڈت اور عبد مضاف باحد اسماء الٰہیہ کے بدلے رامداس اور اپنی مسجد کو شوالہ اور اپنے مدرسہ کو پاٹ شالا کہنا روا رکھیں گے، کیا ان لفظوں کی جگہ مولوی عبد۔۔۔۔صاحب نے اپنے مدرسہ کی مسجد میں وعظ فرمایا یوں کہنے کی اجازت دیں گے کہ پنڈت رام داس جی نے اپنے پاٹ شالا کے شوالے میں کتھا بکھائی یا کم از کم اتنا کہ اپنے لئے مولوی صاحب السلام علیکم کے بدلے پنڈت جی نمتکار کہنا روا رکھیں گے، اور یہی نہیں اپنے جنازوں کے ساتھ کلمہ طیبہ کی جگہ رام رام ست پکاریں گے کہ آخر ہنود کے نزدیک رام خدا ہی تو ہے اور خدا ضرور حق ہے، نہ اجازت دیں گے تو کیوں اللہ کو رام کہنا جائز، اور تمھارے لئے ویسے ہی ترجمے کرنا حرام معلوم ہوا، اللہ عزوجل کی عظمت سے اپنی عظمت دل میں زائد اور بہت زائد ہے، یہ ترجمہ کا سلسلہ تو بہت اونچا چلتا ہے مگر بے ادبوں کی اسی قدر سزا ہے ۱۲ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ۔

قرآن مجید کو رامائن کے ساتھ ایک ڈولے میں لے جاؤ دونوں کی پوجا کراؤ' ان کے سرغنہ کو کہو خدا نے ان کو تمھارے پاس مذکر بناکر بھیجا ہے' یوں معنی نبوت جماؤ' اللہ عزوجل (عہ) نے سید الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تو یہی فرمایا انما انت مذکر ا۔ تم تو نہیں مگر مذکر۔ اور خدا نے مذکر بنا کر بھیجا ہے اس نے معنی رسالت کا پورا نقشہ کھینچ دیا' ہاں لفظ بچایا اسے یوں دکھایا نبوت ختم نہ ہوتی تو گاندھی جی نبی ہوتے اور امام و پیشوا و بجائے مہدی موعود تو صاف کہہ دیا بلکہ اس کی حمد میں یہاں تک کہ اونچے اڑے کہ ''خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست'' صاف کہہ دیا کہ ''آج اگر تم نے ہندو بھائیوں کو خوش کرلیا تو اپنے خدا کو راضی کرلیا' صاف کہہ دیا کہ ''ہم ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہیں جو ہندو مسلم کا امتیاز اٹھادے گا' صاف کہہ دیا کہ ''ایسا مذہب چاہتے ہیں جو سنگم و پریاگ کو مقدس علامت ٹھہرائے گا'' صاف کہہ دیا کہ ''ہم نے قرآن مجید وحدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کردی'' کیا کریمہ لاینھٰکم میں ان ملعونات وکفریات کی اجازت دی تھی۔

ویلکم لاتفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب ۲؂ o ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا، اولئک یعرضون علی ربھم ویقول الاشھاد ھٰؤلاء الذین کذبوا علی ربھم الالعنۃ اللہ علی الظلمین o الذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجاط وھم بالاخرۃ ھم کٰفرون ۱؂ o تمھاری خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ وہ تمھیں عذاب میں بھون دے اوراس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یہ ہیں وہ لوگ کہ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے اور گواہ کہیں گے یہ ہیں وہ جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا سن لو ظالموں پر اللہ کی لعنت وہ جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں اور وہی آخرت کے منکر ہیں۔ (۱؎القرآن الکریم ۸۸/ ۲۱) (۲؎القرآن الکریم ۲۰/ ۶۱) (۱؎القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸و۱۹)

عہ: یہاں سے صاف ظاہر ہوئی ان جاہل مفتیوں کی جنھوں نے لکھا "مذکر یاد دلانے کے معنی میں بولا جاتا ہے پس اگر کسی کو مذکر یعنی کوئی بات یاد دلانے کہا جائے تو جائز ہے" مسلمانو! للہ انصاف کہاں تو کوئی بات یاد دلانے والا اور کہاں یہ کہ "خدا نے ان کو مذکر بنا کر تمھارے پاس بھیجا ہے گاندھی کو پیشوا نہیں بلکہ قدرت نے تم کو سبق پڑھانے والا مدبر بنا کر بھیجا، یہ گلفشانی جدید لیڈر بننے والے جناب عبدالماجد بدایونی کی ہے جو جلسہ جمیعت علمائے ہند دہلی میں ہوئی اور اخبار فتح دہلی ۲۴ نومبر میں چھپی انھیں کی حمایت میں مفتی مذکور کا وہ فتوٰی ہے مگر معلوم نہیں ان مفتی صاحب فقیہ کی کتاب علم یا ان کے طور پر پنڈت رام داس جی شاستری کی ودیا پشتک میں مولوی عبدالماجد کو پانڈے شری داس کہنے کا بھی جواز ہے یا ان کے کھیلنے کے لئے صرف بارگاہ قہار بے نیاز ہے ۱۲ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ۔

دیکھی تم نے آئینہ ممتحنہ میں اپنی صورت: وذلک جزؤا الظلمین ۲؂ o کذلک العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر لوکانوا یعلمون ۳؂ o یہ سزا ہے ظالموں کی' عذاب ایسا ہوتا ہے اور بیشک آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے کیا اچھا ہوتا اگر وہ جانتے۔ (۲؎القرآن الکریم ۵/ ۲۹) (۳؎القرآن الکریم ۶۸/ ۳۳)

لیڈروں سے ضروری سوال:

سوال ضروری لیڈران اور پارٹی کو اب تو کھلا کہ انھوں نے یقینا دشمنان خدا اور رسول سے وداد واتحاد منایا اور ان کا کوئی عذر بارد انھیں کام نہ آیا اب قرآن کریم سے اپنا حکم بتائیں، اوپر آیہ کریمہ تلاوت ہوئی: **لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخریوادون من حاد اللہ ورسولہ** ۴؎۔ تم نہ پاؤ گے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں کہ مخالفان خدا اور رسول سے وداد کریں۔ (۴؎ القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲)

دوسری آیات میں فرمایا: **تری کثیرا منہم یتولون الذین کفروا لبئس ماقدمت لہم انفسہم ان سخط اللہ علیہم وفی العذاب ہم خٰلدون o ولوکانوا یؤمنون باللہ والنبی ومانزل الیہ مااتخذوھم اولیاء ولکن کثیرا منہم فسقون** ۵؎ o تم ان میں بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں بیشک کیا ہی بری چیز ہے جو خود انھوں نے اپنے لئے تیار کی، یہ کہ ان پر اللہ کا غضب اترا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے اور اگر انھیں اللہ ونبی وقرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں کو دوست نہ بناتے مگر ہے کہ ان میں بہت سے فاسق ہیں۔ (۵؎ القرآن الکریم ۵/ ۸۰،۸۱)

ترک موالات میں لیڈروں کی افراط وتفریط:

فرمایئے اللہ واحد قہار سچا کہ ہندوؤں سے وداد واتحاد منانے والے ہرگز مسلمان نہیں انھیں اللہ ونبی وقرآن پر ایمان نہیں، یا معاذاللہ یہ سچے کہ ہم تو ٹکسالی مسلمان ہیں ہم تو قوم کے لیڈران وریفارمران ہیں، مسلمان تو یہی کہے گا کہ اللہ سچا "ومن اصدق من اللہ حدیثا"، غرض ترک موالات میں افراط کی تو وہ کہ مجرد معاملت حرام قطعی اور تفریط کی تو یہ کہ ہندوؤں سے وداد واتحاد واجب بلکہ ان کی غلامی وانقیاد فرض بلکہ مدار ایمان۔ فسبحن مقلب القلوب والابصار۔ اول میں تحریم حلال کی، دوم میں تحلیل حرام بلکہ افتراض حرام اور ان دونوں کے حکم ظاہر وطشت ازبام۔

انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے بہتانی الزام کا رد :

للہ انصاف ! کیا یہاں اہل حق نے انگریزوں کے خوش کرنے کو معاذاللہ مسلمانوں کا تباہ کرنے والا مسئلہ نکالا یا ان کے اہل باطل نے مشرکین کے خوش کرنے کو صراحۃً کلام اللہ و احکام اللہ کو پاؤں کے نیچے مَل ڈالا، مسلمان کو خدا لگتی کہنی چاہیے، ہندوؤں کی غلامی سے چھڑانے کو جو فتوی اہلسنت نے دیئے کلام الٰہی واحکام الٰہی بیان کئے یہ تو ان کے دھرم میں انگریزوں کو خوش کرنے کے ہوئے وہ جو پیر نیچر کے دور میں نصرانیت کی غلامی اُبچی تھی جسے اب آدھی صدی کے بعد لیڈر، رونے بیٹھے ہیں۔ کیا اس کا رد علمائے اہل سنت نے نہ کیا، وہ کس کو خوش کرنے کو تھا، کیا بکثرت رسائل و مسائل اس کے رد میں نہ لکھے گئے، حتی کہ اس کے بچے ندوے کے رد میں پچاس سے زائد رسائل شائع کئے جن میں جابجا اس نیم نصرانیت کا بھی رد بلیغ ہے، یہ کس کے خوش کرنے کو تھا، کیا صمصام حسن میں نہ تھا ع

نیچریاں راست خدادرکمند   نیچر وقانون وراپائے بند

سرنتواند که زنیچر کشد   خط بخدائیش سنیچر کشد

کیست سنیچر سی وایس آئی ست   گول بکول آمده نیچر پست

چوں شده استاره ہند آن دغل   نحس وبلندآ ٘مده ہمچوں زحل

عرش وفلک جن وملک حشرتن   ناروجنان جمله غلط کردوظن

کیست نبی پردل پرجوش گو   وحی چه باشد سخن جوش او

برزده برہم ہمه ازاصل وفرع   دین نوآورد و نوآورد شرع

ریش حرام ست ودم فرق فرض   حج سوئے انگلنڈ بودقطع ارض

گفت بیا قوم شنو قوم من   ہِیں سوئے اعزاز بدوقومِ من

ذلت تان دین مسلمانی ست   وائے برانکس که نه نصرانی ست

(ترجمہ : خدا نیچریوں کی قید میں ہے ' نیچر (طبیعت) اور قانون اس کو پابند کرنیوالے ہیں ' وہ نیچر سے سر نہیں پھر سکتا۔ سنیچر اس کو خدائی پر لکیر کھینچ دیتا ہے ' سنیچر کون؟ سی ' ایس آئی ہے ' ایک بیو قوف نیچر پرست (سر سید) کول میں آیا ہے ' جب سے وہ کھوٹا شخص ستارہ ہند ہوا (اسے تمغہ ملا ہے) زحل کی طرح منحوس اور بلند ہو گیا ہے ' اس نے عرش آسمان ' فرشتے ' حشر جسمانی ' جنت دوزخ سب کو غلط اور ظنی قرار دیا ہے ' (اس کے نزدیک) نبی کون ہے؟ بہادر اور شعلہ بیان خطیب ہے تمام اصول اور فروع کو اس نے درہم برہم کر دیا ہے ' دین نیا لایا ہے اور شریعت نئی لایا ہے ' داڑھی حرام ہے اور (ٹیڑھی) مانگ کی دم فرض ہے ' حج انگلینڈ کی طرف سفر کا نام ہے ' اس نے کہا اے میری قوم! آ اور سن ' اے میری قوم! عزت کی طرف دوڑ ' دین اسلام تمھاری ذلت ہے ' افسوس اس شخص پر جو نصرانی (عیسائی) نہیں ہے)

یہ کس کی خوشی کو تھا ' کیا مشرقستان اقدس میں نہ تھا ع

ندویا کیں جلوہ دراسپیچ ولکچر می کنند   چوں بہ سنت می رسندآں کاردیگر می کنند

گہ روافض رابرسر برتاج لطف اللہ نہند   گہ پوادر رابہ تخت عالماں برمی کنند

بخت ورخت تخت دیں بیں جلوہ باصدرش براں   پاڈری وسکاٹ بامسٹری براڈر می کنند

مفت مفتی یافت ایں عزت کہ اوراہمنشیں   باااماماں جج وجنٹ وکلکٹر می کنند

سازوناز عالماں بیں نظم بزم دیں بدیں   میزواسٹیج وٹکٹ ہال وکلب گھر می کنند

زیں سگا لشہا چہ نالشہا کہ خود ایں سرکشا   داور دادارا برٹش گورنرمے کنند ۲۔

(ترجمہ : ندوہ والے جو تقریر اور لیکچر میں جلوہ دکھاتے ہیں جب سنت تک پہنچے ہیں تو دوسرا کام کرتے ہیں ' (یعنی سنت کی مخالفت)۔ یہ کبھی رافضیوں کے سر پر اللہ تعالٰی کے لطف وکرم کا تاج رکھتے ہیں

کبھی پادریوں کو علماء کے سٹیج پر بٹھاتے ہیں۔ دین کے اسٹیج کی قسمت اور ساز وسامان دیکھئے کہ سوداڑھی منڈوں کے ساتھ پادری وسکاٹ اور مسٹر کو (اپنا) بھائی بناتے ہیں، مفتی کو مفت میں یہ عزت مل گئی کہ اسے اماموں، ججوں، جنٹوں، اور کلیکٹروں کا ہم نشین بنادیتے ہیں، علماء کے نازوانداز دیکھئے، مجلس دینی کا نظام دیکھئے، میز اسٹیج، ٹکٹ ہال اور کلب گھر بناتے ہیں، ان خوشامدوں پر کیا رونا کہ یہ سر کش لوگ برٹش گورنر کو حاکم اور منصف مقرر کرتے ہیں)

یہ کس کی خوشی کو تھا، مولوی عبدالباری صاحب خدام کعبہ کی بانگی کے لئے مسجد کانپور کو عام سڑک اور ہمیشہ کے لئے جنب وحائض وکافر ومشرک کی پامال کرا آئے اور بکمال جرات اسے مسئلہ شرعیہ ٹھہرایا اس کے رد میں ابانۃ المتواری لکھا جس میں ان سے کہا گیا ع

دانم نہ رسی بکعبہ اے پشت براہ کیں رہ کہ تو میروی بانگلستانست

(کعبہ کی طرف پشت کرکے چلنے والے! میں جانتا ہوں تو کعبہ نہیں پہنچ سکے گا کہ جس راہ پر تو چل رہا ہے وہ انگلستان کا راستہ ہے۔ت)

نیز ان کے شبہات واہیہ کے قلع قمع کو قامع الواہیات شائع ہوا، یہ کس کی خوشی کو تھا، بات یہ ہے ع المرء یقیس علی نفسہ ع آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس لیڈروں اور ان کی پارٹی نے آج تک نصرانیت کی تقلید وغلامی، خوشنودی نصاریٰ کو کی اب کہ ان سے بگڑی اس سے بدرجہا بڑھ کر خوشنودی ہنود کو ان کی غلامی لی، سمجھتے ہیں کہ معاذاللہ خادمان شرع بھی ایسا ہی کرتے ہوں گے حالانکہ اللہ ورسول جانتے ہیں کہ اظہار مسائل سے خادمان شرع کا مقصود کسی مخلوق کی خوشی نہیں ہوتا صرف اللہ عزوجل کی رضا اور اس کے بندوں کو اس کے احکام پہنچانا اور **وللہ الحمد سنئے ہم کہیں واحد قہار اور اس کے رسولوں اور آدمیوں سب کی ہزار درہزار لعنتیں جس نے انگریزوں کے خوش کرنے کو تباہی مسلمین کا مسئلہ نکالا ہو**، نہیں نہیں، بلکہ اس پر بھی جس نے حق مسئلہ نہ رضائے خدا ورسول نہ تنبیہ

وآگاہی مسلمین کے لئے بتایا بلکہ اس سے خوشنودی نصاریٰ اس کا مقصد ومدعا ہو اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ لیجئے کہ اللہ واحد قہار اور اس کے رسولوں اور ملائکہ اور آدمیوں سب کی ہزار در ہزار لعنتیں ان پر جنھوں نے خوشنودی مشرکین کے لئے تباہی اسلام کے مسائل دل سے نکالے اللہ عزوجل کے کلام اور احکام تحریف وتغییر سے کایا پلٹ کرڈالے شعار اسلام بند کئے شعار کفر پسند کئے' مشرکوں کو امام وہادی بنایا' ان سے وداد واتحاد منایا اور اس پر سب لیڈر مل کر کہیں آمین' ان کی یہ آمین ان شاء اللہ تعالیٰ خالی نہ جائے گی اگرچہ دل میں بہت کی دعا نہ ہو "الا فی ضلل"۔

مشرکین سے معاہدہ کا بیان اور لیڈروں کا رد بلیغ:

(۸) لیڈر کہ احکام اسلام کو یکسر بدلنے اور بیچارے عوام کو جھوٹے من گھڑت احکام سنا کر چھلنے پر تلے ہیں محض فریب دہی کے لئے اس طرف چلے ہیں کہ ہندوؤں سے اور ہم سے اب جبکہ عہد موافقت ہو گیا تو ہم کو اس کا پورا کرنا لازمی ہے یہ شریعت پر محض افتراء ہے' اول کون سی شریعت میں ہے کہ مشرکوں سے عہد موافقت' کافروں سے معاہدہ شرعیہ ایک مدت تک بمصلحت شرعی التوائے قتال کا عہد ہے' نہ کہ موافقت کا جواب نصوص قطعیہ حرام ہے۔

لیڈران پر دوسرا رد:

دوم صرف موافقت ہی نہیں بلکہ لیڈران فرماتے ہیں اگر شرعی (عہ) مصلحت ہو تو اتحاد پیدا کرنا بھی ممنوع نہیں۔

عہ: عبارت گزشتہ اور یہ سب عبارات کہ اس بحث میں آتی ہیں جن پر خط ہے خطبہ صدارت مولوی عبد الباری صاحب جلسہ انجمن علمائے صوبہ متحدہ ۱۲ رجب ۳۸ھ بمقام کانپور کی ہیں ۱۲ حشمت علی عفی عنہ

مشرکوں سے اتحاد:

اللہ اکبر مشرک اور اتحاد جب تک یہ مشرک یا وہ مسلم نہ ہو جائیں دو ضدوں کا اتحاد کیونکر ممکن، ظاہر ہے کہ وہ مسلمان نہ ہوئے نہ یہ ان کو مسلمان مان کر ان سے متحد ہوئے تو ضرور صورت عکس ہے کہ انھیں نے شرک قبول کیا، لیڈر صاحبو! ممنوع ہے یا نہیں تمھاری خانگی پنچایتی بات نہیں "ان الحکم الا للّٰہ"[1] حکم نہیں مگر اللہ کے لئے، خود لیڈران فرماتے ہیں خدا کے سوا کسی کو حاکم بنانا روا نہیں "لاحکم الا للّٰہ"، اور اس میں یہاں تک بڑھے کہ اگر رسول کی اطاعت لازم ہے تو اس صورت میں جبکہ مخالفت احکام الٰہیہ نہ ہو ورنہ "انما الطاعۃ فی المعروف" مشہور ہے۔ ([1] القرآن الکریم ۶/ ۵۷ و ۱۲/ ۴۰ و ۱۲/ ۶۷)

لیڈران کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم بھی خلاف خدا حکم فرماسکتے ہیں:

اللہ اکبر واحد قہار تو یہ فرمائے کہ **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** [2]۔ جس نے رسول کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور لیڈران فرمائیں رسول کی اطاعت اسی وقت تک ہے جب تک وہ احکام الٰہی کی مخالفت نہ کرے۔ ([2] القرآن الکریم ۴/ ۸۰)

جب رسول خلاف خدا حکم دے تو اس کی اطاعت نہیں، خیر، جب آپ کے یہاں رسول کا یہ مرتبہ ہے تو کیا قوم پر آپ کی اطاعت ہر طرح لازم ہے اگرچہ خلاف خدا و قرآن حکم دیجئے، ابھی تو آپ نے کہا کہ حکم نہیں مگر خدا کے لئے اب اگر خدائی دعوٰی تمھیں نہیں تو دکھاؤ خدا نے کہاں فرمایا ہے کہ مشرکوں سے اتحاد پیدا کرنا بمصلحت ممنوع نہیں۔ **ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین** [3]۔ o لاؤ اپنی برہان اگر تم سچے ہو۔ ([3] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۱)

قرآن عظیم کے صفحات مشرکین سے اتحاد و وداد حرام کرنے سے گونج رہے ہیں لیڈرو! **ء انتم اعلم ام اللہ** [4]۔ مصلحت شرعی تم زیادہ جانو یا اللہ جو فرماتا ہے۔ **لاتتخذ وابطانۃ من دونکم لایالونکم**

خبالا ط ودوا ماعنتم ۵۔ کسی غیر مسلم کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمھاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے ان کی دلی تمنا ہے تمھارا مشقت میں پڑنا۔ (۴؎ القرآن الکریم ۲/ ۱۴۰) (۵؎ القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸)

اللہ اکبر ایسا کھلا افتراء اور واحد قہار پر' اللہ عزوجل فرماتا ہے: **ولاتقولوا لما تصف السنتکم ھذا حلال و ھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب، ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون o متاع قلیل ولھم عذاب الیم۱**۔ o اپنی زبانوں کی جھوٹی بناوٹ سے نہ کہو کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے تاکہ اللہ پر جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں فلاح نہ پائیں گے تھوڑے دنوں دنیا میں برت لیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (۱؎ القرآن الکریم ۱۶/ ۱۱۶'۱۱۷)

لیڈران پر تیسرا رد:

لیڈران فرماتے ہیں ھم نے خدا کی محبت کو اس اتحاد میں بھی ملحوظ رکھا ہے لیڈران کے نزدیک دشمنان خدا سے اتحاد میں خدا کی محبت ہے:

اللہ اکبر اللہ کے دشمنوں سے اتحاد اور اس میں محبت خدا کا ادعا واقعی ان کے نزدیک اللہ کی محبت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ کے دشمنوں سے مل کر ایک ہو جائیں' امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: الاعداء ثلثة عدوک وعدو صدیقک وصدیق عدوک ۲۔ دشمن تین ہیں: ایک خود تیرا دشمن' دوسرا تیرے دوست کا دشمن' تیسرا تیرے دشمن کا دوست' (۲؎ نہج البلاغۃ مع شرح ابن ابی الحدید الجزء التاسع عشر داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۸۴)

اللہ عزوجل فرماتا ہے: **فان اللہ عدوللکفرین ۳**۔ بیشک اللہ کافروں کا دشمن ہے تم کہ اس کے دشمنوں سے متحد ہوئے کیونکر اللہ کے دشمن نہ ہوئے ع تود عدوی ثم تزعم اننی صدیقک لیس النوک عنک بعارب (تو میرے دشمن سے محبت رکھتا ہے پھر یہ جھک مارتا ہے کہ میں تیرا دوست ہوں حماقت تجھ سے دور نہیں) (۳؎ القرآن الکریم ۲/ ۹۸)

لیڈران پر چوتھا رد:

چہارم کافروں مشرکوں سے معاہدہ شرعیہ صرف اس وقت روا ہے جب معاذاللہ مسلمانوں کو اس کی احتیاج وضرورت ہو، امام ملک العلماء بدائع میں فرماتے ہیں: الموادعة رکنها فهو لفظ الموادعة او المسالمة اوالمصالحة والمعاهدة او ما یؤدی معنی هذه العبارات وشرطها الضرورة فلاتجوز عند عدم الضرورة ۱۔ (ملخصا) معاہدہ صلح کا رکن یہ الفاظ ہیں مواد عت، مسالمت، مصالحت، معاہدہ اور جو لفظ ان معنی کو ادا کرے اور معاہدہ کی شرط ضرورت ہے بے ضرورت حرام ہے۔ (۱بدائع الصنائع کتاب السیر مطلب واماحکم المواد عةالخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۷/ ۱۰۸)

لیکن لیڈران اپنا بھاری جرم خود قبول نہیں کرتے ہیں کہ ہم کو احتیاج نے اتحاد برداران ہند کی جانب مائل نہیں کیا تمھارا معاہدہ اگر بفرض غلط معاہدہ شرعیہ کی شکل میں ہوتا جب بھی بے ضرورت ان کی طرف مائل ہونا حرام تھا ہر حال اس نے تمھیں واحد قہار کا نافرمان اور صریح بدخواہ مسلمانان و دین مسلمانان کردیا۔

لیڈران پر پانچواں رد:

پنجم کفار سے معاہدہ شرعیہ ایک قسم امان ہے اور شرط امان یہ ہے کہ کفار کو امان دہندہ سے خوف قتل و قتال ہو اور یہ ان پر قاہر ہو اگرچہ اپنی جماعت کے لحاظ سے اگرچہ نسبتًہ پلہ انھیں کا بھاری ہو جنگ دوسر دار وحرب میں چرب کو بھی خوف ہوتا ہے جس سے انھیں اپنے قتل کا خوف نہ ہو اس کا امان دینا باطل اور معاہدہ کرنا مردود، بدائع ملک العلماء میں ہے: اماحکم المواد عة فما هوحکم الامان المعروف لانها عقد امان ایضا ۲۔ معاہدہ کا حکم وہی ہے جو امان کا مشہور حکم ہے اس لئے کہ معاہدہ بھی ایک عقد امان ہے (۲بدائع الصنائع کتاب السیر مطلب واماحکم المواد عةالخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۷/ ۱۰۹)

ہدایہ میں ہے: انه من اهل القتال فیخافونه اذھومن اھل المنعة فیتحقق الامان منه لملاقاته محله ۳؎۔ اس لئے کہ وہ اماں دہندہ اہل قتال سے ہے تو کافر اس سے ڈریں گے اس لئے کہ وہ حمایتی گروہ رکھتا ہے تو اس کا اماں دینا ٹھیک ہوگا اپنے محل پر واقع ہوا۔ (۳؎ الہدایہ باب الموادعۃ من یجوز امانہ المکتبۃ العربیہ کراچی ۲/ ۵۴۴)

اسی میں ہے: لایجوز امان اسیر ولاتاجرید خل علیھم لانھما لایخافونھا والامان یختص بمحل الخوف ۱؎ (ملخصا) قیدی یا تاجر کہ دارالحرب میں تجارت کو گیا ہو ان کی امان صحیح نہیں اس لئے کہ کافران سے نہ ڈریں گے اور امان وہیں ہوسکتی ہے جہاں خوف ہو۔ (ملخصا) (۱؎ الہدایۃ باب الموادعۃ من یجوز امانہ المکتبۃ العربیہ کراچی ۲/ ۵۴۵)

اسی میں ہے:- ومن اسلم فی دارالحرب ولم یھاجر الینا لایصح امانه لما بینا ۲؎۔ جو دارالحرب میں مسلمان ہوا اور دارالاسلام میں ہجرت کرکے نہ آئے اس کا امان دینا بھی صحیح نہیں اسی دلیل سے کہ ہم بیان کرچکے۔ (۲؎ الہدایۃ باب الموادعۃ من یجوز امانہ المکتبۃ العربیہ کراچی ۲/ ۵۴۵)

فتح القدیر میں ہے: لما بینا من ان الامان یختص بمحل الخوف ولا خوف منه حال کونه مقیما فی دارھم لامنعة له ولاقوة دفاع ۳؎۔ ہماری بیان کی ہوئی دلیل یہ ہے کہ امان دینا اس کا صحیح ہے جس سے خوف ہو اور اس سے خوف نہیں کہ یہ انھیں کے ملک میں رہتا ہے، اس کے پاس نہ اپنی حمایت کرنے والا کوئی گروہ ہے نہ مدافعت کفار کی قوت۔ (۳؎ فتح القدیر باب الموادعۃ من یجوز امانہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۲۱۳)

عنایہ امام اکمل میں ہے: شرط جواز الامان ھوالایمان وعلته ھوالخوف لان الخوف انما یحصل ممن له قوة وامتناع ۴؎۔ امان جائز ہونے کی شرط ایمان ہے اور اس کی علت خوف اس

لئے کہ خوف اسی سے ہوتا ہے جو زور رکھتا ہو اور اپنے آپ کو بچا سکتا ہو۔ (۴؎ عنایۃ مع فتح القدیر باب الموادعۃ من یجوز امانہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۲۱۳)

کلام امام نسفی میں ہے: صح امانہ لانہ من اھل القتال ومنعۃ الاسلام فیخافونہ فینفذ منہ الامان الذی ھوازالۃ الخوف ۱؎۔اس کی امان صحیح ہے اس لئے کہ وہ قتال کے لائق ہے اور اپنی حمایت کے لئے اسلامی گروہ رکھتا ہے تو کافر اس سے ڈریں گے تو امان کہ خوف زائل کرنے کا نام ہے اس سے نفاذ پائے گی۔ (۱؎ کافی شرح وافی للنسفی)

اسی میں ہے: لایجوز امان اسیر وتاجر دخل علیہم ومسلم اسلم فی دارالحرب ولم یھاجر لان الامان یکون علی خوف ولاخوف لھم ۰ منہ ۲؎۔قیدی یا تاجر کہ دارالحرب میں داخل ہوا یا حربی کہ وہاں اسلام لایا اور دارالاسلام کی طرف ہجرت نہ کی ان کا امان دینا صحیح نہیں کہ امان ڈر میں ہوتی ہے اور کافران سے نہ ڈریں گے۔ (۲؎ کافی شرح وافی للنسفی)

تبیین امام زیلعی میں ہے: لودخل مسلم فی عسکر اھل الحرب فی دارالاسلام وامنھم لایصح امانہ الا اذا امنھم من یقاومھم بخلاف ماذا امن عشرین اونحوھم فی دارالاسلام حیث لایجوز امانہ لان الواحد وان کان مقھور اباعتبار نفسہ حیث لایقاومھم لکنہ قاھر ممتنع بقوۃ المسلمین فکان قاھرا لھم حکما ۳؎۔ (ملخصا) حربیوں کا لشکر دارالاسلام میں آیا ہوا ہے اور کوئی مسلمان ان کے لشکر میں جاکر امان دے آئے یہ امان صحیح نہیں ہاں جب اتنے مسلمان انھیں امان دیں جو اس لشکر کی مقاومت کرسکتے ہوں بخلاف اس کے مثلا بیس پچیس حربی دارالاسلام میں آئے اور ایک مسلمان نے ان میں جاکر انھیں امان دے دی، یہ امان صحیح ہوگئی کہ ایک اگرچہ بیس سے مغلوب ہے ان کی مقاومت نہیں کرسکتا مگر وہ مسلمانوں

کے زور سے ان پر غالب ہے تو حکما غلبہ اسی کا ہو گا۔ (ملخصاً) (۳؎ تبیین الحقائق کتاب السیر المطبعۃ الکبری الامیریہ بولاق مصر ۳/ ۲۴۷)

اسی میں ہے: الامان ازالۃ الخوف ومن لم یباشر القتال لایخافونہ فکیف یصح امانہ

۱؎۔امان خوف زائل کرنے کا نام ہے اور وہ جو قتال نہ کرے کافر اس نہ ڈریں گے تو اس کی امان کیسے صحیح ہو۔ (۱؎ تبیین الحقائق کتاب السیر قبیل باب الغنائم المطبعۃ الکبری الامیریۃ بولاق مصر ۳/ ۲۴۸)

ایمان سے کہنا کیا تم ہنود پر قاہر تھے کیا ان کے قتل پر قادر تھے کیا ان کو تم سے خوف قتل تھا جسے تمھاری امان نے زائل کیا، اور جب یہ کچھ نہ تھا اور بیشک نہ تھا تمھارا معاہدہ اگر بفرض باطل، معاہدہ شرعیہ کی شکل میں ہوتا جب بھی قطعاً باطل و مردود تھا، اور مردود کو پورا کرنا لازمی بتانا اس سے بڑھ کر مردود.

لیڈران پر چھٹا رد:

ششم کفار سے معاہدہ شرعیہ میں شرط اعظم یہ ہے کہ جتنی مدت تک ہو اس میں تہیہ قتال رکھیں اور اس کی آمادگی و درستی سامان سے غفلت نہ کریں کہ التواء و معاہدہ سے اصل مقصود یہی ہے ورنہ تارک فرض اہم ہوں گے اور مستحق نار جہنم، والعیاذ باللہ تعالیٰ،

بدائع امام ملک العلماء میں ہے: المعاھدۃ شرطھا الضرورۃ وھی ضرورۃ استعداد القتال لان الموادعۃ ترک القتال المفروض فلایجوز الا فی حال یقع وسیلۃ الی القتال

۲؎۔معاہدہ جائز ہونے کی شرط ضرورت ہے اور وہ ضرورت یہ ہے کہ اس مدت میں سامان قتال درست کریں اس لئے کہ جہاد فرض ہے اور معاہدہ اس فرض کا ترک ہے تو اس حال میں حلال ہو سکتا ہے کہ یہ جہاد کے لئے وسیلہ پڑے۔

ایمان سے کہنا کیا تم ہندوؤں سے آمادگی قتال میں ہو اور اسی لئے ایک مدت تک ان سے معاہدہ کیا ہے کہ اس فرصت میں ان کے قتل کا سامان مہیا کر لو کیوں مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہو' بلکہ عالم الغیب والقلب کے ساتھ فریب کی راہ لیتے ہو۔ (۲؎ بدائع الصنائع کتاب السیر مطلب واما نوع الثانی وھوالامان الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۷/ ۱۰۸)

ومایخدعون الا انفسھم وما یشعرون ۳؎۔ اور فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انھیں شعور نہیں۔ (۳؎ القرآن الکریم ۲/ ۹)

طرح طرح ثابت ہوا کہ تمھارا یہ معاہدہ اگر بفرض غلط معاہدہ شرعیہ کی شکل میں بھی ہوتا جب بھی حرام و مردود وخلاف شرع ہوا' اب کیوں نہ یاد کریں لیڈران اپنا ہی قول کہ ''خدا کے یہاں معاہدہ کا حیلہ بھی کارگر ہوتا ہے'' یا دیکھئے کیا جواب ملتا ہے **کوئی اگر معاہدہ کا دعوٰی بھی کرے تو خلاف شرع معاہدہ کیونکر مسلم ہوگا کیونکہ صلح حدیبیہ منسوخ ہوچکی ہے** اور الاما احل بہ حراما اوحرم بہ حلالا ۱؎۔ (مگر وہ معاہدہ جو حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنائے۔ ت) کا استثناء حکم مستقل ہے'' (۱؎ سنن ابن ماجہ ابواب الاحکام باب الصلح ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۱)

لیڈران پر ساتواں رد:

ہفتم لیڈران کی بڑی کوشش اس میں ہے کہ مشرکین ہند کے شدید مظالم چھپائیں اور ان کو جیسے بنے "لم یقاتلوکم فی الدین" میں داخل ٹھہرائیں تاکہ انھیں زیر حکم "لاینھٰکم اللہ" لائیں یہ صاف کہہ رہا ہے کہ معاہدہ کا عذر محض جھوٹا ہے معاہدہ تو حسب ضرورت شرعیہ مقاتلین سے خاص وقت قتال بھی جائز ہے پھر اگر معاہدہ ہوتا تو اس کھینچ تان کی کیا ضرورت پڑتی معلوم ہوا کہ جھوٹ کہتے ہیں اور قصداً بکتے ہیں اور دل میں خوب سمجھ رہے ہیں کہ نرا جھوٹ بکتے ہیں **واللہ علیم بالظلمین** ۲؎۔ (اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔ ت) (۲؎ القرآن الکریم ۲/ ۹۵)

مشرکوں سے معاہدہ لیڈران کے اصل اغراض :

(۹) لیڈران حاشا تمھارا معاہدہ ہنود سے نہ التوائے قتال کے لئے ہوا نہ اس کا کچھ ذکر تھا نہ تم ان پر قاہر تھے نہ انھیں تم سے اپنے قتل کا خوف تھا بلکہ دونوں تیسرے کے ہاتھ میں مقہور ہو' نہ ہرگز اس مدت معاہدہ میں تم قتل ہنود کا سامان کررہے ہو نہ ہرگز تمھاری نیت نہ ہرگز تم ایسا کرسکتے ہو غرض معاہدہ شرعیہ سے ایسا ہی دور ہو جیسے مشرکین توحید سے یا تم شرع مجید سے بلکہ ناپاک معاہدہ چار باتوں کے لئے ہوا :

مشرکوں کا برادر بننا حرام ہے :

یکم : مشرکین سے عقد مواخات بھائی چارہ کہ برادران وطن ہندو بھائی' اللہ عزوجل فرمائے **انما المؤمنون اخوة** ۳۔ مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔ تم کہو "نحن والمشرکون اخوة" ہم اور مشرکین آپس میں بھائی ہیں' (۳؎ القرآن الکریم ۴۹/ ۱۰)

جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : **الم ترالی الذین نافقوا یقولون لاخوانهم کفروا** ۱۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ منافقوں کو کہ اپنے بھائی کافروں سے کہتے ہیں۔ وہاں "من اهل الکتاب" تھا یہاں اس سے بڑھ کر "من الشرکین" ہوا۔ (۱؎ القرآن الکریم ۵۹/ ۱۱)

کافروں سے اتحاد کرنے والے بحکم قرآن کافر ہیں :

دوم : ان سے اتحاد' حالانکہ قرآن عظیم بیس سے زیادہ آیات میں اسے مردود وملعون فرما چکا اور جابجا صاف ارشاد فرمادیا کہ ایسا کرنے والے انھیں میں سے ہیں' **ومن یتولهم منکم فانه منهم** ۲۔ ایسا کرنے والے مسلمان نہیں **لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخریوادون من حاداللہ ورسوله** ۳۔ ایسا کرنے والوں کو اللہ ورسول وقرآن پر ایمان نہیں **ولوکانوا یؤمنون باللہ والنبی**

وماانزل الیه مااتخذوھم اولیاء ۴؎۔ (۲؎القرآن الکریم ۵/ ۵۱)؛(۳؎القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲)؛(۴؎القرآن الکریم ۵/ ۸۱)

کافروں کا حلیف بنناحرام ہے:

سوم: مشرکین کے حلیف بننا انھیں اپنا حلیف بنانا، حالانکہ حلیف بنانا منسوخ ہوچکا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: لاتحدثوا فی الاسلام حلفا۵؎۔ رواہ الامام احمد فی المسند ومحمد بن عیسٰی فی الجامع عن عمروبن العاص رضی اللہ تعالٰی عنه بسند حسن۔ اب اسلام میں کوئی حلف پیدا نہ کرو۔ یہ حدیث امام احمد نے مسند اور امام محمد بن عیسٰی نے جامع میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند حسن روایت کی۔ (۵؎جامع الترمذی ابواب السیر باب ماجاء فی الحلف امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/ ۱۹۲)؛(مسند احمد بن حنبل مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص دارالفکر بیروت ۲/ ۲۰۷۔۲۱۳)

یہ منسوخات ہی کے عمل پر ہیں کل کو شراب بھی حلال کرلیں گے اور خدا جانے کہاں کہاں تک بڑھیں گے، رب عزوجل فرماتا ہے: یایھاالذین امنوا لاتتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا ولعبا من الذین اوتواالکتٰب من قبلکم والکفاراولیاء واتقواللہ ان کنتم مؤمنین ۱؎۔ اے ایمان والو! وہ جو تمھارے دین کو ہنسی کھیل ٹھہراتے ہیں جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور باقی سب کافران میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ اور اللہ تعالٰی سے ڈرو اگر تم مسلمان ہو۔ (۱؎القرآن الکریم ۵/ ۵۷)

تفسیر ابن جریر میں اس آیہ کریمہ کے تحت میں ہے: یقول لاتتخذوھم ایھا المؤمنون انصارا اواخوانا اوحلفاء فانھم لایألونکم خبالا وان اظھروالکم مودۃ وصداقۃ ۲؎۔ رب عزوجل فرماتا ہے اے مسلمانو! کافروں کو مددگار یا بھائی اور حلیف نہ بناؤ وہ تمھاری ضرر رسانی میں کمی نہ کریں

گے اگرچہ تم سے دوستی و یارانہ ظاہر کریں۔ (۲؎ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیۃ ۵/ ۵۷ المطبعۃ المیمنیۃ مصر ۶/ ۱۶۶)

فقہ وحدیث کے حاوی امام اجل ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالٰی نے مشکل الآثار میں یہ تحقیق فرما کر کہ مشرکوں سے استعانت حرام کتابی سے ہو سکتی ہے اس پر حدیث سوم کہ فائدہ ثانیہ میں آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ابن اُبی منافق کے چھ سو حلیف یہودیوں کو واپس کر دیا اور انھیں مشرکین فرمایا اعتراضا وارد کی کہ دیکھو حضور نے یہود کو بھی مشرکین سے گنا اور ان سے استعانت کو بھی مشرکین سے استعانت قرار دیا اس کے جواب میں فرمایا اس کی وجہ ان کا اس مشرک منافق سے حلف ہے کہ حلف کرنے والے جس سے حلف کرتے ہیں اس کی موافقت قبول کرتے ہیں تو مشرک کے حلیف ہو کر وہ کتابی نہ رہے مرتد ہو گئے اور اسی طرح مشرک' عبارت یہ ہے: جوابنا ان وجه قول رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم لهؤلاء الیهود علی ما بینهم وبین ابن ابی المنافق من الحلف والمحالفة هی الموافقة من الحالفین للمحالفین فکانوا بذٰلک خارجین من اهل الکتاب مرتدین عما کانوا علیه وصاروا مشرکین کمشرکی العرب ۳؎۔ (ملخصا) (۳؎ مشکل الآثار للطحاوی کتاب الجہاد باب بیان مشکل ماروی عن رسول اللہ الخ دار صادر بیروت ۳/ ۲۴۱)

امام ابوالولید باجی نے مختصر پھر علامہ یوسف دمشقی نے معتصر میں اسے مقرر رکھا' ان بنی قینقاع بمحالفتهم عبدالله صاروا کالمرتدین فخرجوا به عن حکم اهل الکتاب فصاروا کالمشرکین فکان لهم حکمهم فلذلک منعوا وسموا مشرکین ۱؎۔ (ملخصا) بنی قینقاع کے یہودی ابن اُبی کے حلیف بن کر مرتدوں کے مثل ہو گئے تو کتابیوں کے حکم میں نہ رہے اور مشرکوں کی طرح ہو گئے تو ان کا وہی حکم ہوا جو مشرکوں کا' اسی واسطے حدیث نے انھیں منع فرمایا اور ان

کا نام مشرک رکھا۔ (ملخصا) (۱؎ المعتصر من المختصر کتاب الجہاد باب فی الاستعانۃ بالمشرک دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن ۱/ ۲۳۰)

سبحان اللہ! یہودی مشرک کے حلیف بن کر کتابی نہ رہے مرتد ومشرک ہوگئے حالانکہ "الکفر ملۃ واحدۃ" مگر کلمہ گو لیڈر مشرکین ہند کے حلیف پس روغلام بن کر نہ مرتد ہوئے نہ مشرک، ہٹے کٹے مسلمان ہی بنے رہے ع

مشرک ہے عہد باندھ کے مشرک ہوئے یہود

یہ مشرکوں کے عبد مسلمان ہی رہے

اقول حلف جب دو مساوی گروہوں میں ہو فریقین یکساں ہیں اور جب مغلوب وضعیف گروہ دوسرے کی پناہ لے کر اس کا حلیف بنے تو پوری موافقت کا بار اسی پر ہے اس کی طرف سے صرف قبول پناہ وہی ہے، ابن ابی خبیث نے بڑی سطوت پیدا کرلی تھی یہاں تک کہ اس کے لئے تاج تیار کیا جاتا تھا قریب تھا کہ اسے بادشاہ بنایا جائے تو یہود بنی قینقاع کا حلف اس کی شوکت سے مستفید ہی ہونے کو تھا، ولہذا امام نے فرمایا: ھی الموافقۃ من الحالفین للمحالفین ۲؎۔ (حلف کرنے والے جس سے حلف کرتے ہیں اس کی موافقت قبول کرتے ہیں۔ ت) نہ اختصار کی طرح الموافقۃ بین المتحالفین ۳؎۔ (حلف کرنے والوں کے درمیان موافقت۔ ت)

پھر دربارہ ادیان حکم یہ ہے کہ نازل سے مجرد ارادہ موافقت نازل کردیتا ہے اور ضد کے لئے صرف ارادہ کافی نہیں، مسلمان اگر معاذاللہ ارادہ کفر کرے گا تو کافر ہوجائے گا۔ لیکن کافر محض ارادہ اسلام سے مسلمان نہ ہوگا جب تک اسلام قبول نہ کرے، یوں ہی کتابی صرف ارادہ موافقت مشرکین سے مشرک ہوسکے گا مشرک نرے ارادے سے کتابی نہ ہوجائے گا لہذا وہ یہودی مشرک ہوگئے، ابن ابی خبیث کتابی نہ ہوا، یونہی حلیفان مشرکین ہند پر امام کا یہ حکم نافذ ہوگا۔ مشرکین ہند مسلمان ہوجائیں گے۔ (۲؎

مشکل الآثار للطحاوی باب بیان مشکل ماروی فی الاستعانة من الکفار دار صادر بیروت ۳/ ۲۴۱)؛(۳؎ المعتصر من المختصر کتاب الجہاد باب فی الاستعانة بالمشرک دائرة المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن ۱/ ۲۳۰)

اصل مقصود سلف گورنمنٹ ہے اماکن مقدسہ اور ترکوں کا نام ٹٹی ہے:

چہارم: اصل مقصود سلف گورنمنٹ ہے جس کی صاف تصریح بڑے بڑے (عہ۱) لیڈران نے کردی اس میں اپنی کمزوری بلکہ عجز دیکھ کر مشرکوں کا دامن پکڑا اپنا یار وانصار بنایا اوروں کو چھوڑئے مولویوں میں گنے جانے والے لیڈر فرماتے ہیں "ہم (عہ۲) تو ہندوستان کی آزادی کو ایک فرض اسلامی سمجھتے ہیں اس کے لئے ضرورت ہے کہ عام اتحاد ہو اور پوری کوشش سے مقصد حاصل کیا جائے حالانکہ مشرکوں سے ایسی استعانت نص قرآنی کے خلاف اور قطعاً حرام بلکہ صراحةً قرآن کریم کی تکذیب ہے۔ عہ۱: مثل شوکت علی و محمد علی وابوالکلام آزاد ۱۲ حشمت علی غفرلہ؛ عہ۲: وہی خطبہ صدارت مولوی عبدالباری صاحب ۱۲ حشمت علی غفرلہ

ہم اس بحث کو بعونہٖ چند فوائد میں روشن کریں:

مشرکوں سے استعانت کی بحث جلیل ہے

فائدہ اولیٰ آیات کریمہ: **قرآن کریم نے منع موالات کفار کو بکثرت آیات میں ارشاد فرمایا وہ سب ان کو مددگار بنانے سے ممانعت ہیں یہ اعلیٰ درجہ موالات میں ہے**، ولہٰذا اکابر مفسرین نے جابجا ولی کو ناصر اور ولایت کو نصرت ومعونت ومظاہرت سے تفسیر کیا، مگر ہم یہاں صرف ان بعض آیات پر اقتصار کریں جو اپنے سوق نظم یا شان نزول سے اس مقصود کو بالخصوص افادہ فرمارہی ہیں:

استعانت بمشرکین کے حرام ہونے پر آیات قرآنیہ:

آیت نمبر۱: یایھاالذین اٰمنوا لاتتخذوا بطانۃ من دونکم لایالونکم خبالا ودواماعنتم قد بدت البغضاء من افواھہم وماتخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الایت ان کنتم تعقلون ۱۔ ۵ اے ایمان والو! اپنے غیروں کو رازدار نہ بناؤ وہ تمھاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے ان کی دلی تمنا ہے تمھارا مشقت میں پڑنا، دشمنی ان کے مونہوں سے ظاہر ہوچکی ہے اور وہ جو ان کے سینوں میں دبی ہوئی ہے اور بڑی ہے بیشک ہم نے تمھارے سامنے نشانیاں صاف بیان فرمادیں اگر تمھیں عقل ہو۔ (۱؎القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸)

لیڈران نے اس آیہ کریمہ کو کیسا کیسارد کیا کس کس طرح جھٹلایا:

یہ آیہ کریمہ اپنے ایک ایک جملے سے اس طوفان بدتمیزی کو جو آج مشرکین ہند سے لیڈران برت رہے ہیں رد فرماتی ہے:

ا۔ حالت کمزوری وعجز میں مدد کے لئے جس کسی کی طرف التجالائی جائے ضرور ہے کہ اسے اپنا رازدار بنایا جائے اور رب عزوجل فرماتا ہے: کسی کافر کو رازدار نہ بناؤ' یہ واحد قہار کی نافرمانی ہوئی'

ب۔ ظاہر ہے کہ اسے اپنا خیرخواہ سمجھا گیا کہ بدخواہ کے دامن میں کوئی نہ چھپے گا اور رب عزوجل فرماتا ہے: وہ تمھاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے' یہ اللہ تعالٰی کی تکذیب ہوئی۔

ج۔ مصیبت میں التجا واستمداد اسی سے ہوگی جسے جانا جائے کہ ہمیں مشقت سے بچائے گا' اور رب عزوجل فرماتا ہے: ان کی دلی تمنا ہے تمھارا مشقت میں پڑنا' یہ دوسری تکذیب ہوئی۔

د۔ چھپا دشمن جس سے اثر عداوت کبھی ظاہر نہ ہوا آدمی اس کے دھوکے میں آسکتا ہے اور جس کے منہ سے بغض کھل چکا اس سے قطعی احتراز کرے گا' رب عزوجل نے فرمادیا تھا کہ دشمنی ان کے منہ سے

ظاہر ہوچکی پھر بھی ان کی محبت نے وہ اندھا بہرا کر دیا کہ نہ اللہ تعالیٰ کی سنی نہ ان کے منہ سے چھلکی یاد رہی۔

ہ۔ اگر ایک خفیف حد کی مخالفت ور نجش ظاہر ہوتی اور اطمینان ہوتا کہ دل میں اس سے زائد نہیں تو کچھ گنجائش ہوسکتی کہ یہ ہمارا اس حد کا بدخواہ نہیں جو ایسی بھاری مصیبت میں ساتھ نہ دے اس خیال ارذل کو رب عزوجل نے ان تینوں جملوں سے رد فرمادیا کہ وہ کوئی ہلکے مخالف نہیں تمھاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے' یہ گمان نہ کرنا کہ وہ کسی سخت سے سخت مصیبت میں تم پر کچھ ترس کریں گے ان کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو کوئی خفیف رنجش ان کے منہ سے ظاہر نہ ہوئی بلکہ بغض اور پوری دشمنی بَیر عداوت' اور اس پر چوتھا جملہ یہ ارشاد فرمادیا کہ اس پر بس نہ جانو کہ ان کے دلوں کی دبی اور سخت تر ہے مگر انھوں نے اس واحد قہار کریم مہربان پروردگار کی ایک نہ مانی اور جملے جملے کی تکذیب ہی ٹھانی ولاحول ولا قوۃالا باللہ العلی العظیم۔

آیت نمبر ۲: بشر المنفقین بان لہم عذابا الیما ا۔ o الذین یتخذون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا ا۔ اے محبوب! خوشخبری دو منافقوں کو کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے' وہ جو مسلمانوں کے سوا کافروں کو مددگار بناتے ہیں' کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں عزت تو ساری اللہ کے قبضے میں ہے۔ (ا؎ القرآن الکریم ۴/ ۱۳۹)

ظاہر ہے کہ کمزوری میں کسی کی مدد چاہنے کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اس کے بل بازو سے ہمیں قوت ملے گی ہماری کمزوری وذلت' غلبہ وعزت سے بدلے گی' اللہ عزوجل فرماتا ہے: **یہ ان کی بدعقلی ہے کافروں کی مدد سے غلبہ وعزت کی تمناہوس باطل ہے۔** اور فرماتا ہے کہ ایسا کرنے والے منافق ہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ تفسیر ارشاد العقل السلیم میں اسی آیہ کریمہ کے تحت ہے: بیان لخیبۃ رجائہم ایطلبون بموالاۃ الکفر القوۃ والغلبۃ (فان العزۃ للہ جمیعا) تعلیل

لبطلان رأیهم فان انحصار جمیع افراد العزة فی جنابه عزوعلا بحیث لاینا لها الا اولیاء ہ قال وللّٰه العزة ولرسوله وللمؤمنین یقضی ببطلان التعزز بغیره واستحالة الانتفاع به ۲؎۔ (مختصرا) اس آیت میں ان کی نامرادی کا بیان ہے جو کافروں سے استعانت کرتے ہیں، فرماتا ہے کیا کافروں کی دوستی سے غلبہ وقوت چاہتے ہیں عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے اس میں ان کی رائے فاسد ہونے پر دلیل فرمائی کہ جب تمام عزتیں حضرت عزت کے لئے خاص ہیں کہ اس کے دوستوں کے سوا کسی کو نہیں مل سکتیں کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے عزت صرف اللہ تعالٰی ورسول اور مسلمانوں کے لئے ہے تو اس سے واجب ہوا کہ غیروں سے عزت چاہنا باطل اور ان سے نفع پہنچنا محال (مختصرا) (۲؎ ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) تحت آیۃ ۴/ ۱۳۸، ۱۳۹ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۴۴)

آیت نمبر ۳: لایتخذالمؤمنون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذٰلک فلیس من اللّٰه فی شیئ ۳؎۔ مسلمان، مسلمانوں کے سوا کافروں کو مددگار نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہیں۔ (۳؎ القرآن الکریم ۳/ ۲۸)

تفسیر لباب التاویل میں ہے: ان عبادة بن الصامت کان له حلفاء من الیهود فقال یوم الاحزاب یارسول اللّٰه معی خمسمائة من الیهود وقدرأیت ان استظهربهم علی العدوفنزلت هذه الاٰیة وقوله (لایتخذ المؤمنون) الاٰیة یعنی انصارا واعوانا (من دون المؤمنین) یعنی من غیر المؤمنین والمعنی لایجعل المؤمن ولایته لمن هو غیر مؤمن نهی اللّٰه المؤمنین ان یوالوا الکفار او یلا طفوهم لقرابة بینهم اومحبة اومعاشرة والمحبة فی اللّٰه والبغض فی اللّٰه باب عظیم واصل من اصول الایمان ۱؎۔ یعنی عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کچھ یہودی حلیف تھے غزوہ احزاب میں انھوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ساتھ پانسو یہودی ہیں میری رائے ہوتی ہے کہ دشمن پر ان سے مدد لوں، اس پر یہ آیہ کریمہ اتری کہ مسلمان غیر مسلم کو مددگار نہ بنائیں کہ یہ مسلمانوں کو حلال نہیں اللہ تعالٰی نے

مسلمانوں کو منع فرمایا کہ رشتے، خواہ یارانے، خواہ نرے میل کے باعث کافروں سے دوستانہ برتیں یا ان سے لطف ونرمی کے ساتھ پیش آئیں اور اللہ تعالٰی کے لئے محبت اور اللہ تعالٰی کے لئے عداوت ایک عظیم باب اور ایمان کی جڑ ہے۔ (۱؎ لباب التاویل (تفسیر الخازن) تحت آیہ ۳/ ۲۸ مصطفی البابی مصر ۱/ ۳۳۶)

مدارک شریف پارہ ۶ میں ہے: **ای لاتتخذوھم اولیاء تنصرونھم تستنصرونھم وتواٰخونھم وتعاشرونھم معاشرۃ المؤمنین ۲؎۔** یعنی رب عزوجل فرماتا ہے کافروں کو دوست نہ بناؤ کہ تم ان کے معاون ہو، اور ان سے اپنے لئے مدد چاہو انھیں بھائی بناؤ، دنیوی برتاؤ ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا رکھو، اس سب سے منع فرماتا ہے۔ (۲؎ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت آیۃ لاتتخذوا الیھود الخ دارالکتب العربی بیروت ۱/ ۲۸۷)

تفسیر کبیر پارہ ۶ میں ہے: المراد ان اللہ تعالٰی امرالمسلم ان لایتخذالحبیب والناصر الامن المسلمین ۳؎۔ یعنی مراد آیت یہ ہے کہ اللہ تعالٰی مسلمانوں کو حکم فرماتا ہے کہ صرف مسلمانوں ہی کو اپنا دوست مددگار بنائیں۔ (۳؎ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ انما ولیکم اللہ ورسولہ الخ المطبعۃ البھیۃ المصریۃ مصر ۱۲/ ۳۰)

اسی میں ہے: یعنی لا تتخذوھم اولیاء ای لا تعتمدوا علی الاستنصار بھم ولا تتوددوا الیھم ۱؎۔ یعنی مراد آیت یہ ہے کہ کافروں کی مدد ویاری پر اعتماد نہ کرو۔ (۱؎ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) زیر آیہ لاتتخذوا الیھود الخ المطبعۃ البھیۃ المصریۃ مصر ۱۲/ ۱۶)

تفسیر ابی السعود و تفسیر فتوحات الٰہیہ میں زیر آیہ مذکورہ ہے: نھوا عن موالاتھم لقرابۃ او صداقۃ جاھلیۃ ونحوھما من اسباب المصادقۃ والمعاشرۃ وعن الاستعانۃ بھم فی الغزو وسائر الامور الدینیۃ ۲؎۔ یعنی مسلمان منع کئے گئے کافروں کی دوستی سے خواہ وہ رشتہ داری ہی ہو یا اسلام سے پہلے کا یارانہ یا کسی سبب یاری خواہ میل جول کے سبب اور منع کئے گئے اس سے کہ جہاد یا کسی

دینی کام میں کافروں سے استعانت کریں۔ (۲؎ ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) زیر آیہ لایتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۲)

آیت نمبر ۴: فان تولوا فخذوھم واقتلوھم حیث وجدتموھم ولاتتخذوامنھم ولیا ولانصیرا۳؎ اگرکافر ایمان لانے سے منہ پھیریں تو انھیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو اور ان میں کسی کو دوست نہ بناؤ نہ مددگار۔ (۳؎ القرآن الکریم ۴/ ۸۹)

اس آیہ کریمہ میں ولی کے ساتھ لفظ نصیر خود ہی صاف ارشاد ہے کہ انھیں دوست ٹھہرانا بھی حرام اور مددگار بنانا بھی حرام ہے۔

تفسیر مدارک التنزیل میں ہے: (فان تولوا)عن الایمان (فخذوھم واقتلوھم حیث وجدتموھم ولاتتخذوامنھم ولیا ولانصیر ا) وان بذلوا لکم الولایۃ والنصرۃ فلاتقبلوامنھم (الا الذین یصلون الی قوم) ویتصلون بھم والاستثناء من قولہ فخذوھم واقتلوھم دون الموالاۃ ۴؎۔ اگروہ ایمان لانے سے منہ پھیریں تو انھیں پکڑو اور جہاں پاؤمارو اور ان میں کسی کونہ دوست بناؤ نہ مددگار۔ اور اگر وہ بلامعاوضہ بھی تمھاری دوستداری ومددگاری بگھاریں جب بھی قبول نہ کرو مگر جو اہل معاہدہ سے ملے یہ پکڑنے اور قتل کرنے سے استثناء ہے نہ دوستی سے کہ وہ تو ہر کافر سے مطلقاً حرام ہے۔ (۴؎ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) زیر آیۃ ۴/ ۸۹ دارالکتب العربی بیروت ۱/ ۲۴۲)

تفسیر بیضاوی میں ہے: ای جانبوھم راسا ولاتقبلوا منھم ولایۃ ولانصرۃ ۱؎۔ یعنی ان سے بالکل دور رہو اور ان کی دوستی ومدد کچھ نہ قبول کرو۔ (۱؎ انوار التنزیل مع القرآن الکریم (بیضاوی) زیر آیہ ۴/ ۸۹ مصطفی البابی مصر ۱/ ۹۳)

تفسیر ابی السعود میں ہے: ای جانبوھم مجانبة کلیة ولاتقبلوا منھم ولایة ولانصرة ابدا ۲؎۔ یعنی کافروں سے بالکل کنارہ کش رہو اور کبھی ان کی دوستی ومدد قبول نہ کرو۔ (۲؎ ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) زیر آیہ ۴/ ۸۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۱۳)

تفسیر فتوحات الٰہیہ میں ہے: ھذا مستثنی من الاخذ والقتل اما الموالاۃ فحرام مطلقا لاتجوز بحال ۳؎۔ یہ استثناء گرفتاری وقتل سے ہے، رہی کافر سے موالات وہ تو مطلقًا حرام ہے کسی حال میں جائز نہیں۔ (۳؎ الفتوحات الٰہیہ (الشہیر بالجمل) زیر آیہ ۴/ ۸۹ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۰۹)

تفسیر خازن میں ہے: ھذا الاستثناء یرجع الی القتل لا الی الموالات لان موالاۃ الکفار والمنافقین لاتجوز بحال ۴؎۔ یہ استثناء قتل کی طرف پھرتا ہے نہ کہ موالات کی جانب، اس لئے کہ کافروں اور منافقوں سے موالات تو کسی حال میں حلال نہیں۔ (۴؎ لباب التاویل (تفسیر الخازن) زیر آیہ ۴/ ۸۹ مصطفٰی البابی مصر ۱/ ۵۷۱)

تفسیر کرخی میں ہے: استثناء من مفعول فاقتلوھم لامن قولہ ولاتتخذوا منھم ولیا ولانصیرا وان کان اقرب مذکور لان اتخاذ الولی منھم حرام بلااستثناء بخلاف قتلھم ۵؎۔ معاہدوں سے ملنے والوں کا استثناء ان سے ہے جن کی بابت حکم فرمایا تھا کہ انھیں قتل کرو، اس ارشاد سے استثناء نہیں کہ ان میں نہ کسی کو دوست بناؤ نہ مددگار اگرچہ ذکر میں یہی قریب تر ہے اس واسطے کہ کافروں سے کسی کو دوست بنانا بلااستثناء حرام ہے بخلاف ان کے قتل کے کہ اس سے معاہدین مستثنٰی ہیں۔ (۵؎ تفسیر کرخی)

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے: قال الطیبی لامن الضمیر فی ولاتتخذوا وان کان اقرب لان اتخاذ الولی منھم حرام مطلقا ۱؎۔ طیبّی نے کہا دوست یا مددگار بنانے کی ممانعت سے استثناء نہیں

اگرچہ وہ قریب تر ہے اس لئے کہ کافروں میں سے کسی کو دوست بنانا مطلقاً حرام ہے اگرچہ معاہد ہو۔ (۱)

عنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی زیر آیۃ ۴/ ۸۹ دار صادر بیروت ۳/ ۱۶۵)

اقول اس پر خود سیاق کریمہ دال کہ قتل و قتال ہی کے منع و رخصت کا ذکر ہے یونہی عموم حکم نفس استثناء کا مفاد کہ مجاہرین متصلین بالمعاہدین و معاہدین غیر جانبدار طرفین مستثنیٰ فرمائے واللہ تعالیٰ اعلم۔

استعانت بمشرکین کی تحریم پر صحیح حدیثیں :

فائدۂ ثانیہ : صحاح احادیث ناطق۔

حدیث ۱: صحیح مسلم و سنن اربعہ و مشکل الآثار امام طحاوی میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدر کو تشریف لے چلے سنگستان وبرہ میں (کہ مدینہ طیبہ سے چار میل ہے) ایک شخص جس کی جرأت و بہادری مشہور تھی حاضر ہوا، اصحاب کرام اسے دیکھ کر خوش ہوئے، اس نے عرض کی : میں اس لئے حاضر ہوا کہ حضور کے ہمراہ رکاب رہوں اور قریش سے جو مال ہاتھ لگے اس میں سے میں بھی پاؤں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : اتؤمن باللہ ورسولہ کیا تم اللہ و رسول پر ایمان رکھتا ہے؟ کہا : نہ۔ فرمایا : ''فارجع فلن نستعین بمشرک'' تو پلٹ جا ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ چاہیں گے۔ پھر حضور تشریف لے چلے جب ذوالحلیفہ پہنچے (کہ مدینہ سے چھ میل ہے) وہ پھر حاضر ہوا، صحابہ خوش ہوئے کہ واپس آیا وہی پہلی بات عرض کی اور حضور نے وہی جواب ارشاد فرمایا کہ کیا تو اللہ و رسول پر ایمان لاتا ہے؟ کہا : نہ فرمایا : ''فارجع فلن نستعین بمشرک'' واپس جا ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ لیں گے، پھر حضور تشریف لے چلے جب وادی میں پہنچے وہ پھر آیا اور صحابہ خوش ہوئے اس نے وہی عرض کی۔ حضور نے فرمایا : کیا تو اللہ و رسول پر ایمان لاتا ہے؟ عرض کی : ہاں۔ فرمایا : فنعم اذن ۱؎ ہاں اب چلو۔ (۱) صحیح مسلم کتاب الجہاد

والسیر باب کراھیۃ الاستعانۃ فی الغزو الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۸)؛(مشکل الآثار للطحاوی باب بیان مشکل ماروی فی الاستعانۃ من الکفار دارصادر بیروت ۳/ ۲۳۷)

حدیث ۲: امام احمد وامام اسحٰق بن راہویہ مسانید اور امام بخاری تاریخ اور ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف میں اور امام طحاوی مشکل الآثار اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں خبیب بن اساف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک غزوہ (عہ۱) کو تشریف لئے جاتے تھے میں اور میری قوم سے ایک شخص حاضر ہوئے میں نے عرض کی: یارسول اللہ (عہ۲)! ہمیں شرم آتی ہے کہ ہماری قوم کسی معرکہ میں جائے اور ہم نہ جائیں (یہ قوم خزرج سے تھے کہ انصار سے ایک بڑا گروہ ہے) حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم دونوں مسلمان ہوئے کہا: نہ۔ فرمایا: فانالا نستعین بالمشرکین علی المشرکین تو ہم مشرکوں سے مشرکوں پر مدد نہیں چاہتے۔ اس پر ہم دونوں اسلام لائے اور ہمراہ رکاب اقدس شریک جہاد ہوئے[۲]۔

حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ یونہی تنقیح میں اس کے رجال کی توثیق کی۔ ([۲] مشکل الآثار للطحاوی باب بیان مشکل ماروی فی الاستعانۃ من الکفار دارصادر بیروت ۳/ ۲۳۹)

عہ۱: یہ غزوہ غزوہ بدر ہے کمافی اسد الغابہ ۱۲ منہ غفرلہ

عہ۲: اقول یہ لفظ مستدرک میں ہے اور مشکل الآثار ومسند احمد میں نہیں قبل اسلام اس کا کہنا باعتبار عرف مسلمین ہوگا یایوں کہ اس وقت بھی ایقان تھا اگرچہ اذعان بعد کو ہوا ۱۲ منہ غفرلہ

حدیث ۳: امام واقدی مغازی اور امام اسحٰق بن راہویہ مسند اور امام طحاوی مشکل الآثار اور طبرانی معجم کبیر ومعجم اوسط میں ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم روز احد تشریف لے چلے جب ثنیۃ الوداع سے آگے بڑھے ایک بھاری لشکر ملاحظہ فرمایا ارشاد ہوا: یہ کون ہیں؟ عرض کی گئی:۔ یہودی بنی قینقاع قوم عبداللہ بن سلام خلفائے عبداللہ بن اُبی (یہ لفظ طحاوی ہیں اور لفظ ابن راہویہ یوں ہی عرض کی گئی یہ عبداللہ بن اُبی ہے اپنے حلیفوں کے ساتھ کہ قوم عبداللہ بن

سلام کے یہود ہیں، اور لفظ واقدی میں ہے یہ ابن اُبی کے حلیف یہودی ہیں اور لفظ طبرانی میں ہے یہ عبداللہ بن اُبی ہے چھ سو یہودیوں کے ساتھ کہ اس کے حلیف ہیں فرمایا: کیا اسلام لئے آئے؟ عرض کی: نہ۔ وہ اپنے دین پر ہیں۔ فرمایا: قل لھم فلیرجعوا فانا لانستعین بالمشرکین علی المشرکین ۱؎۔ ان سے کہہ دو لوٹ جائیں ہم مشرکوں پر مشرکوں سے مدد نہیں لیتے۔ (۱؎ مشکل الآثار للطحاوی باب بیان مشکل ماروی فی الاستعانۃ من الکفار دار صادر بیروت ۳/ ۲۴۱)

اقول یہ حدیث بھی حسن صحیح ہے مسند امام اسحٰق میں اس کی سند یوں ہے: اخبرنا الفضل بن موسٰی عن محمد بن عمرو بن علقمۃ عن سعد بن المنذر عن ابی حمید الساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ ۲؎۔ ہمیں خبر دی فضل بن موسی نے محمد بن عمرو بن علقمہ سے انھوں نے سعد بن منذر سے انھوں نے ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ (۲؎ نصب الرایہ بحوالہ اسحاق بن راہویہ فی مسندہ کتاب السیر کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۳/ ۴۲۳)

فضل بن موسٰی و محمد بن عمرو بن علقمہ دونوں رجال جمیع صحاح ستہ سے ہیں ثقہ ثبت وصدوق اور یہ سعد بن منذر بن ابی حمید الساعدی ہیں کما فی مشکل الآثار، ابن حبان نے انھیں ثقات میں ذکر کیا، تقریب میں کہا مقبول ہیں۔

تہذیب التہذیب میں ہے: روی عن جدہ وحمزۃ بن ابی اسید وعنہ محمد بن عمرو بن علقمۃ وعبدالرحمٰن بن سلیمن بن الغسیل ذکرہ ابن حبان فی الثقات ۳؎۔ انھوں نے اپنے دادا حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حمزہ بن اسید سے علم حاصل کیا اور ان سے محمد بن عمرو بن عقلمہ اور عبدالرحمٰن بن سلیمٰن ابن حضرت غسیل الملائکہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ابن حبان نے انھیں ثقات میں ذکر کیا۔ (۳؎ تہذیب التہذیب ترجمہ ۸۹۹ سعد بن منذر دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن ۳/ ۴۸۳)

لاجرم زرقانی علی المواہب میں ہے:قدروی الطبرانی فی الکبیر والاوسط برجال ثقات عن ابی حمید الساعدی الحدیث (عہ) ۴؎۔یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر و معجم اوسط میں بہ سند صحیح ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔ (۴؎ شرح الزرقانی علی المواہب المقصدا لاول غزوہ احد دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۲۵)

عہ:یہ طبرانی نے معجم کبیر و معجم اوسط میں بہ سند صحیح ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۴ : عبد بن حمید وابویعلی وابناء جریر ومنذر وابی حاتم اور بیہقی شعب الایمان میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: لاتستضیئوا بنار المشرکین ۱؎۔ مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو۔ (۱؎ شعب الایمان حدیث ۹۳۷۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۷/ ۴۰)

امام حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کے معنی پوچھے گئے، فرمایا: لاتستشیروا المشرکین فی شیئ من امورکم قال الحسن وتصدیق ذٰلک فی کتاب اللہ یاایھا الذین لاتتخذوابطانۃ من دونکم لایالونکم خبالا ۲؎۔ارشاد حدیث کے یہ معنٰی ہیں کہ مشرکوں سے اپنے کسی معاملہ میں مشورہ نہ لو، پھر فرمایا اس کی تصدیق خود کلام اللہ میں موجود ہے کہ فرمایا اے ایمان والو! غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمھاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے۔ (۲؎ شعب الایمان حدیث ۹۳۷۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۷/ ۴۰)

اقول یہ حدیث بھی اصول حنفیّہ کرام پر حسن ہے، طبری کے یہاں اس کی سند یہ ہے: حدثنا ابوکریب ویعقوب بن ابراہیم قالا حدثنا ھشیم اخبرنا العوام بن حوشب عن الازہر بن راشد عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ ۳؎۔ابوکریب اور یعقوب بن ابراہیم نے ہمیں حدیث بیان کی اور کہا ہمیں ہشیم نے انھوں نے کہا ہمیں عوام بن حوشب نے ازہر بن راشد سے

انھوں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔ (ت) (۳؎ جامع البیان (تفسیر ابن جریر) زیر آیہ لاتتخذوا بطانۃ الخ المطبعۃ المیمنیہ مصر ۴/ ۳۸)

ابو کریب سے عوام بن حوشب تک سب اجلہ مشاہیر ثقہ عدول، رجال جملہ صحاح ستہ سے ہیں اور ازہر بن راشد رجال سنن نسائی و تابعین سے ہیں ان پر کسی (عہ) امام معتمد سے کوئی جرح ثابت نہیں اور یہ کہ ان سے راوی صرف عوام بن حوشب ہیں جس کی بناء پر تقریب میں حسب اصطلاح محدثین نے مجہول کہا ہمارے نزدیک اصلا جرح نہیں خصوصا تابعین میں، عہ: اماتضعیف ابن معین فلازہر بن راشد الکاھلی لافی ھذا البصری الراوی عن انس وقد فرق بینھما ابن معین فضعف الکاھلی لاھذا کما بینہ الحافظ المزی فی تھذیبہ والحافظ العسقلانی فی تقریبہ واما قول الازدی منکر الحدیث فالازدی نفسہ مجروح ضعیف بشدید التعنت فی الرجال معروف ثم قولہ منکر الحدیث جرح مبھم غیر مفسر کما نصوا علیہ ۱۲ منہ غفرلہ۔ لیکن ابن معین نے ضعیف کہا ہے تو ازہر بن راشد کاہلی کو کہا ہے اس بصری راشد کو جو انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ہے کی بابت نہیں کہا، ابن معین نے دونوں میں فرق کرتے ہوئے کاہلی کو ضعیف کہا ہے اس کو نہیں جیسا کہ حافظ مزی نے اپنی تہذیب میں اور حافظ عسقلانی نے اپنی تقریب میں بیان کیا ہے لیکن ازدی کا اس کو منکر الحدیث کہنا معتبر نہیں اس لئے کہ ازدی خود مجروح، ضعیف اور رجال حدیث پر طعن کرنیوالا مشہور ہے پھر منکر الحدیث کہنا یہ غیر واضح مبہم جرح ہے جیسا کہ علماء نقد نے تصریح کی ہے ۱۲منہ غفرلہ (ت)

مسلم الثبوت میں ہے: لاجرح بان لہ راویا واحدا وھو مجھول العین ۱؎۔ (ملتقطا) یہ کوئی جرح کی بات نہیں کہ اس سے ایک ہی شخص نے روایت کی یا اسے مجہول العین کہتے ہیں۔ (۱؎ مسلم الثبوت مسئلۃ معرف العدالۃ الشہرۃ مطبع انصاری دہلی ص ۱۹۲)

فواتح الرحموت میں ہے: وقیل لایقبل عندالمحدثین وھو تحکم ۲؎۔ اور بعض نے کہا ایسا راوی محدثین کے نزدیک مقبول نہیں اور یہ نری زبردستی ہے۔ (۲؎ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بذیل المستصفی مسئلہ مجہول الحال منشورات الشریف الرضی قم ایران ۲/ ۱۴۹)

فصول البدائع میں ہے: العدالۃ فیما بین رواۃ الحدیث ھی الاصل ببرکتہ وھو الغالب بینھم فی الواقع کما نشاھدہ فلذا قبلنا مجھول القرون الثلثۃ فی الروایۃ ۳؎۔ راویان حدیث میں حدیث کی برکت سے عدالت ہی اصل ہے اور مشاہدہ شاہد کہ واقع میں ثقہ ہونا ہی ان میں غالب ہے اس لئے قرون ثلثہ کے مجہول کی روایت ہمارے ائمہ قبول کرتے ہیں۔ (۳؎ فصول البدائع)

بعض روایات کہ استعانت میں پیش کی جاتی ہیں ان کا حال:

فائدہ ثالثہ: بعض روایات کہ ان احادیث صحیحہ بلکہ آیات صریحہ کے مقابل پیش کی جاتی ہیں ان میں کوئی صحیح ومفید مدعائے مخالف نہیں۔ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں انھیں ذکر کرکے فرمایا: ولاشک ان ھذہ لاتقاوم احادیث المنع فی القوۃ فکیف تعارضھا ۱؎۔ کوئی شک نہیں کہ یہ روایتیں قوت میں احادیث منع کو نہیں پہنچتیں تو کیونکر انکے معارض ہو سکتی ہیں۔ (۱؎ فتح القدیر کتاب السیر فصل فی کیفیۃ القسمۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۲۴۳)

خود ابو بکر حازمی شافعی نے کتاب الاعتبار میں حدیث صحیح مسلم دربارہ ممانعت روایت کرکے کہا: وما یعارضہ لایوازیہ فی الصحۃ والثبوت فتعذرادعاء النسخ ۲؎۔ اور اس کا خلاف جن روایتوں میں آیا ہے وہ صحت وثبوت میں ان کے برابر نہیں تو ممانعت استعانت کو منسوخ ماننے کا ادعا نا ممکن ہے۔ (۲؎ نصب الرایۃ بحوالہ الحازمی فی کتاب الناسخ والمنسوخ فصل فی کیفیۃ القسمۃ کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۳/ ۴۲۴)

یہ اجمالی جواب بس ہے، اور مجمل کی تفصیل یہ کہ یہاں دو واقعے پیش کئے جاتے ہیں جن سے احادیث منع کو منسوخ بتاتے ہیں کہ وہ واقعہ بدر واُحد ہیں اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غزوہ خیبر میں کہ ان

کے کئی برس بعد ہے بعض یہود بنی قینقاع سے یہود خیبر پر استعانت فرمائی پھر سنہ ۸ ہجری غزوہ حنین میں صفوان بن امیہ سے اور وہ اس وقت مشرک تھے تو اگر ان پہلے واقعات میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مشرک یا مشرکوں کو رد فرمانا اس بناء پر تھا کہ حضور کو رد قبول کا اختیار تھا جب تو حدیثوں میں کوئی مخالفت ہی نہیں اور اگر اس وجہ سے تھا کہ مشرک سے استعانت ناجائز تھی تو ظاہر ہے کہ بعد کی حدیث نے ان کو منسوخ کردیا یہ تمام وکمال کلام امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے کہ ان سے فتح اور فتح سے ردالمحتار میں نقل کیا اور ناوافقوں نے نہ سمجھا یہ بعینہٖ کتاب الاعتبار حازمی شافعی میں امام شافعی سے مروی ہے: حیث قال قرأت علی روح بن بدر اخبرک احمد بن محمدبن احمد فی کتابه عن ابی سعید الصیر فی اخبرنا ابوالعباس انا الربیع انا الشافعی قال الذی روی مالک کماروی رد رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم مشرکا ومشرکین فی غزوۃ بدروابی ان یستعین الابمسلم ثم استعان رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم بعد بدر فی غزوۃ خبیر بیهود من بنی قینقاع کانوا اشداء واستعان رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فی غزوۃ حنین سنة ثمان بصفوان بن امیة وهو مشرک فالرد الاول ان کان بان له الخیاربان یستعین بمشرک وان یرده "کما له ردالمسلم" من معنی مخافة اولشدۃ به فلیس واحد من الحدیثین مخالفا للاخروان کان رده لانه لم یر ان یستعین بمشرک فقد نسخه مابعده من استعانته بالمشرکین اذا خرجوا طوعا ویرضخ لهم ولایسهم لهم ولا یثبت عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم انه اسهم لهم انتهی اھ۔ میں نے روح بن بدر پر پڑھا کہ آپ کو احمد بن محمد بن احمد نے اپنی کتاب میں ابو سعید صیرفی سے خبر دی کہ انھوں نے کہا ہمیں ابوالعباس نے خبر دی کہ ہمیں ربیع نے خبر دی کہ ہمیں امام شافعی نے خبر دی کہ وہ جو امام مالک نے روایت فرمایا وہ ویسا ہی ہے جیسا انھوں نے روایت فرمایا، غزوہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مشرک اور دو مشرکوں کو واپس فرمادیا اور غیر مسلم سے استعانت کرنا قبول نہ فرمایا، پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے

بعد غزوہ خیبر میں بنی قینقاع کے کچھ یہودیوں سے کام لیا کہ زورآور تھے اور سنہ ۸ ہجری غزوہ حنین میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ سے جس وقت میں کہ وہ مشرک تھے کچھ امداد لی تو پہلا رد فرمادینا اگر اس بناپر تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ کسی مشرک سے کام لیں یا اسے واپس فرمادیں جیسا کہ انھیں مسلمان کے واپس فرمادینے کا اختیار ہے اس پر کسی خوف یا مشقت کے باعث، جب تو حدیثوں میں باہم کچھ اختلافات ہی نہیں اور اگر وہ واپس فرمادینا اس بناء پر تھا کہ حضور نے مشرک سے مدد لینا ناجائز جانا تو بعد کے واقعہ نے کہ مشرکوں سے کام لیا اسے منسوخ کردیا اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ مشرکوں سے لڑنے میں مشرکوں سے مدد لے جبکہ وہ اپنی خوشی سے لڑنے کو چلیں اور غنیمت میں سے انھیں کچھ تھوڑا سا دیا جائے پورا حصہ نہ دیا جائے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت نہیں کہ حضور نے انھیں پورا حصہ دیا ہو انتہی (یہ تمام کلام امام شافعی کا ہے)۔ (۱؎ نصب الرایۃ بحوالہ الحازمی فی کتاب الناسخ والمنسوخ فصل فی کیفیۃ القسمۃ کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۳/ ۴۲۴)

اس کے بعد جو فقرہ فتح میں ہے وہ بھی زیر قال الشافعی داخل، اور انھیں کا قول ہے جسے بیہقی شافعی نے ان سے روایت کیا۔ نصب الرایہ میں ہے: قال الشافعی ولعله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم انما رد المشرک الذی رده فی غزوۃ بدر رجاء اسلامه وقال وذٰلک واسع للامام ان یرد المشرک اویاذن له انتہی وکلام الشافعی کله نقله البیهقی عنه ۱؎۔ امام شافعی نے فرمایا کہ وہ مشرک جسے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں واپس فرمایا تھا شاید یہ اس امید کی بناپر ہو کہ وہ اسلام لے آئے گا اور امام شافعی نے کہا سلطان اسلام کو گنجائش ہے چاہے مشرک کو واپس کردے یا اجازت دے انتہی اور امام شافعی کا یہ سارا کلام بیہقی نے ان سے روایت کیا۔ (۱؎ نصب الرایۃ کتاب التفسیر فصل فی کیفیۃ القسمۃ کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۳/ ۴۲۴)

یہود سے استعانت کے پانچ جواب:

واقعہ یہود بنی قینقاع کا جواب تو واضح ہے جو محقق علی الاطلاق اور خود حازمی شافعی نے ذکر کیا کہ وہ روایت کیا اس قابل ہے کہ احادیث صحیحہ کے سامنے پیش کی جائے اس کا مخرج الحسن بن عمارۃ عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس ہے قطع نظر انقطاع سے کہ حاکم نے مقسم سے صرف چار حدیثیں سنیں جن میں یہ نہیں، اور امام شافعی کے نزدیک منقطع مردود ہے، حسن بن عمارہ متروک ہے کما فی التقریب، اور مرسل زہری مروی جامع الترمذی و مراسیل ابی داؤد ایک تو مرسل کہ امام شافعی کے یہاں مہمل اقول اور سند مراسیل میں ایک انقطاع حیوۃ بن شریح و زہری کے درمیان ہے، تہذیب التہذیب میں امام احمد سے ہے: لم یسمع حیوۃ من الزہری ۲۔ حیوۃ نے زہری سے کوئی حدیث نہ سنی۔ (۲)

(۲) تہذیب التہذیب ترجمہ ۱۳۵ حیوۃ بن شریح دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن بھارت ۳/ ۷۰)

دوسرے مرسل بھی زہری کا جسے محدثین پابر ہوا کہتے ہیں تیسرے ضعیف بھی کمافی الفتح (جیسا کہ فتح میں ہے۔ت) یونہی بیہقی نے کہا: اسنادہ ضعیف ومنقطع ۳۔ اس کی سند ضعیف اور بیچ میں کٹی ہوئی ہے۔ (۳ نصب الرایۃ بحوالہ البیہقی کتاب السیر فصل فی کیفیۃ القسمۃ المکتبۃ الاسلامیہ ریاض ۳/ ۴۲۲)

نصب الرایہ میں ہے: انہا ضعیفۃ ۴۔ یہ سب روایتیں ضعیف ہیں۔ (۴ نصب الرایۃ بحوالہ البیہقی کتاب السیر فصل فی کیفیۃ القسمۃ المکتبۃ الاسلامیہ ریاض ۳/ ۴۲۳)

اقول اور کچھ نہ ہو اس میں یہ تو ہے کہ: اسہم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لقوم من الیہود قاتلوا معہ ۱۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان یہودیوں کو جنھوں نے ہمراہ رکاب اقدس قتال کیا تھا حصہ عطا فرمایا۔ (۱ نصب الروایۃ کتاب السیر فصل فی کیفیۃ القسمۃ کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۳/ ۴۲۲)

اس سے استعانت کہاں ثابت، ممکن کہ انھوں نے بطور خود قتال کیا ہو، اور پانچواں جواب امام طحاوی سے آتا ہے کہ سرے سے قاطع استناد ہے۔

صفوان بن امیہ سے استعانت کے روشن جواب:

رہا قصہ صفوان رضی اللہ تعالٰی عنہ ان کا قبل از اسلام غزوہ حنین شریف میں ہمراہ رکاب اقدس ہونا ضرور ثابت ہے مگر ہرگز نہ ان سے قتال منقول نہ یہی کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے قتال کو فرمایا ہو صرف اس قدر ہے کہ سوزرہ خود بکتر اور ایک روایت میں چار سو ان سے عاریۃً لئے اور وہ بطمع پرورش سرکار عالم مدار کہ مؤلفۃ القلوب سے تھے ہمراہ لشکر ظفر پیکر ہولئے ان کی مراد بھی پوری ہوئی اور اسلام بھی پختہ راسخ ہوگیا سرکار اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غنائم سے اتنا عطا فرمایا اتنا عطا فرمایا کہ یہ بے اختیار کہہ اٹھے: واللہ ماطابت بھذا الا نفس نبی ۲؎۔ خدا کی قسم اتنی عطائیں خوش دلی سے دینا نبی کے سوا کسی کا کام نہیں۔ (۲؎ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ باب ص ف ترجمہ ۴۰۷۳ دار صادر بیروت ۲/ ۱۸۷)

اشھدان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

امام ابن سعد طبقات پھر حافظ الشان عسقلانی اصابہ فی تمییز الصحابہ میں انہی صفوان رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نسبت فرماتے ہیں: لم یبلغنا انہ غزا مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۳؎۔ ہمیں روایت نہ پہنچی کہ انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسل کی ہمراہی میں جہاد کیا ہو۔ (۳؎ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ باب ص ف ترجمہ ۴۰۷۳ دار صادر بیروت ۲/ ۱۸۸)

امام طحاوی مشکل الآثار میں فرماتے ہیں:- صفوان کان معہ لاباستعانتہ ایاہ منہ فی ذٰلک ففی ھذا مایدل علی انہ انما امتنع من الاستعانۃ بہ وبامثالہ ولم یمنعھم من القتال معہ باختیارھم لذلک ۱؎۔ یعنی صفوان خود ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ ہولئے تھے حضور نے ان سے استعانت نہ فرمائی، اس میں دلیل ہے اس پر کہ حضور مشرکوں سے استعانت سے باز رہتے تھے اور وہ اپنے اختیار سے ہمراہی میں لڑیں تو اس میں منع نہ فرماتے تھے۔ (۱؎ مشکل الآثار للطحاوی باب بیان مشکل ماروی فی الاستعانۃ من الکفار دار صادر بیروت ۳/ ۲۳۹)

اسی میں ہے: حدثنا ابوامیة قال حدثناء بشربن عمرالزہرانی قال قلت لما لک الیس ابن شہاب کان یحدث ان صفوان بن امیة سارمع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فشہد حنینا والطائف وھو کافر قال بلی ولکن ھو سارمع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولم یأمرہ رسول اللہ صلی للہ تعالٰی علیہ وسلم بذٰلک ۲؎۔ ہم سے ابوامیہ نے حدیث بیان کی کہ ہم سے بشر بن عمر زاہرانی نے حدیث بیان کی کہ میں نے امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے گزارش کی کیا زہری یہ حدیث بیان نہ کرتے تھے کہ صفوان بن امیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس چل کر حنین وطائف کے غزووں میں بحالت کفر حاضر ہوئے' فرمایا ہاں مگر وہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہمرکاب ہولئے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے نہ فرمایا تھا۔ (۲؎ مشکل الآثار للطحاوی باب بیان مشکل ماروی فی الاستعانة من الکفار دار صادر بیروت ۳/ ۲۳۷)

علامہ جلال الدین ابوالمحاسن یوسف حنفی معتصر میں فرماتے ہیں: لامخالفة بین حدیث صفوان و بین قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لانستعین بمشرک لان صفوان قتالہ کان باختیارہ دون ان یستعین بہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وان الاستعانة بالمشرک غیر جائزة لکن تخلیتہم للقتال جائزة لقولہ تعالٰی لاتتخذوا بطانة من دونکم والاستعانة اتخاذ بطانة وقتالہم دون استعانة بخلاف ذٰلک ۱؎۔ (مختصرا) یعنی حدیث صفوان اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس ارشاد میں کہ ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیتے کچھ مخالفت نہیں کہ صفوان کا قتال کو جانا اپنے اختیار سے تھا' نہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے استعانت فرمائی ہے مشرک سے استعانت حرام ہے لیکن وہ خود لڑیں تو لڑنے دینا جائز ہے اس لئے کہ رب عزوجل نے فرمایا غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ مشرک سے استعانت کرنا اسے رازدار بنانا ہے اور بلا استعانت خود اس کے لڑنے میں یہ بات نہیں۔ (مختصرا) (۱؎ المعتصر من المختصر "فی الاستعانة بالمشرک" دائرۃ المعارف العثمانیة حیدرآباد دکن ۱/ ۲۲۹)

استعانت جائز ہے تو صرف ذمی سے ہے حربی سے مطلقاً حرام:

فائدہ رابعہ: اقول یہ مسئلہ کہ ذمی اگر مسلمانوں کے ہمراہ قتال کرے یا راستہ بتائے تو سلطان اسے غنیمت سے کچھ عطا فرمائے جو مسلمانوں کے حصہ سے کم ہو اور راہ بتانے میں بقدر اجرت تمام متون مثل ہدایہ ووقایہ وتحفۃ الفقہاء وکنز ووافی ومختار واصلاح وغرر وملتقی وتنویر اور ان کے سوا جن جن کتب میں اس کا ذکر ہے جیسے خزانۃ المفتین واشباہ والنظائر وغیرہا سب میں ذمی کے ساتھ مقید ہے حتی کہ علامہ محمد بن عبدالرحمٰن دمشقی نے رحمۃ الامہ اور امام عبدالوہاب شعرانی نے میزان الشریعہ میں اسے ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے اسی قید کے ساتھ ذکر کیا،

رحمۃ الامہ کی عبارت یہ ہے: اتفقوا علی ان من حضرالغنیمۃ من مملوک اوامرأۃ اوصبی اوذمی فلہم الرضخ ۲؎۔ علماء کا اتفاق ہے کہ غلام یا عورت یا لڑکا یا ذمی جو غنیمت میں حاضر ہو تو انھیں کچھ دیا جائے گا پورا حصہ نہیں۔ (۲؎ رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ کتاب السیر فصل اختلاف الائمۃ ھل یملک الکفار الخ مطابع قطر الوطنیۃ قطر ص ۳۸۷)

بعض شراح نے اسی سے مسئلہ استعانت استنباط کیا، فتوائے شائع کردہ لیڈری نے درمختار کی یہ عبارت تو نقل کی: مفادہ جواز الاستعانۃ بالکافر عند الحاجۃ ۳؎۔ اس سے سمجھا گیا کہ حاجت کے وقت کافر سے مدد لینی جائز ہے۔ (۳؎ الدرالمختار فصل فی کیفیۃ القسمۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۴۳)

اور متن کی عبارت چھوڑ دی جو ضمیر مفادہ کا مرجع بتاتی کہ یہ کاہے کا مفاد ہے وہ عبارت یہ ہے: لالعبد وصبی وامرأۃ وذمی ورضخ لہم اذاباشرواالقتال اوکانت المرأۃ تقوم بمصالح المرضی اودل الذمی علی الطریق ۱؎۔ غلام اور لڑکے اور عورت اور ذمی کے لئے غنیمت کا حصہ نہیں ہاں کچھ دیا جائے گا اگر لڑیں یا عورت مریضوں کی تیمار داری کرے یا ذمی راستہ بتائے۔ (۱؎ الدرالمختار فصل فی کیفیۃ القسمۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۴۳)

اس کے متصل بلا فصل درمختار کی وہ عبارت ہے تو کافر سے مطلقاً وہی مراد جو متن میں مذکور ہے یعنی ذمی کہ حربی ہرگز اس کے معنی میں نہیں جس کے سبب بدلیل الولیت یا مساوات تعمیم کرلی جائے اس کی نظیر ابھی عبارت قدوری وہدایہ سے گزری جن میں لفظ کافر تھا اور تمام اکابر نے تصریح فرمادی کہ کافر سے مراد ذمی ہے۔

ذمی میں بھی خاص کتابی سے استعانت جائز ہے مشرک سے مطلقاً حرام ہے:

فائدہ خامسہ: امام اجل زینت حنفیت سیدنا احمد طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں اور تخصیص فرمائی اور اسی کو حضرت سیدنا امام اعظم وجملہ ائمہ حنفیہ کا مذہب بتایا کہ مسئلہ استعانت کاکتابی سے خاص ہے' جہاد میں وقت حاجت دبے ہوئے یہودی یا نصرانی سے مدد لے سکتے ہیں مشرک سے اصلا جائز نہیں مشکل الآثار میں استعانت بمشرک سے ممانعت کی حدیثیں روایت فرمائیں پھر استعانت بہ یہود کی حدیث اعتراضاً وارد کی پھر اس سے جواب میں فرمایا: لیس فی ذٰلک مایخالف شیئا مما رویناہ فی ھذاالباب لان الیھود لیسوامن المشرکین الذین قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الاثار الاول انہ لانستعین بھم اولئک عبدۃ الاوثاب وھؤلاء اھل الکتب والغلبۃ لنا لانا الاعلون علیھم وھم اتباع لنا وھکذا حکمھم الاٰن عند کثیر من اھل العلم منھم ابوحنیفۃ واصحابہ رضی اللہ تعالٰی عنھم یقولون لاباس بالاستعانۃ باھل الکتاب فی قتال من سواھم اذا کان حکمنا ھوالغالب ویکرھون ذٰلک اذاکان احکامنا بخلاف ذٰلک ونعوذ باللہ من تلک الحال ا ۔ وہ حدیثیں کہ اس باب میں ہم نے ذکر کیں یہ روایت ان سے کچھ مخالفت نہیں رکھتی اس لئے کہ یہود مشرک نہیں ہیں جن کے بارے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگلی حدیثوں میں فرمایا کہ ہم ان سے استعانت نہیں کرتے وہ بت پرست ہیں اور یہ کتابی ہیں اور یہ غلبہ ان پر ہمیں کو ہے کہ ہمیں ان پر بالادست ہیں اور وہ ہمارے تابع ہیں اور اب بھی اکثر علماء کے نزدیک ان کا یہی حکم ہے از انجملہ امام ابوحنیفہ اور ان کے

اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہ فرماتے ہیں کہ غیر کتابی کے مقابلہ میں کتابیوں سے مدد لینے میں حرج نہیں جبکہ ہمارا ہی حکم غالب ہو اور کتابیوں سے بھی مدد لینے کو ناجائز رکھتے ہیں جبکہ حالت اس کے خلاف ہو یعنی وہ ہمارے تابع و پیرو نہ ہوں اور اس حالت سے اللہ کی پناہ۔ (۱؎ مشکل الآثار للطحاوی باب بیان مشکل ماوری فی الاستعانۃ من الکفار دار صادر بیروت ۳/ ۲۴۰)

معتصر علامہ یوسف حنفی میں ہے: الممتنع الاستعانة بالمشرک والیهود لیسوا من المشرکین هکذا حکمهم عند ابی حنیفة واصحابه اذاکان حکمنا هوالغالب بخلاف ماذا لم یکن غالبا نعوذ بالله ۲؎ (ملتقطا) مشرک سے استعانت ناجائز ہے اور یہود مشرک نہیں امام اعظم اور ان کے تلامذہ کے نزدیک یہی حکم ہے جبکہ ہمارا ہی حکم غالب ہو بخلاف اس کے کہ معاذاللہ ہمارا حکم ان پر غالب نہ ہو۔ (ملتقطا) (۲؎ المعتصر من المختصر فی الاستعانۃ بالمشرک دائرۃ المعارف العثمانیۃ حیدرآباد دکن ۱/ ۲۲۹)

تحقیق مقام استعانت کے اقسام اور ان کے احکام

فائدہ سادسہ: اقول تحقیق مقام بتوفیق منعام یہ ہے کہ یہاں استعانت کی تین حالتیں ہیں: التجا، اعتماد، استخدام

التجا: یہ کہ قلیل گروہ اپنے کو ضعیف وکمزور یا عاجز پا کر کثیر و قوی و طاقتور جتھے کی پناہ لے اپنا کام بنانے کے لئے اس کا دامن پکڑے یہ بداہۃً اپنے آپ کو ان کے ہاتھ میں دینا ہوگا اور انھیں خواہی نخواہی ان کے اشارے پر چلنا ان کی پس روی کرنی پڑے گی۔

اعتماد (عہ): یہ کہ گروہ مساوی سے یارانہ گانٹھیں انھیں اپنا یاور و یار و معین ومددگار بنائیں ان کی مدد وموافقت سے اپنے لئے غلبہ وعزت وکامیابی چاہیں یہ اگرچہ اپنے آپ کو ان کے رحم پر چھوڑ دینا نہیں

مگر ان کی ہمدردی و خیر و خواہی پر اعتماد یقینا ہے کوئی عاقل خون کے پیاسے دشمن بدخواہ کو معین و ناصر نہ بنائے گا' یہاں مساوات کے یہی معنی نہیں کہ ہر طرح قوت میں ہمارا ہم سنگ ہو بلکہ خود سر گروہ کہ ہمارے ہاتھ میں مجبور نہیں اور ہمارے ساتھ اظہار بدخواہی کر سکتا ہے اسی شق میں ہے کہ باوصف خود سری اسے ناصر بنانا بے اعتماد نہ ہو گا۔ **یہ دونوں صورتیں کفار کے ساتھ یقینا قطعاً نصوص قطعیہ قرآنیہ سے حرام قطعی ہیں جن کی تحریم کو پہلی اور دوسری دوہی آیتیں کافی ووافی ہیں ہرگز کوئی مسلمان انھیں حلال نہیں کہہ سکتا۔**

ع:اعتماد ہر استعانت میں ہے اور یہاں یہ مراد کہ صرف اعتماد ہے استیلاء نہ ان کا نہ اپنا ۲ امنہ غفرلہ

استخدام: یہ کہ کافر ہم سے دبا ہوا اس کی چٹیا ہمارے ہاتھ میں ہو کسی طرح ہمارے خلاف پر قادر نہ ہو' وہ اگرچہ اپنے کفر کے باعث یقینا ہمارا بدخواہ ہو گا مگر بے دست و پا ہے ہم سے خوف و طمع رکھتا ہے خوف شدید کے باعث اظہار بدخواہی نہ کر سکے گا بلکہ طمع کے سبب مسلمان کے بارے میں نیک رائے ہو گا

الحمدللہ! یہ تقریر غفرلہ القدیر نے تفقهاً لکھی تھی پھر امام شمس الائمہ سرخسی کی شرح سیر صغیر امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ دیکھی عظیم و جلیل تائید ملی' فائدہ خامسہ میں امام طحاوی وعلامہ یوسف حنفی کی عبارتیں سن چکے کہ جواز اس وقت ہے جب ہمارا ہی حکم غالب ہو اور امام ابو جعفر کا ارشاد کہ ہمیں بلند و بالا ہوں اور وہ ہمارے تابع' بعینہٖ یہی شرط سیر صغر میں کہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے امام محمد نے سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ فرمایا: سالته عن المسلمین یستعینون باھل الشرک علی اھل الحرب، قال لاباس بذٰلک اذا کان حکم الاسلام ھوالظاھر الغالب ۱ھ۔ میں نے عرض کی کہ مسلمان اگر حربیوں پر مشرکوں سے مدد لیں تو کیسا ہے فرمایا مضائقہ نہیں بشرطیکہ اسلام ہی کا حکم روشن وزبردست ہو۔(۱؎ المبسوط للسرخسی باب آخر فی الغنیمۃ دارالمعرفۃ بیروت ۱۰/ ۱۳۸)

مشرکوں سے ذمی مراد ہیں کہ اس سے دوورق پہلے فرمایا: لاباس بان یستعین اھل العدل بقوم من اھل البغی واھل الذمۃ علی الخوارج اذاکان حکم اہل العدل ظاھرا ۲؎۔ اہل عدل کا باغیوں اور ذمیوں سے خوارج کے خلاف مدد لینے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اہل عدل کا حکم غالب ہو۔ (ت) (۲؎ المبسوط للسرخسی باب الخوارج دارالمعرفۃ بیروت ۱۰/ ۱۳۴)

یہاں تو استخدام بتایا تھا مگر اس کی تعلیل وہ فرمائی جس نے استخدام کی پوری تصویر بھی کھینچ دی اور اس کی نوعیت بھی بتادی کہ کس طرح کا استخدام ہو۔

کافر کو کتّا بناکر استعانت جائز ہے جب وہ ہمارے ہاتھ میں کتے کی طرح مسخر ہو۔ ارشاد ہوا: لان قتالھم بھذہ الصفۃ لاعزاز الدین والاستعانۃ علیھم باھل الشرک کالاستعانۃ بالکلاب ۱؎۔ دو ورق پہلے فرمایا: والاستعانۃ باھل الذمۃ کالاستعانۃ بالکلاب ۲؎۔ (یعنی اس لیے کہ جب وہ اس حالت پر ہوں تو ان کا لڑنا ہمارے ہی دین کے اعزاز کو ہوگا اور حربیوں پر ان ذمی مشرکوں سے استعانت ایسی ہوگی جیسے شکار میں کتوں سے مدد لیتے ہیں دوسرے یہ کہ وہ ہمارے ہاتھ میں کتوں کی طرح مسخر ہوں کہ ان کا فعل ہمارے ہی لئے ہو ہمارے ہی دین کے اعزاز کے واسطے ہو) (۱؎ المبسوط للسرخسی باب آخر فی الغنیمۃ دارالمعرفۃ بیروت ۱۰/ ۱۳۸)؛ (۲؎ المبسوط للسرخسی کتاب السیر ۱۰/ ۲۳ باب الخوارج دارالمعرفۃ بیروت ۱۰/ ۱۳۴)

کتے سے شکار میں استعانت کب جائز ہوتی ہے جبکہ وہ وقت شکار سارا کام ہمارے ہی لئے کرے اس میں سے اپنے واسطے کچھ نہ کرے اگر شکار مارا اور ماشہ بھر اس کا گوشت کھالیا شکار حرام ہے، تو استخدام بتایا اور وہ بھی سب سے ذلیل تر یعنی جیسے کتے سے خدمت لیتے ہیں اور شرط فرمادی کہ وہ خودسری سے یکسر نکل کر محض ہمارے لئے آلہ بن گئے ہوں یہ نہ ہوگا مگر اسی صورت میں کہ ہم نے منقح کی واللہ الحمد۔

ذلیل و قلیل کافروں سے استعانت کی اجازت ہوگی نہ کہ انبوہ کثیر سے:

اقول اور اس کے لئے ضرور ہے کہ وہ معدودے چند ذلیل قلیل ہوں کہ بڑا گروہ ہوا تو ممکن کہ میدان میں پہنچ کر کافروں کا لشکر دیکھ کر شرارت پر آئے اور پھن دکھائے ممکن کہ یہی حکمت ہو کہ روز احد چھ سو یہود کو واپس فرمادیا کہ یہ بڑا جتھا ہوا خصوصا اس حالت میں کہ مسلمان صرف سات سو اور مغلطائی کی روایت میں چھ ہی سو تھے اور غزوہ خیبر میں حسب (عہ) روایت واقدی صرف دس یہود کو ہمراہی کا حکم فرمایا کہ مسلمان ایک ہزار چار سو تھے اور غزوہ حنین میں تو صفوان جیسے ستر اسی بھی مان لیجئے تو کچھ نہ تھے کہ الٰہی لشکر بارہ ہزار تھا جس کی کثرت کا ذکر خود قرآن عظیم میں ہے اسی طرف اشارہ ہے کہ ہمارے علماء ان مسائل میں ذمی و کافر بصیغہ مفرد لکھتے ہیں نہ بصیغہ جمع۔ عہ: اخرج الواقدی فی مغازیہ عن حرام بن سعد بن محیصہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعشرۃ من یھود المدینۃ غزا بھم الی خیبر ۲؎ ۱۲ منہ غفرلہ

واقدی نے اپنے مغازی میں حرام بن سعد بن محیصہ سے راوی کہ انھوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ کے دس یہود کو غزوہ خیبر میں ہمراہ لے گئے ۱۲ منہ غفرلہ (ت) (۲؎ کتاب المغازی للواقدی غزوہ خیبر منشورات موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت ۲/ ۶۸۴)

استخدام کی چار صورتیں اور ان کے احکام کافر کو راز دار بنانا مطلقا حرام ہے:

اب چار صورتیں ہیں:-

اول اس سے ایسی استعانت جس میں وہ ہمارا راز دار و دخیل کار بنے یہ مطلقا حرام ہے جس کے لئے پہلی آیہ کریمہ بس ہے، نیز فرماتا ہے جل وعلا: **ام حسبتم ان تترکوا ولمایعلم الذین جاھدوا منکم ولم یتخذوا من دون اللہ ولارسولہ ولا المؤمنین ولیجۃ ط واللہ خبیر بما تعملون**

۱؎ o کیا اس گھمنڈ میں ہو کہ یونہی چھوڑ دئے جاؤ گے اور ابھی وہ لوگ علانیہ ظاہر نہ ہوئے جو تم میں سے

جہاد کریں اور اللہ و رسول و مسلمین کے سوا کسی کو اپنا راز دار و دخیل کار بنائیں اور اللہ تعالیٰ تمھارے کاموں سے خبردار ہے۔ (۱؎ القرآن الکریم ۹/ ۱٦)

کافروں کو محرری پر نوکر رکھنے کی ممانعت:

ولہٰذا احدیث چہارم میں ان سے مشورہ لینا ناجائز فرمایا، تفسیر کبیر میں کریمہ اولیٰ کے تحت میں ہے: ان المسلمین کانوایشاورونہم فی امورھم ویؤانسونہم لما کان بینہم من الرضاع والحلف ظنا منہم انہم وان خالفوھم فی الدین فہم ینصحون لہم فی اسباب المعاش فنہاھم اللہ تعالٰی بہذہ الاٰیۃ عنہ۔ فمنع المؤمنین ان یتخذوا بطانۃ من غیر المومنین فیکو ن ذٰلک نہیا عن جمیع الکفار وقال تعالٰی "یایھاالذین اٰمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء" ومما یؤکد ذٰلک ماروی انہ قیل لعمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ھٰھنا رجل من اھل الحیرۃ نصرانی لایعرف اقوی حفظا واحسن خطا منہ فان رأیت ان تتخذہ کاتبا فامتنع عمر من ذٰلک وقال اذن اتخذت بطانۃ من غیر المومنین ۱؎۔ یعنی کچھ مسلمان بعض یہود سے اپنے معاملات میں مشورہ کرتے اور باہم دل بہلاتے کہ کسی سے دودھ کی شرکت تھی کوئی کسی کا حلیف تھا یہ گمان کرتے تھے کہ وہ اگرچہ دین میں ہمارے خلاف ہیں دنیوی باتوں میں تو ہماری خیر خواہی کریں گے اس آیہ کریمہ میں رب العزت جل وعلا نے انھیں منع فرمایا اور حکم دیا کہ **کسی غیر مسلم کو اپنا راز دار نہ بناؤ، تو یہ نہ صرف یہود بلکہ جملہ کفار سے ممانعت ہوئی** اور اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا: ''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو یار نہ بناؤ'' اوراس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوئی کہ ان سے عرض کی گئی کہ شہر حیرہ میں ایک نصرانی ہے اس کا سا حافظہ اور عمدہ خط کسی کا معلوم نہیں حضور کی رائے ہو تو ہم اسے محرر بنائیں امیر المومنین نے اسے قبول نہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ ایسا ہو تو میں غیر مسلم کو راز دار بنانے والا ٹھہروں گا۔ (۱؎ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) آیہ لاتتخذوا بطانۃ الخ کے تحت المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۸/ ۱۰و۲۰۹)

تفسیر لباب التاویل وغیرہ پارہ۶ میں ہے: روی ان اباموسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنه قال قلت لعمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنه ان لی کاتبا نصرانیا فقال مالک وله قاتلک اللہ الا اتخذت حنیفا یعنی مسلما اماسمعت قول اللہ عزوجل "یا یھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا الیھود والنصرٰی اولیاء" قلت له دینه ولی کتابته فقال لا اکرمھم اذا اھانھم اللہ، ولااعزھم اذا اذلھم اللہ ولاادنیھم اذا ابعد ھم اللہ، قلت انه لایتم امر البصرة الا به فقال مات النصرانی والسلام یعنی ھب انه مات فما تصنع بعده فما تعمله بعد موته فاعلمه الاٰن واستغن عنه بغیره من المسلمین ۱۔ یعنی ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوا کہ میں نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم سے عرض کی کہ میرا ایک محرر نصرانی ہے' فرمایا تمھیں اس سے کیا علاقہ خدا تمھیں سمجھائے کیوں نہ کسی کھرے مسلمان کو محرر بنایا کیا تم نے یہ ارشاد الٰہی نہ سنا کہ اے ایمان والو! یہود ونصارٰی کو یار نہ بناؤ' میں نے عرض کی اس کا دین اس کے لئے ہے مجھے تو اس کی محرری سے کام ہے' فرمایا میں کافروں کو گرامی نہ کروں گا جبکہ انھیں اللہ نے خوار کیا نہ انھیں عزت دوں گا جبکہ اللہ نے انھیں ذلیل کیا نہ ان کو قُرب دوں گا جبکہ اللہ نے انھیں دور کیا' میں نے عرض کی بصرہ کا کام بے اس کے پورا نہ ہوگا۔ فرمایا مرگیا نصرانی والسلام یعنی فرض کرلو کہ وہ مرگیا تو اس کے بعد کیا کروگے جو جب کروگے اب کرو اور کسی مسلمان کو مقرر کرکے اس سے بے پروا ہو جاؤ۔

۱؎ لباب التاویل (تفسیر الکبیر) زیر آیہ لاتتخذوا الیھود والنصارٰی اولیاء مصطفی البابی مصر ۲/ ۶۲)

کافر کی تعظیم حرام ہے:

دوم اسے بعض مسلمانوں پر کوئی عہدہ ومنصب دینا جس میں مسلم پر اس کا استعلاء ہو مثلا مسلمان فوج کے کسی دستے کا افسر بنانا یہ بھی حرام ہے' ابھی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد سن چکے کہ اللہ نے انھیں خوار کیا میں گرامی نہ کروں گا اللہ نے انھیں ذلت دی میں عزت نہ دوں گا' کتب حدیث میں یوں ہے کہ جب ابو موسٰی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے محرری پر مقرر کیا امیر

المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انھیں فرمان میں لکھا: ليس لنا ان نأتمنهم وقد خونهم الله ولا ان نرفعهم وقد وضعهم الله ولاان نعزوهم وقد امرنا بان يعلم الجزية عن يدوهم صاغرون۔ ہمیں روانہیں کہ کافروں کو امین بنائیں حالانکہ اللہ تعالٰی انھیں خائن بتاتا ہے یا ہم انھیں رفعت دیں حالانکہ اللہ سبحٰنہ نے انھیں پستی دی' یا انھیں عزت دیں حالانکہ ہمیں حکم ہے کہ کافر ذلت وخواری کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جزیہ پیش کریں۔

درمختار میں ہے: يمنع من استكتاب ومباشرة يكون بها معظما عند المسلمين وتمامه فى الفتح وفى الحاوى ينبغى ان يلازم الصغار بينه وبين المسلم، فى كل شيئ وعليه فيمنع من القعود حال قيام المسلم عنده بحر، ويحرم تعظيمه ۳؎۔

(۳؎ الدرالمختار فصل فی الجزیۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۲)

یعنی ذمی کافر کو محرر بنانا یااور کوئی عمل ایسا سپرد کرنا جس سے مسلمانوں میں اس کی بڑائی ہو جائز نہیں' اس کا پورا بیان فتح القدیر میں ہے' حاوی میں ہے وہ مسلمان کے ساتھ ہر معاملہ میں دبا ہوا ذلیل رہے تو جب تک اس کے پاس کوئی مسلمان کھڑا ہو اُسے بیٹھنے نہ دیں گے' یہ بحرالرائق میں ہے' اور اس کی تعظیم حرام ہے۔

ہدایہ میں ہے: قالوا الاحق ان لايتركوا ان يركبوا الا لضرورة واذاركبوا للضرورة فلينزلوا فى مجامع المسلمين ۱؎۔ علماء نے فرمایا: سزاوارتر یہ ہے کہ انھیں سوار ہونے ہی نہ دیں مگر (مرض وغیرہ کی) ناچاری سے پھر جب مجبوری کو سوار ہو تو ضرور ہے کہ مسلمانوں کے مجمع میں اتر لیں۔ (۱؎ الہدایۃ باب الجزیۃ المکتبۃ العربیہ کراچی ۲/ ۵۷۸)

بے تعظیمی کے ساتھ بھی کافر سے استعانت صرف وقت حاجت جائز ہے:

سوم بے حاجت اس سے استعانت کرنا یہ بھی ناجائز ہے' خود فتوائے شائع کردہ لیڈران میں درمختار سے ہے: مفادہ جواز الاستعانة بالکافر عند الحاجة ۲؎۔اس عبارت سے سمجھا گیا کہ حاجت کے وقت کافر(ذمی) سے استعانت جائز ہے۔ (۲؎الدرالمختار فصل فی کیفیۃ القسمۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۴۳)

اسی میں ردالمحتار سے ہے: اما بدونها فلا لانه لایؤمن غدره ۳؎۔حاجت نہ ہو تو جائز نہیں کہ کچھ اطمینان نہیں کہ وہ بدعہدی نہ کرے گا۔ (۳؎ردالمحتار فصل فی کیفیۃ القسمۃ مکتبہ ماجدہ کوئٹہ ۳/ ۲۵۷)

کافر سے صرف اس صورت کی استعانت جائز ہے:

چہارم اب ایک صورت یہ رہی کہ دبے ہوئے مقہور کافر سے **بشرط حاجت ایسی استعانت جس میں نہ اسے رازدار و دخیل کار بنانا ہو نہ کسی مسلمان پر اس کا استعلاء ہو یہ ہے** وہ جس کی ہمارے علماء اور امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہم نے رخصت دی پچھلی دو قیدیں تو منتظر ثبوت بلکہ محتاج بیان بھی نہیں دین متین سے ضرورۃً معلوم ہیں جن کا کچھ بیان ابھی گزرا تو ان کی نظیر نماز کے لئے شرط وضو ہے کسی نماز کا مسئلہ بتائے تو یہ کہنا کچھ ضرور نہیں کہ بشرطیکہ باوضو پڑھی جائے' رہیں پہلی دو' وہ ہمارے ائمہ کی طرح امام شافعی نے بھی بتائیں امام اجل ابوزکریا نووی شافعی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں: قوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فارجع فلن استعین بمشرک، وقد جاء فی الحدیث الاخران النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم استعان بصفوان بن امیة قبل اسلامه فاخذ طائفة من العلماء بالحدیث الاول علی اطلاقه، وقال الشافعی واخرون ان کان الکافرحسن الرأی فی المسلمین ودعت الحاجة الی الاستعانة به استعین به والا فیکره حمل الحدیثین علی هذین الحالین ۱؎۔نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد کہ واپس جا ہم ہرگز کسی مشرک سے استعانت نہ کریں گے' اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ

تعالٰی علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ سے اس حال میں امداد لی کہ وہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے تو ایک جماعت علماء نے پہلی حدیث کا مطلق حکم اختیار کیا اور شافعی اور کچھ اوروں نے کہا کافر اگر مسلمانوں کے حق میں نیک رائے رکھتا ہو اور اس سے استعانت کی حاجت پڑے تو استعانت کی جائے ورنہ منع ہے' امام شافعی نے ان دونوں حدیثوں کو ان دونوں حالوں پر محمول کیا۔ (۱؎ شرح صحیح مسلم مع مسلم کتاب الجہاد والسیر کراھیۃ الاستعانۃ فی الغزو بکافر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۸)

شرط حاجت تو صاف ذکر فرمائی اور شرط اول کا یوں اشعار کیا کہ کسی کافر کی رائے مسلمانوں کے بارے میں اچھی ہو تو اس سے اس استعانت جائز ہے' اسی شرط کو حازمی نے یوں ذکر کیا: والثانی ان یکونوا ممن یوثق بھم فلا تخشٰی نائرتھم فمتی فقد ھٰذا ن الشرطان لم یجز للامام ان یستعین بھم ۲؎۔ یعنی حاجت کے ساتھ دوسری شرط یہ ہے کہ ان کافروں پر وثوق ہو کہ ان کی شرارت کا اندیشہ نہ رہے ان دونوں شرطوں میں سے کوئی کم ہو گی تو سلطان اسلام کو کافروں سے استعانت جائز نہ ہو گی۔ (۲؎ الناسخ والمنسوخ للحازمی)

اقول اللہ عزوجل فرماتا ہے: اور اللہ سب سے زیادہ سچا ہے **لا یألونکم خبالا ودواماعنتم** ۱؎ کافر تمھاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے تمھارا مشقت میں پڑنا ان کی دلی تمنا ہے۔ (۱؎ القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸)

تو محال ہے کہ خود سر کافر مسلمانوں کے لئے کوئی اچھی رائے رکھیں ان کی خیر خواہی پر وثوق ہو سکے ان کا خود سر کافر ہونا ہی ان پر بے اطمینانی کا پورا موجب ہے' محقق علی الاطلاق فتح القدیر باب الموادعۃ میں فرماتے ہیں: لعل خوف الخیانۃ لازم لعلم بکفر ھم وکونھم حربا علینا ۲؎۔ امید ہے کہ خوف خیانت آپ ہی لازم ہے کہ ان کا کافر اور ہم سے مقاتل ہونا معلوم ہے۔ (۲؎ فتح القدیر باب الموادعۃ مکتبۃ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۲۰۶)

تو مسلمانوں کے خیر خواہ و قابل وثوق نہیں ہو سکتے مگر معدود چند ذلیل قلیل مجبور مقہور کافر جن کو سر کشی کی مجال نہیں ولہذا اتمام علماء نے مسئلہ رضخ کو ذمی کے ساتھ مقید فرمایا اور اسے مفرد ذکر کیا۔

ثم اقول ان کا شروط وقیود سے مشروط استعانت سے نہ ان کو راز دار و دخیل کار بنانا ہے کہ آیت اولیٰ کے خلاف ہو، نہ ان سے عزت چاہنا کہ آیت دوم کے مخالف ہوں، ذلیل قلیل سے کون عزت چاہے گا، نہ اسے کوئی ولی و نصیر بنانا کہے گا کہ باقی آیات کے خلاف ہو۔ یہ استعانت اگر ایسی نہیں جیسے کتبت بالقلم (میں نے قلم کی مدد سے لکھا۔ت) میں سے تو ایسی ضرور ہے جیسے لوگ چماروں کو پکڑ اکر بیگار لیتے ہیں بلکہ جب انھیں کچھ مال دیا جاتا ہے تو ایسی جیسے چمار کو پیسہ دے کر جوتا گنٹھوالینا، کیا اسے کوئی کہے گا کہ چمار کو ولی و ناصر بنایا۔ لاجرم کلمات علماء مخالف آیات نہ ہوئے (عہ) وللہ الحمد، ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالٰی ولی التوفیق۔ عہ: دربارہ استعانت احکام شریعت تو یہ تھے۔

لیڈروں نے احکام شریعت کو کیسے بدلا:

فائدہ سابعہ: یہ تھا حکم شرعی جس کی تحقیق و تنقیح بحمدہ تعالٰی اس وجہ جلیل پر ہوئی کہ ان سطور کے غیر میں نہ ملے گی، اب لیڈران اپنی تحریفیں دیکھیں احکام دین کو کتنا کتنا بدلا، شرعی مسئلہ کیسا کیسا مسلا، اولا ذکر تھا ذمی کا، لے دوڑے حربی۔

ثانیا بروایت امام طحطاوی حضرت امام اعظم وامام ابو یوسف امام محمد جملہ ائمہ حنفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک جواز کتابی سے خاص تھا یہ لے دوڑے مشرک۔

ثالثا جواز باجماع قائلین حاجت سے مقید تھا اور یہ خود اپنا جرم قبولے کہ ہم (عہ ا) کو احتیاج نے اتحاد برادران ہند کی جانب مائل نہیں کیا۔ عہ ا: خطبہ صدارت مولوی عبد الباری ص ۵۔ حشمت علی غفر لہ

رابعاً انھیں رازدار و دخیل کار بنانا حرام قطعی تھا یہ اس سے بھی بدرجہا بڑھ کر قطعی تھا یہ اس سے بھی بدرجہا بڑھ کر ان کے ہاتھ بک گئے انھیں اپنا امام و پیشوا بنالیا ان (عہ ۲) کو اپنا رہنما بنالیا ہے جو وہ کہتے ہیں "وہی مانتا ہوں میرا حال تو سردست اس شعر کے موافق ہے: " ع عمرے کہ بآیات واحادیث گزشت رفتی ونثار بت پرستی کردی (وہ عمر کہ آیات واحادیث کے ساتھ گزری ختم ہوگئی، اور بت پرستی کی نذر کردی۔ت)

کذٰلک یطبع الله علی کل قلب متکبر جبار ا۔ اللہ یونہی چھاپ لگادیتا ہے ہر مغرور ستمگر کے دل پر۔ (ا القرآن الکریم ۴۰/ ۳۵) عہ ۲: خط مولوی عبدالباری صاحب جس کا فوٹو حسن نظامی نے چھاپا۔ ۱۲ حمشت علی عفی عنہ

خامساً ان کی تعظیم انھیں مسلمانوں پر استعلاء دینا حرام قطعی تھا، انھوں نے صرف ظاہری سجدہ کسی مصلحت سے بچا رکھا باقی کوئی دقیقہ مشرکوں کی تعظیم واعلاء میں نہ چھوڑا مسلمان کہلانے والوں نے ان کی جیئیں پکاریں، بیل بن کر گئو پتروں کی گاڑیاں کھینچیں، ان کی مدح میں غلو واغراق کئے حتی کہ گاندھی کو کہہ بھاگے ع "خاموشی از ثنائے توحدثنائے ست" (عہ۳) (تیری تعریف سے خاموش رہنا تیری تعریف کی انتہا ہے۔ت) عہ ۳: انجمن اسلامیہ کی طرف سے گاندھی کا سپاسنامہ شعر ۱۸۔ حشمت علی

"نبوت (عہ ۴) ختم نہ ہوتی تو گاندھی جی نبی ہوتے" ایک متلذر (عہ ۵) ہزاروں کے مجمع میں اسٹیج پر چہکتا ہے کہ "اگر اللہ تعالٰی نے ان کو (گاندھی کی طرف اشارہ کرکے کہا) تمھارے لئے مزکر بناکر بھیجا ہے"

عہ ۴: تقریر ظفر الملک در رفاہ عام لکھنؤ "اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے" اخبار اتفاق دہلی ۲۷ اکتوبر ودبدبہ سکندریہ یکم نومبر و پیسہ اخبار ۱۸ نومبر ۱۲ حشمت علی

عہ۵: تقریر عبد الماجد بدایونی جلسہ جمعیۃ العلماء ہند دہلی فتح اخبار دہلی جلد ۲ نمبر ۲۴۲۔ ۱۲ حشمت علی عفی عنہ

خطبہ جمعہ میں گاندھی کی تعریف داخل کرنے کا رد:

دوسرا (عہ۱) جمعہ کا خطبہ اردو میں پڑھتا ہے، نہیں نہیں خطبہ کی جگہ لکچر دیتا ہے اور اس میں خلفائے راشدین و حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بدلے گاندھی کی مدح مقدس ذات ستودہ (عہ۲) صفات وغیرہا لفاظیوں کے ساتھ گاتا ہے،

عہ۱: اخبار مشرق گورکھپور ۱۳ جنوری ۲۱ء و عینی شہادت مولوی احمد مختار صاحب صدیقی میرٹھی رکن خلافت کمیٹی ۱۲ حشمت علی۔

عہ۲: یہ مولوی صاحب شاہد عینی کا بیان ہے اور اخبار مشرق میں مقدس ذات پاکیزہ خیالات ہے۔ ۱۲ حشمت علی۔

اللہ تعالیٰ فرمائے: **انما المشرکون نجس**[۱]۔ مشرک تو نہیں مگر ناپاک۔ یہ کہیں مقدس ذات۔ اللہ فرمائے: اولئک هم شرالبرية [۲]۔ وہ تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔ یہ کہیں ستودہ صفات۔ غرض خطبہ جمعہ کیا تھا قرآن عظیم کا رد تھا۔ آج خطبہ جمعہ میں یہ ہوا کل نماز میں "اھدنا الصراط المستقیم" کی جگہ "اھدنا الصراط الگاندھی" پڑھیں گے اور کیوں نہ پڑھیں جسے جانیں کہ اس مقدس ذات ستودہ صفات کو اللہ تعالیٰ نے مذکر بنا کر مبعوث فرمایا ہے اس کی راہ آپ ہی طلب کیا چاہیں اور بالفرض یہ تبدیل نہ کریں، تو "صراط الذین انعمت علیھم" میں تو گاندھی کو ضرور داخل مان چکے۔ اللہ جسے مقدس ذات ستودہ صفات کرے اور خلق کے لئے مذکر بنا کر بھیجے اس پر انعام الٰہی تام و کامل ہے، **الذین انعم اللہ علیھم** [۳]۔ (وہ جن پر اللہ نے احسان کیا) کا بیان قرآن کریم نے **"من النبیین والصدیقین والشھداء والصّٰلحین"** [۴]۔ (وہ کون ہیں نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ) فرمایا ہے۔

[۱] القرآن الکریم ۹/ ۲۸) ([۲] القرآن الکریم ۹۸/ ۶) ([۳] القرآن الکریم ۴/ ۶۹) ([۴] القرآن الکریم ۴/ ۶۹)

یہ سب مقدس ذات ستودہ صفات ہیں لاکھوں شہداء وصالحین کو اللہ تعالیٰ نے مذکر بناکر مبعوث نہ فرمایا توگاندھی جی اول نمبر کے "انعمت علیہم" ہوئے مگر قرآن تو کفار پر اپنا غضب اور لعنت بتاتا اورانھیں ہر مخلوق سے بدتر ہر ذلیل سے ذلیل تر فرماتاہے اگر اس کا نام انعام ہے تو ضرور کفار سے بڑھ کر کوئی "انعمت علیہم" نہیں۔**قاتلهم الله انی یؤفکون ۵۔**(اللہ انھیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ ت) (۵القرآن الکریم ۹/ ۳۰و۶۳/ ۴)

مشرک کو مسجد جامع میں مسلمانوں کا واعظ بنایا جاتاہے ہزارہا مسلمانوں سے اونچا کھڑا کرکے مسند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جمایا جاتاہے کیا مسئلہ استعانت کا یہ مطلب تھا کیا درمختار میں اس کا جواز لکھا تھا'اجازت تھی تو استخدام کی' وہ بھی ایسا جیسے کتے سے جو پورا مسخر ہولیا ہو۔ تم نے الٹی خدمت گاری بلکہ غلامی کی**وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ا۔o**(اوراب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ت) (ا القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷)

سادسا**مشرکوں پر اعتماد حرام قطعی بلکہ تکذیب کلام الٰہی تھا** جس کا بیان زیر آیت اولیٰ گزرا انھوں نے اعتماد درکنار قطعاً التجا کی'التجاء واعتماد کے جو معنی گزرے ان کے آئینہ میں ان کی صورتیں منقوش دیکھ لیجئے ۲۳ کروڑ ہندوؤں کو اپنا یارو یاور بنانا کیا دلی خیر خواہی پر پورے اعتماد کے بغیر ممکن ہے بداہت عقل کو ٹکرائے تو لیڈران کے گیت سن لیجئے جو مشرکین کو اپنا دلی خیر خواہ سمجھنے کے گائے ہیں'' ان (عہ ا) کی ہمدردی ہماری مصیبت کے وقت ظاہر ہوئی جس وقت کلمہ گو بھی معاونت حق سے گریزان تھے ان کا دست اتحاد ہماری طرف بڑھا جب یاراغیار ہوگئے ہیں برادران وطن کو ان کی ہمدردی کی اجرت دے کر ان کے مرتبہ کو گھٹانا نہیں چاہتا وہ بہادر قوم ہماری مصیبت کے وقت خلوص کے ساتھ ہمدردی کرکے ہم ان کو اپنا دلی دوست بنانا چاہتی ہے نہ ہماری لفظی شکرگزاری کی محتاج ہے ہمارے دل میں ان کے اخلاص (عہ ۲) نے گھر کرلیا ہے۔'' دیکھئے کیسی دل کھول کر قرآن کی

تکذیبیں کیں، اب اتنا مسلمان دیکھ لیں گے کہ یہ سچے یا اللہ واحد قہار سچا کہ **لایالونکم خبالا** ۲۔ وہ تمھاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے **قل صدق اللہ وماللظلمین من انصار** ۳۔ (۲؎ القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸) (۳؎ القرآن الکریم ۲/ ۲۷۰)

عہ ۱: خطبہ صدارت مولوی عبدالباری صاحب ۵و۶۔ ۱۲ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

عہ ۲: رسالہ قربانی گاؤ مولوی عبدالباری ۱۲ حشمت علی عفی عنہ

درباره استعانت فتوٰی میں لیڈران کی موت : (عہ ۳)

عہ ۳: درباره استعانت جو فتوٰی شاہجہانپور لیڈران نے شائع کیا اس میں خود ان کی موت ہے مگر لیڈران کو نہیں سوجھتی۔

سابعا سب جانے دو اتنا تو مفتی لیڈران کو بھی مسلم کہ اگر ان کی طرف حاجت پڑے اور ان سے غدر کا امن ہو تو استعانت درست یعنی حاجت نہ ہو تو حرام اور ان کے غدر سے امن نہ ہو تو حرام حاجت کاانکار خود لیڈران کو ہے اور ان کے غدر سے امن پر کیا دلیل قائم کرلی۔ کیا نرا وعدہ، اور اللہ تعالٰی فرماتا ہے: **وما یعدھم الشیطن الا غرورا** ۱۔ ○ شیطان تو انھیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے۔ (۱؎ القرآن الکریم ۴/ ۱۲۰)

یا انھوں نے تمھارے خیر خواہ بنے رہنے کی قسمیں کھائی ہیں۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔ **انھم لاایمان لھم** ۲۔ ان کی قسمیں کچھ نہیں، یا تمھیں وحی آئی کہ یہ جانی دشمن یہ دینی اعداء یہ خونخوار بدخواہ یہ کبھی دغا نہ کریں گے، (۲؎ القرآن الکریم ۹/ ۱۲)

اور اللہ تعالٰی فرماتا ہے: **ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیئ** ۳۔ اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے مجھے وحی ہوئی حالانکہ اسے کچھ بھی وحی نہ ہوئی۔ (۳؎ القرآن الکریم ۶/ ۹۳)

ان کے غدر سے امن کی تو ایک وہی صورت تھی کہ وہ ایسے ذلیل و قلیل ہمارے ہاتھ میں مجبور و مقہور ہوں کہ سر تابی کی قدرت ہی نہ رکھیں، کیا یہ ۲۳ کروڑ ہندو تمھارے ہاتھ میں ایسے ہی ہیں۔ جھوٹ جھوٹ جھوٹ اور پورے ۲۳ کروڑ جھوٹ، دیکھو تمھارے ہی شائع کردہ فتوے نے تمھیں گھر تک پہنچادیا اور اس استعانت میں تم پر فرد قرارداد جرم لگا کر مرتکب حرام ٹھہرادیا احمق اسے شائع کروانے اور اپنی سند ٹھہراتے ہیں، اور نہیں جانتے کہ وہ انھیں پر رد ہے۔ ہمارے دوست مفتی صاحب نے مروان کے خفیہ خط کی طرح ملتمس کا سا صحیفہ ان کے ہاتھ میں دے دیا جس میں ان کی موت ہے اور یہ خوشی خوشی لئے پھرتے ہیں، نہیں نہیں نرے نا مشخص نہیں سمجھتے ہیں مگر مقصود ہی دین کو بدلنا احکام کو کچلنا عوام کو چھلنا ہے، جاہل بیچارے اتنا دیکھ لیں گے کہ دیکھو "ج ائ ز" لکھا ہے اب اتنی سمجھ کسے کہ جسے جائز لکھا ہے لیڈران کی استعانت کو اس سے مس نہیں اور ان کی جو استعانت ہے فتوے میں ہرگز اسے جائز نہ لکھا بلکہ صاف عدم جواز کا اشعار کیا۔

مفتیوں کو ہدایت:

ہاں جب مفتی کو واقعہ معلوم، تو فتوی اگرچہ بجائے خود صحت سے موسوم ایسا غلط انگیز لکھنا مذموم جسے اہل باطل اپنے باطل پر ڈھالیں اور اس سے اپنی تقویت کی راہ نکالیں یہ سمجھ لینا کہ فتوے کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ ان کے غدر سے امن کی صورت یہاں متصور نہیں عوام جاہلوں کو میسر نہیں، عقود الدریہ میں ہے: اذا علم المفتی حقیقة الامر ینبغی له ان لایکتب للسائل لئلا یکون معینا له علی الباطل ا ہـ۔ مفتی کو جب اصل واقعہ معلوم ہو تو اسے سزاوار نہیں کہ سائل کو اس کے حوالے کے موافق فتوی لکھ دے تاکہ باطل پر اس کا مددگار نہ ہو۔ (۱؎ العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ قبیل کتاب الطہارۃ حاجی عبدالغفار پسران قندھار افغانستان ۱/ ۳)

اسی میں اپنے شیخ المشائخ شیخ عبدالقادر صفوری سے ہے: ان بعض المبطلين اذا صاربيده فتوى صال بها على خصمه وقال المفتى افتى لى عليك بكذا، والجاهل اوضعيف الحال لايمكنه منازعة فى كون نصه مطابقا اولا ٢۔ بعض اہل باطل کے ہاتھ میں جب فتویٰ آجاتا ہے اپنے فریق پر اس سے حملہ کرتا ہے اور کہتا ہے مفتی نے میرے لئے تجھ پر فتویٰ دیا اور بے علم یا کمزور اس سے یہ بحث نہیں کرسکتا کہ اس کی عبارت صورت واقعہ سے مطابق بھی ہے یا نہیں۔

(٢؎ العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ قبیل کتاب الطہارۃ حاجی عبدالغفار پسران قندھار افغانستان ١/ ٣)

مولیٰ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے احباب کو باطل واعانت باطل واختلاط اہل باطل سے بچائے اور حق پر استقامت تامہ عطا فرمائے والحمدللہ رب العالمین۔

مساجد میں مشرک کے لے جانے کا رد:

(١٠) لیڈران نے شریعت مطہرہ پر ایسے ہی شدید ظلم مسئلہ دخول کافر بمسجد میں کئے ہیں، اولا یہ مسئلہ تمام متون مثل تحفۃ الفقہاء وہدایہ ووقایہ وکنز ووافی ومختار واصلاح وغرر وملتقی وتنویر اور ان کے سوا محیط سرخسی واشباہ والنظائر ووجیز کردری وخزانۃ المفتین وفتاوٰی ہندیہ سب میں ذمی کے ساتھ مقید ہے فتوی شائع کردہ لیڈران نے بھی یہاں عبارت درمختار میں گنجائش نہ پائی یونہی نقل کرنی پڑی کہ "جاز دخول الذمی مسجدا ٣۔ ذمی کا مسجد میں جانا جائز ہے۔ (٣؎ الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ٢/ ٢٤٦)

سب سے اجل واعظم خود محرر مذہب امام محمد کا جامع صغیر میں ارشاد ہے: محمد عن يعقوب عن ابى حنيفة لاباس بان يدخل اهل الذمة المسجد الحرام ٤۔ "یعنی امام محمد امام ابویوسف سے راوی کہ امام اعظم نے فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہم ذمیوں کا مسجد حرام میں جانا مضائقہ نہیں" (٤؎ جامع الصغیر مسائل من کتاب الکراھیۃ مطبع یوسفی لکھنو ص ١٥٣)

ذمی مراد ہو اور کافر سے تعبیر کریں کیا بعید ہے ذمی بھی کافر ہی ہے اطلاق کی سندیں اوپر گزریں کہ "اراد بالکافر الذمی" کافر سے ذمی مراد ہے۔ یونہی مستامن مراد ہو اور حربی سے تعبیر کریں کیا عجب ہے مستامن بھی حربی ہے اطلاق کی سند محیط وعالمگیریہ سے گزری کہ "اراد بالمحارب المستامن" حربی سے مستامن مراد ہے۔ مگر ذمی بولیں اور اس سے حربی بھی مراد ہو یہ کس طرح منقول کہ اب تخصیص ذمی محض بے معنی وموجب غلط فہمی ہوگی کہ حربی ہرگز معنی ذمی میں نہیں' لاجرم علامہ سید احمد طحطاوی وعلامہ سید محمد محشیان درمختار کو اس میں تردد ہوا کہ مستامن کے لئے بھی جواز ہے یا نہیں پھر اس استدلال علماء بالحدیث سے سند لاکر بھی جزم نہ کیا اور کتب سے تحقیق کرنے کا حکم دیا دونوں کتابوں کی عبارت یہ ہے: انظر هل المستامن ورسول اهل الحرب مثله ومقتضی استدلالهم علی الجواز بانزال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وفد ثقیف فی المسجد جوازه ویحرر ا ۔ غور طلب ہے کہ مستامن اور حربیوں کا ایلچی بھی کہ وہ بھی مستامن ہوتا ہے اس حکم میں ذمیوں کے مثل ہے یا نہیں۔ علماء کہ جواز پر اس سے دلیل لائے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وفد ثقیف کو مسجد شریف میں اتارا یہ مستامن کے لئے جواز چاہتا ہے بات ہنوز تحقیق طلب ہے۔ (۱؎ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مکتبہ ماجد کوئٹہ ۵/ ۲۷۴)

اقول مستامن کے لئے خود قرآن عظیم سے اشارہ نکال سکتے ہیں کہ: ان احدمن المشرکین استجارک فاجره حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغه مأمنه ۲ ۔اے محبوب! اگر کوئی مشرک تم سے پناہ چاہے تو اسے پناہ دو کہ اللہ کا کلام سنے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچادو۔ (۲؎ القرآن الکریم ۹/ ۶)

حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے کوئی مجلس نہ تھی سوا مسجد کریم کے ولہذا وفود یہیں حاضر ہوتے اور اس میں متون کا خلاف نہیں' ہدایہ سے گزرا کہ مستامن جب تک دارالاسلام میں ہے بمنزلہ

ذمی ہے ذمہ مؤیدہ وموقتہ دونوں طرح ہوتے ہیں، کافی امام نسفی فصل امان میں ہے: المراد بالذمة العهد مؤقتا کان اومؤبدا وذٰلک الامان وعقد الذمة ۳؎۔ ذمہ سے عہد مراد ہے ایک میعاد معین تک ہو یا ہمیشہ کے لئے، یہ امان وعقد ذمہ ہے۔ (۳؎ کافی للنسفی)

یہی کہہ سکتے ہیں کہ ذمی وحربی برابر ہیں یعنی مستامن کہ اس کے لئے بھی ایک وقت تک ذمہ ہے بالجملہ جواز خاص ذمی کے لئے تھا اور یہ حربی لے دوڑے۔

ثانیا یہاں بھی امام بدرالدین محمود عینی وغیرہ اکابر کی روایت یہ ہے کہ ہمارے امام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مذہب میں ذمیوں میں جواز صرف کتابی کے لئے ہے یہ مشرک حربی لے دوڑے۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے: قال ابوحنیفة یجوز الکتابی دون غیرہ واحتج بماروٰہ احمد فی مسندہ بسند (عہ) جیدعن جابررضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایدخل مسجدنا ھذا بعد عامنا ھذا مشرک الااھل العھد وخدمھم ۱؎۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا مسجد میں کتابی (ذمی) کا آنا جائز ہے اور کفار کا نہیں اور امام اس پر اس حدیث سے سند لائے جو امام احمد نے اپنی مسند میں کھری اسناد کے ساتھ جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اس سال کے بعد ہماری اس مسجد میں کوئی مشرک نہ آنے پائے سوائے ذمیوں اور ان کے غلاموں کے۔ (۱؎ عمدۃ القاری باب الاغتسال اذا اسلم ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۴/ ۲۳۷)

عہ: قول الامام العینی بسند جید اقول ای علی اصولنا و مالنا ان نترک اصولنا الی اصول المحدثین فضلاعن قول عالم متاخر شافعی فلا علیک مما فی التقریب وذٰلک ان مخرجه اشعث بن سوار عن الحسن عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنه واشعث من شیوخ شعبة والثوری و یزید بن ھارون وغیرھم من الاجلاء وانتفاء شعبة فی من

یأخذ منہ معلوم قال الذھبی وحدث من اشعث لجلالتہ من شیوخ ابواسحٰق
السبیعی ۱؎ اھ امام عینی کا قول جید سند سے اقول (میں کہتاہوں) کہ یہ سند ہمارے قاعدہ پر جید ہے
اور ہم محدثین کے اصول کی خاطر اپنے اصول نہ چھوڑیں گے چہ جائیکہ ایک متاخر شافعی عالم کے قول
کی خاطر چھوڑیں تو تقریب میں مذکور بیان تمھارے خلاف نہیں ہے یہ اس لئے کہ حضرت جابر رضی
اللہ تعالٰی عنہ سے بواسطہ حسن اس حدیث کی تخریج کرنے والے اشعث بن سوار ہیں جبکہ اشعث، شعبہ،
ثوری، یزید بن ہارون وغیرہم کے اکابر شیوخ میں سے ہیں اور شعبہ کا انتخاب ان میں جن سے اس نے
روایت کی ہے وہ معروف ہے ذہبی نے کہا اشعث کی جلالت شان کی وجہ سے اس کے شیوخ میں سے ابو
اسحٰق سبیعی نے اس سے حدیث روایت کی ہے اھ (۱؎ میزان الاعتدال للذھبی ترجمہ ۹۹۶ اشعث بن سوار دارالمعرفۃ
بیروت ۱/ ۲۶۴)

وقد قال سفین اشعث اثبت من مجالدوقال ابن مھدی ھوارفع من مجالد ومجالد
من رجال صحیح مسلم وقال ابن معین اشعث احب الی من اسمٰعیل بن مسلم،
وقال الامام احمد و العجلی ھوامثل فی الحدیث من محمد بن سالم وروی ابن
الدورقی عن ابن معین انہ ثقۃ وقال عثمٰن بن ابی شیبۃصدوق وذکرہ ابن شاھین
فی الثقات وقال ابن عدی لم اجد لہ فیما یرویہ متنامنکرا وقال البزار لا نعلم احدا
ترک حدیثہ الامن ھو قلیل المعرفۃ واختلاف قول ابن معین فی رجل یکون انہ دون
الثقۃ وفوق الضعیف و ھذاھوشرط الحسن قال الذھبی فی محمد بن حفصۃ فیہ
شیئ ولھذا وثقہ ابن معین مرۃ وقال مرۃ صالح ومرۃ لیس بالقوی ومرۃ ضعیف ۱؎
اھ ومحمد ھذا من رجال الصحیحین وبالجملۃ وقد وثق اشعث ولم یرم بقادح قط
بل لیس فیہ جرح مفسراصلافحدیثہ حسن ولاشک لاجرم ان حکم العینی علی
اسنادہ انہ جید حق واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ غفرلہ اور سفیان نے کہا کہ اشعث مجالد کی
نسبت زیادہ قوی ہے، اور ابن مہدی نے کہا وہ مجالد سے بلند ترین ہے جبکہ مجالد صحیح مسلم کے راویوں

میں شمار ہیں اور ابن معین نے کہا میرے نزدیک اشعث زیادہ محبوب ہیں اسمٰعیل بن مسلم سے، اور امام محمد اور عجلی نے کہا وہ محمد بن سالم سے حدیث میں زیادہ مقبول ہے، اور ابن دورقی نے ابن معین سے روایت کی کہ اشعث ثقہ ہے اور عثمان نے کہا وہ نہایت صادق ہے ابن شاہین نے اس کو ثقہ لوگوں میں ذکر کیا اور ابن عدی نے کہا میں نے اس کے روایت کردہ متن کو منکر نہیں پایا اور بزار نے کہا کہ اس کی مروی حدیث کو ترک کرنیوالا صرف وہی ہے جو خود معرفت میں کمزور ہے اور ابن معین کا اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے جو ثقہ نہ ہو اور ضعف سے بالاتر ہو اور یہی حدیث حسن کی شرط ہے، ذہبی نے محمد بن حفصہ کے متعلق کہا کہ اس میں کچھ ضعف ہے اس لئے ابن معین نے کبھی اس کی توثیق کی اور کبھی صالح کہا اور کبھی "لیس قوی O" کہا اور کبھی ضعیف کہا اھ اور یہ محمد نامی صحیحین کے رجال میں رہے، خلاصہ یہ ہے کہ اشعث کی توثیق کی گئی اور کسی اعتراض کا نشانہ ہرگز نہیں بنایا گیا بلکہ کوئی مفسر جرح اس پر قطعاً نہ ہوئی لہذا اس کی حدیث حسن ہے تو بیشک لازم طور پر عینی کا اس کی سند کو جید کہنا حق ہے واللہ تعالٰی اعلم ۲ امنہ غفرلہ (ت) (۱میزان الاعتدال للذھبی ترجمہ ۷۴۲۹ محمد ابن ابی حفصہ دارالمعرفۃ بیروت ۳/ ۵۲۵)

غمزالعیون والبصائر میں ہے: لایمنع من دخول المسجد الذمی الکتابی بخلاف غیرہ واحتج الامام رحمہ اللہ تعالٰی بمارواہ احمد عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ ۲؎۔ ذمی کتابی کو مسجد میں آنے سے نہ روکا جائے گا بخلاف اور کافر کے اور اس پر امام اعظم اس حدیث سے سند لائے جو امام احمد نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔ (۲غمز العیون والبصائر مع الاشباہ والنظائر الفن الثالث احکام الذمی ادارہ القرآن کراچی ۲/ ۱۷۶و۱۷۷، ۵۷۷و۵۷۸)

غایۃ البیان علامہ اتقانی کتاب القضاء میں ہے: قال شمس الائمۃ السرخسی فی شرح ادب القاضی وقد ذکر فی السیر الکبیر ان الشرک یمنع من دخول المسجد عملا بقولہ تعالٰی انما المشرکون نجس ۳؎۔ امام شمس الائمہ سرخسی نے شرح ادب القاضی میں فرمایا کہ امام

محمد نے سیر کبیر میں فرمایا کہ مشرکوں کو مسجد میں نہ آنے دیا جائے گا اس ارشاد الٰہی پر عمل کے لئے کہ مشرک نرے ناپاک ہیں۔ (۳؎ غایۃ البیان کتاب القضاء)

اگر کہئے حدیث میں تو مطلق ذمی کا استثناء فرمایا کتابی کی تخصیص کہاں ہے۔ اقول (میں کہتا ہوں۔ت) مشرکین عرب کو ذمی بنانا روانہ تھا ان پر صرف دو حکم تھے اسلام لائیں ورنہ تلوار تو وہاں ذمی نہ تھے مگر کتابی، تو استثناء منقطع ہے بلکہ ہم نے مسند میں دیکھا اور اخر مسند جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حدیث اس طرح ہے کہ مذکور ہوئی اور اس سے ۲۷ ورق پہلے یوں ہے: لایدخل مسجد نا ھذامشرک بعد عامنا ھذا غیر اھل الکتاب و خدمھم ۴؎۔ اس سال کے بعد ہماری اس مسجد میں کوئی مشرک نہ آنے پائے سوائے کتابی اور ان کے غلام کے۔ تو یہاں خود کتابی کی تصریح ہے۔ (۴؎ مسند امام احمد بن حنبل مروی از جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار الفکر بیروت ۳/ ۳۳۹)

ثالثا اقول (میں کہتا ہوں۔ت) للہ الحمد اس حدیث حسن نے صاف ارشاد فرمایا کہ اس سے پہلے جو کسی مشرک یا کافر غیر ذمی کے لئے اجازت تھی منسوخ ہوگئی کہ فرمایا "بعد عامنا ھذا" (اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد میں نہ آنے پائے سوا ذمیوں کے) مخالفین جتنی روایات پیش کریں ان کے ذمہ لازم ہے کہ اس واقعہ کے اس ارشاد کے بعد ہونے کا ثبوت دیں ورنہ سب جوابوں سے قطع نظر ایک سیدھا سا یہی جواب بس ہے کہ وہ منسوخ ہوچکا اور وہ ہر گز اس کا ثبوت نہیں دے سکتے" خصوصا بعد عامنا ھذا کا لفظ ارشاد فرمارہاہے کہ یہ ارشاد بعد نزول سورہ برات ہے غالبا اس کا یہ لفظ اس پاک ارشاد الٰہی انما المشرکون نجس فلا یقربوالمسجد الحرام بعدعامھم ھذا ۱؎۔ (مشرک نرے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں۔ت) سے ماخوذ ہے تو پہلے کے وقائع پیش کرنا محض نادانی لیکن لیڈران تو ڈھونڈھ کر منسوخات ہی پر عمل کررہے ہیں کہ اس میں اپنا

بچاؤ دیکھتے ہیں **وخسرھنالک المبطلون** ۲؎(اور باطل والوں کا وہاں خسارہ۔ت)(۱؎القرآن الکریم ۹/ ۲۸)؛(۲؎القرآن الکریم ۴۰/ ۷۸)

لیڈران کی بہی خواہی اسلام:

رابعا یہ نہ سہی اختلاف احوال زمانہ وعادات قوم کو ہمیشہ مسائل تعظیم وتوہین میں دخل تام ہے پھر غیر اسلامی سلطنت اور کافروں کی کثرت میں اس کی اجازت اور اس کی اشاعت اور مساجد کو پامالی کفار کے لئے وقف کرنا کس قدر بہی خواہی اسلام ہے ع اے راہ رو پشت بمنزل ہشدار(اے منزل کی طرف پشت کرکے چلنے والے! ہوش کر۔ت)

لیڈران کی اسلامی غیرت:

خامسا واقعی بندگی بیچارگی جب ہندوؤں کی غلامی ٹھہری پھر کہاں کی غیرت اور کہاں کی خودداری، وہ تمھیں ملیچھ جانیں، بھنگی مانیں، تمھارا پاک ہاتھ جس چیز کو لگ جائے گندی ہوجائے سودا بیچیں تو دو رسے ہاتھ میں ڈال دیں، پیسے لیں تو دور سے، یا پنکھا وغیرہ پیش کرکے اس پر رکھوالیں حالانکہ بحکم قرآن خود وہی نجس ہیں اور تم ان نجسوں کو مقدس مطہر بیت اللہ میں لے جاؤ جو تمھارے ماتھا رکھنے کی جگہ ہے وہاں ان کے گندے پاؤں رکھواؤ تم کو اسلامی حس ہی نہ رہا محبت مشرکین نے اندھا بہرا کردیا۔

لیڈران محض اغوا کے لئے مسئلہ دخول مساجد کا نام لیتے ہیں انھوں نے جو کیا بالاجماع حرام قطعی ہے:

سادسا ان باتوں کا ان سے کیا کہنا جس پر **حبک الشیئ یعمی ویصم** ۱؎(تیرا کسی چیز سے محبت کرنا اندھا اور بہرا کردیتا ہے) کا رنگ پھر گیا سب جانے دو خدا کو بھی منہ دکھانا ہے یا ہمیشہ مشرکین ہی کی چھاؤں میں رہنا ہے جواز تھا تو یوں کوئی کافر دبالچا، ذلیل وخوار مثلا اسلام لانے یا اسلامی تبلیغ سننے یا اسلامی

حکم لینے کے لئے مسجد میں آئے یا اس کی اجازت تھی کہ خود سر مشرکوں نجس پرستوں کو مسلمانوں کو واعظ بناکر مسجد میں لے جاؤ اسے مسند مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بٹھاؤ مسلمانوں کو نیچا کھڑا کرکے اس کا واعظ بناؤ، کیا اس کے جواز کی کوئی حدیث یا کوئی فقہی روایت تمھیں مل سکتی ہے حاشا ثم حاشا للہ انصاف ! کیا یہ اللہ ورسول سے آگے بڑھنا شرع مطہر پر افتراء گھڑنا احکام الٰہی دانستہ بدلنا سوئر کو بکری بتاکر نگلنا نہ ہوگا۔ (۱؎ مسند احمد بن حنبل حدیث ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارالفکر بیروت ۵/ ۱۹۴)

ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں: نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یصافح المشرکون او یکنوا او یرجب بھم ۲؎۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مشرکوں سے مصافحہ کیا جائے یا انھیں کنیت سے یاد کریں یا آتے وقت مرحبا کہیں۔ (۲؎ حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۴۴۶ اسحٰق بن ابراہیم الحنظلی دارالفکر بیروت ۹/ ۲۳۶)

یہ ادنٰی درجہ تکریم کا ہے کہ نام لے کر نہ پکارا، فلاں کا باپ کہا یا آتے وقت جگہ دینے کو آیئے کہا اللہ اکبر حدیث اس سے بھی منع فرماتی ہے اور ائمہ دین ذمی کافر کی نسبت وہ احکام تحقیر و تذلیل فرماچکے جن کا نمونہ ابھی گزرا کہ اسے محرر بنانا حرام کوئی کام ایسا سپرد کرنا جس سے مسلمانوں میں اس کی بڑائی ہو حرام اس کی تعظیم حرام، مسلمان کھڑا ہو تو اسے بیٹھنے کی اجازت نہیں، بیماری وغیرہ ناچاری کے باعث سواری پر ہو تو جہاں مسلمانوں کا مجمع آئے فوراً اتر پڑے۔

بدایونی لیڈر بننے والے اپنے حق میں احکام ائمہ کرام دیکھیں:

حتی کہ فتاوٰی ظہیریہ و اشباہ والنظائر و تنویر الابصار و در مختار وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے: لو سلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر ۱؎۔ اگر ذمی کو تعظیماً سلام کرے کافر ہوجائے گا کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔ (۱؎ الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱)

فتاوی امام ظہیر الدین واشباہ در مختار وغیرہا میں ہے: لوقال لمجوسی یااستاذ تبجیلا کفر ۲؎۔ اگر مجوسی کو بطور تعظیم "اے استاد" کہا کافر ہوگیا۔ (۲؎ الدرالمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱)

اور یہاں حربی مشرک کی یہ کچھ تعظیم یہ کچھ مسلمانوں پر اس کی رفعت وتقدیم ہورہی ہے اور پھر کفر بالائے طاق ان کے جواز کو بھی ٹھیس نہیں لگتی، اس حرام قطعی کو حلال کی کھال پہنا کر فتوے اور رسالے لکھے جارہے ہیں، مجوسی کو تعظیماً زبان سے استاد کہہ دینے والا کافر ہو لیکن مشرک بت پرست کو اسٹیج پر کھڑے ہو کر کہنے والا "کہ خدا نے ان (عہ) کو مذکر بنا کر تمھارے پاس بھیجا ہے" گاندھی کو پیشوا نہیں بلکہ قدرت نے تم کو سبق پڑھانے والا مدبر بنا کر بھیجا ہے ٹھیٹ مسلمان بنارہے ہیں سبق پڑھانے والا اور سبق بھی کسی دنیوی حرفت کا نہیں بلکہ صاف کہا کہ تمھارا فرض دینی یاد دلانے کو تو استاذ نے علم دین بتایا اور علم دین بھی کسی مستحب وغیرہ کا نہیں بلکہ خاص فرض دینی کا معلم استاذ بنایا اور کسی کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل۔ پہلو میں دل اور دل میں اسلام کی قدر ہو تو وہ ان لفظوں کو دیکھے کہ "خدا نے ان کو مذکر بنا کر تمھارے پاس بھیجا ہے" خدا لگتی کہنا یہ رسالت ☆☆☆ سے کے سیڑھی نیچے رہا ان لیڈر بننے والوں کا اسلام کیا ہے؟ ع چوں وضوے محکم بی بی تمیز (یہی جیسے بی بی تمیز کا محکم وضو ہو۔ت) کہ کس طرح ٹوٹا کیا اس میں دراڑ تک نہ پڑتی **وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۳؎ o** (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ ت) (۳؎ القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷)

عہ: دیکھو اخبار فتح دہلی جلد ۲ نمبر ۲۴۲ جلسہ جمعیۃ العلماء ہند میں مولانا عبدالماجد بدایونی کی تقریر ص ۴ کالم اول ۱۲ حشمت علی

درباره مساجد لیڈران کا پیش کردہ شاہجہانپوری فتوٰی خود انھیں پر رد ہے:

سابعاً ائمہ دین نے صاف تصریحیں فرمائیں کہ کافر کا بطور استعلاء مسجد میں جانا مطلقاً حرام ہے، ہدایہ میں ہے: الاٰیۃ محمولۃ علی الحضور استیلاء واستعلاء ۱؎۔ آیت اس پر محمول کی گئی ہے کہ وہ غلبہ وبلندی کے طور پر نہ آئیں۔ (۱؎ الہدایہ کتاب الکراھیۃ مسائل متفرقۃ مطبع یوسفی لکھنؤ الجزء الرابع ۴/۴۷۲)

کافی امام نسفی میں ہے: الاٰیۃ محمولۃ علی منعھم ان یدخلوھا مستولین وعلی اھل اسلام مستعلین ۲؎۔ آیت کے یہ معنی قرار دیئے گئے ہیں کہ ان کے ایسے آنے سے منع کیا جاتا ہے کہ بطور غلبہ آئیں اور مسلمانوں پر بلند ہوں۔ (۲؎ کافی امام النسفی)

مگر ہدایہ وکافی کا ان لوگوں کے سامنے ذکر کیا جو قرآن عظیم کے نصوص قاہرہ نہیں سنتے، ہاں یہ کہئے کہ اگر حق مانیں تو لیڈران کی خوبی قسمت ورنہ سخت نصیبوں کی شامت کہ خود لیڈری شائع کردہ فتوے نے بحوالہ ردالمحتار یہی عبارت ہدایہ نقل کردی کہ قرآن عظیم نے مشرک کا بطور استعلاء مسجد میں آنا حرام فرمایا ہے، ہمارے دوست مفتی صاحب نے یہ دوسرا متلمس کا صحیفہ مروانی خط کی طرح ان کے ہاتھ میں دے دیا، مروانی خط ان کے ہاتھ تھا اور متلمس کا صحیفہ بند، ان کے ہاتھ میں کھلا ہوا فتوٰی دے دیا اور ان کو اپنی موت نہ سوجھی اسے شائع کراتے عوام کو بہلاتے بھلاتے ہیں۔

مفتی کو ہدایت:

ہاں اتنی شکایت دوستانہ مفتی صاحب سے بھی ہے کہ ذمی کا حکم حربیوں یا کتابی یا مشرکوں پر ڈھالنا درکنار صورت استعلاء اگر معلوم تھی کہ طشت از بام ہے تو اسے جانتے ہوئے باطل پرستوں کے ہاتھ میں فتوٰی دینا نہ چاہئے تھا جس سے وہ عوام کو بہکائیں اور اپنے حرام قطعی بلکہ اس سے بھی اشد کو حلال کر دکھلائیں، پھر عجب یہ کہ بیان حکم میں عدم استعلاء کی قید رہ جانے نے مطلقاً جواز کی سنائی اگرچہ

عبارت کتاب سے اطلاق پر آئی کتاب کی عربی عبارت عوام کیا سمجھیں انھیں گمراہ کرلینے کی لیڈروں نے راہ پائی نسأل اللہ العفو والعافیۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

شریعت کے ساتھ لیڈروں کی حالت :

مسلمانو! تم نے دیکھا یہ حالت ہے ان لیڈر بننے والوں کے دین کی' کیسا کیسا شریعت کو بدلتے مسلتے' پاؤں کے نیچے کچلتے' اور خیر خواہ اسلام بن کر مسلمانوں کو چھلتے ہیں' **موالات مشرکین ایک' معاہدہ مشرکین دو' استعانت بمشرکین تین' مسجد میں اعلائے مشرکین چار**' ان سب میں بلا مبالغہ یقینا قطعاً لیڈروں نے خنزیر کو دنبے کی کھال پہنا کر حلال کیا ہے' دین الٰہی کو پائمال کیا ہے' اور پھر لیڈر ہیں' ریفامر ہیں' مسلمانوں کے بڑے راہبر ہیں' جو ان کی ہاں میں ہاں نہ ملائے مسلمان ہی نہیں' جب تک اسلام کو کند چھری سے ذبح نہ کرے ایمان ہی نہیں۔**رب اعوذبک من همزٰت الشیطین o واعوذبک رب ان یحضرون ا**۔اے میرے رب تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے' اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔ (۱القرآن الکریم ۲۳/ ۹۷و۹۸)

آہ آہ آہ انا للہ وانا الیہ راجعون o ع

اندکے پیش تو گفتم دل ترسیدم که دل آزرده شوی ورنه سخن بسیار ست

(آپ کے سامنے تھوڑا سا غم دل پیش کیا ہے' مجھے ڈر ہے کہ آپ کا دل آزردہ ہوگا ورنہ باتیں بہت ہیں۔ت)

ضروری عرض واجب اللحاظ :

میں جانتا ہوں کہ میرا کلام انھیں برا لگے گا اور حسب معمول تحقیق حق واظہار احکام رب الانام کا نام گالیاں رکھا جائیگا ہمیشہ عاجزوں نے اپنا عجز یونہی چھپایا ہے احکام حق کو سختی بتا کر گالیاں ٹھہرا کر جواب سے گریز کا حیلہ بنایا ہے لہٰذا دست بستہ معروض کہ تھوڑی دیر نیچری تہذیب سے تنزل فرما کر وہ آیتیں کہ شروع فتوی میں تلاوت ہوئیں ان پر ایمان لاکر ان مباحث علمیہ واحکام الٰہیہ کو بغور سن لیجئے اگر بفرض باطل ہماری غلط فہمی ہے حق وانصاف سے بتا دیجئے ہمیں بحمداللہ ہرگز وہ نہ پائے گا جو سمجھ لینے

کے بعد باطل پر اصرار حق سے انکار نار پر عار اختیار کررہے ہیں' اوراگر سمجھ جاؤ سمجھ کیا جاؤ گے تمھارے سمجھ وال سمجھ رہے ہیں کہ دیدہ ودانستہ حق سے الجھ رہے ہیں یہ حرام کو حلال' حلال کو حرام کا جامع پہنایا' اسلام کو کفر' کفر کو اسلام بناکر دکھایا ہے تو ماننے نہ ماننے کا تمھیں اختیار ہے اور جزاء وحساب وکشف حجاب روز شمار۔**یوم تبلی السرائر فماله من قوة ولاناصرا۔** جس دن سب چھپی باتیں جانچ میں آئیں گی تو آدمی کو نہ کچھ زور ہوگا نہ کوئی مددگار۔ (القرآن الکریم۸۶/ ۹و۱۰)

ترک معاملت پرایک نظر:

(۱۱) حضرات لیاڈر نے مسئلہ موالات میں سب سے بڑھ کر اودھم مچائی اوروں میں افراط یا تفریط ایک ہی پہلو پر گئے' اس میں دونوں کی رنگت رچائی' افراط وہ کہ نصارٰی سے نری معاملت بھی حرام قطعی' اور تفریط یہ کہ ہندوؤں سے اتحاد بلکہ ان کی غلامی فرض شرعی' پھر بھی ان کے اس افراط و تفریط میں اتنا فرق ہے کہ دوم نے بذاتہٖ دین کو برباد کردیا' اوراول پر عمل میں فی نفسہٖ ضرراسلام نہ تھا' مباح کو کوئی حرام جان کر چھوڑے تواس چھوڑنے میں حرج نہیں کہ مباح ہی تھا نہ کہ واجب' ضلالت ہے اس اعتقاد تحریم میں' لیکن حرام قطعی فرض منانا ایمان وعمل دونوں کا تباہ کن ہوااور اپنے ہر پہلو سے اسلام کا برباد کرنے والا' لہٰذااول سے بحث ضرور نہ تھی حکم بتادیا معاندوں کا عناد ان کے ساتھ ہے لیکن عملی حیثیت سے بھی اس خصوص میں مسلمانوں کو بہت ضرر پہنچتے دکھائی دیتے ہیں سخت مشکلات کا سامنا ہے جن کا حل ان بزعم خود گہری نگاہ والے انجام شناس لیاڈر الناس نے کچھ سوچ رکھا ہوگا' نظر بعادات وحالات کسی طرح عقل باور نہیں کرتی کہ ان کی چیخ پکار سے تمام ہندو سند وبنگال وبرہما وافریقہ وجاوہ حتی کہ عدن تک کے مسلمان سب نوکریاں' ملازمتیں' زمینداریاں' تجارتیں یکلخت چھوڑدیں' یہ شورشیں تو دودن سے ہیں صدہا (عہ) حرام نوکریاں پہلے ہی سے کررہے ہیں وہ تو چھوڑیں نہیں مباح نوکریاں اور حلال تجارتیں' زمینداریاں کس طرح چھوڑدیں گے'

عہ: مثلاً حظر کی نوکری اعلاء کلمۃ اللہ کے سوا کسی مسلمان بادشاہ کی بھی جائز نہیں، یونہی خلاف ما انزل اللہ حکم کرنے کی، یونہی جس میں سود کا لینا دینا یا حساب کرنا ہو یا دستاویز سود کا کاتب یا شاہد بننا پڑے، بالجملہ حرام کام یا خود اعانت حرام کی ملازمت کی کہ اسلامی سلطنت وریاست کی بھی حرام ہے اور بلا ملازمت ایسے کاموں کا انجام دینا اور زیادہ شرع پر اُجرت، یہی حال کالجوں کی ملازمت اور ان کے تعلیم و تعلم کا ہے، جہاں تعلیم مخالف شرع واسلام ہو اگرچہ اسلامی کہلائے تعلم حرام، اور اس کی کسی طرح امداد حرام مگر جو دین رکھنے والا تعلیم دینیات پر یوں رہے کہ طلبہ کے عقائد کی حفاظت کرے ضلالتوں کا بطلان انھیں بتایا کرے وہ بازار میں ذکر الٰہی کرنے والے سے بھی زائد ہوگا جسے حدیث نے فرمایا مردوں میں زندوں کی طرح ہے۔

ان جلسوں ہنگاموں، تبلیغوں کہراموں سے اگر سو دو سو نے نوکریاں یا دس بیس نے تجارتیں یا دو ایک نے زمینداریاں چھوڑ بھی دیں تو اس سے تُرکوں (عہ۱) کا کیا فائدہ یا انگریزوں کا کیا نقصان، غریب نادار مسلمان کی کمائی کا ہزار ہا روپیہ ان تبلیغوں میں برباد جارہا ہے اور جائے گا اور محض بیکار و نامراد جارہا ہے اور جائے گا، ہاں لیڈروں مبلغوں کی سیر وسیاحت کے سفر خرچ اور جلسہ واقامت کے پلاؤ قورمے سیدھے ہوگئے اور ہوں گے، اگر یہ فائدہ ہے تو ضرور نقد وقت ہے اور سیر یورپ کے حساب کا راز تو روز حساب ہی کھلے گا، **یوم تبلی السرائر o فماله من قوة ولاناصرا۔ o** (جس دن سب چھپی باتیں جانچ میں آئیں گی تو آدمی کو نہ کچھ زور ہوگا نہ کوئی مددگار۔ت) کیا لیڈر صاحبان فہرست دکھائیں گے کہ ان برسوں کی مدت اور لاکھوں روپے کی اضاعت میں اتنا فائدہ مرتب ہوا، اتنوں نے نوکریاں چھوڑیں اتنوں نے تجارتیں اتنوں نے زمینداریاں۔ (۱؎ القرآن الکریم ۸۶/ ۱۰۔۹)

عہ۱: تنبیہ، تنبیہ، تنبیہ: مسلمانو! ترکوں کی حمایت اماکن مقدسہ کی حفاظت سلطنت اسلامی کی اعانت یہ سب دکھانے کے دانت تھے کہ کسی طرح مسلمانوں میں اشتعال ہو لاکھوں روپے کا چندہ ہاتھ آئے ورنہ بڑے ساعی لیڈروں علی برادروں سے صاف منقول ہوا کہ "مسئلہ خلافت اب طے کر رکھو، ہندوستان کی آزادی کی فکر کرو ہم ہندو قوم پرست ہیں ہمارا

فرض ہے کہ اگر ترکی بھی ہندوستان پر چڑھائی کرے تو ہم ان کے خلاف تلوار اُٹھائیں ہمارا نصب العین سلطنت کی خود اختیاری حاصل کرنا ہے ترک موالات اس کا ذریعہ ہے" ابو الکلام آزاد سے منقول ہوا: "لڑائی ہندوستان کو خود اختیاری حکومت دلانے کے لئے ہے اگر خلافت کا خاطر خواہ فیصلہ ہو بھی جائے تاہم ہماری جد و جہد جاری رہے گی اس وقت تک کہ ہم گنگا و جمنا کی مقدس زمین کو آزاد نہ کرالیں" مسلمانو! اب بھی تمہاری آنکھیں نہ کھلیں اور خلافت و اماکن مقدسہ کے حیلہ پر فریب کھاتے رہو تو خدا حافظ، حشمت علی عفی عنہ

اخبارات و مطابع کیوں نہیں بند کرتے:

طرفہ یہ کہ ان کے خون گرم حامی ہمدم و محرم (عہ ۲) اخبارات اس ترک تعاون پر بڑے بڑے زور لگارہے ہیں خود اپنے اخبارات و مطابع کیوں نہیں بند کرتے' ان صیغوں کو توانگریزون سے جو گہرے تعلقات ہیں دوسرے صیغوں کو کم ہوں گے کیا اوروں کے لئے شور و فغاں اور اپنے لئے نوشجاں' (۲؎ القرآن الکریم ۳۸/ ۲۶)

عہ ۲: خصوصاً روزنامہ ہمدم لکھنؤ جس کے ہر پرچہ کی پیشانی پر یہ ساقط الوزن رباعی لکھی ہوتی ہے،

پابند اگرچہ اپنی خواہش کے رہو حامی نہ کسی خراب سازش کے رہو

قانون سے فائدہ اٹھانا ہے اگر لائل سبجکٹ تم برٹش کے رہو

اتباع ہوا کی اجازت دی جو اللہ کی راہ سے گمراہ کرنے والی ہے، قال تعالٰی: ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ ۲؎ **اپنی خواہش کا پابند نہ ہو کہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے گمراہ کردے گی**، خیر گمراہی تو ان صاحبوں کے یہاں بہت آسان بلکہ محبوب تر چیز ہے، مگر پچھلے مصرع پر اپنے لیڈروں اور کمیٹی کا فتوٰی لیں جس میں کہا کہ انگریزوں کے وفادار، ان کے حکم کے نیچے چلنے والے رہو اور اتنی تاکید ہے کہ ہر پیشانی پر اسی کی تجدید ہے اس سے مقاطعہ کیوں نہ فرض ہوا، اسے پارٹی بلکہ اسلام سے کیوں نہ خارج کیا، ہاں شاید ساقط الوزن کرنے میں اس نے اپنے لئے کچھ رات لگا رکھی ہو یعنی

انگریزوں کے دکھانے کو اس طرح ہو اور لیڈروں کے سنانے کو یہ کہ آپ دیکھتے نہیں اس میں وزن ہی کہاں ہے یوں ہے:ع لائل سبجکٹ تم نہ برٹش کے رہو حشمت علی عفی عنہ

لیڈران اوروں کو ترک تعاون کی طرف بُلاتے ہیں اور خود ان کا عمل اس کے خلاف ہے :

اور ایک اخباری و مطابعی کیا کریں گے بڑے بڑے لیڈر بننے والے اسی مرض میں گرفتار ہیں دیگراں رانصیحت خود رافضیحت ع

حیرتے دارم زدانشمند مجلس بازپرس توبہ فرمایا چراخود توبہ کمتر مے کنند

(مجھے حیرت ہے، مجلس کے دانشمند سے پھر پوچھو توبہ کا مشورہ دینے والے خود بہت کم توبہ کرتے ہیں۔ت)

ہجرت کا غل مچایا اور اپنے آپ ایک نہ سر کا جو اُبھارنے میں آگئے ان مصیبت زدوں پر جو گزری سو گزری یہ سب اپنے جورو بچوں میں چین سے رہے، ہر الگانہ پھٹکری، اور ترک تعاون میں بھی کیا کسی لیڈر یا مبلغ کے پاس زمینداری یا کسی قسم کی تجارت نہیں۔ نہ ان کا کوئی انگریزی یا ریاست میں ملازم ہے پھر انھیں کیوں نہیں چھوڑتے، کیا واحد قہار نے نہ فرمایا: **لم تقولون مالا تفعلون o کبر مقتا عند الله ان تقولوا مالا تفعلون ۱۔ o** کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے، کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔(۱القرآن الکریم ۶۱/ ۲،۳)

کیا خدا کا سخت دشمن بننا آسان سمجھا ہے کیا تمھارے یہاں سے نہ چھپا (عہ) کہ "اگر کسی مسلمان رئیس نے دباؤ یا خوشامد سے کوئی ایسی کارروائی کی جس سے ثابت ہو کہ وہ دشمنان اسلام کا ساتھ دیتے ہیں تو فوراً ان کا شمار مرتدین میں ہوگا اور مرتد کی سزا اسلام کے آئین میں کیا ہے ہر شخص کو معلوم ہے" کیا کوئی ریاست آپ کے نزدیک اسی سے بری ہے کیا اس میں سب سے پیش قدم سلطنت علیہ دکن نہیں، کیا اس کے احکام اور چھپے ہوئے فرمان ملاحظہ نہ ہوئے، کیا آپ کے لیڈروں میں اسی کے وظیفہ خوار

نہیں، کیا مد خیرات سے گیارہ گیارہ روپے یومیہ پانے والوں نے اپنا یومیہ بند کرالیا، کیا جسے اوروں کے لئے حرام بتاتے ہو آپ خوشی سے کھاتے ہو۔

عہ: دیکھو تقریر صدارت شیخ مشیر حسن قدوائی بیرسٹرایٹ لاء تعلقدار گدیا مطبوعہ لکھنؤ ص ۴۹ یہ بھی مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلی کے ان مسائل میں امام و متبوع ہیں، دیکھو خطبہ صدارت مولوی عبد الباری مطبوعہ لکھنؤ ص ۱۰" میں ان مسائل میں کبھی مشیر حسن صاحب کے خلاف مشورہ نہیں کرتا" آپ بیرسٹر بھی ہیں اور تعلقدار بھی، بھلا انگریزوں سے آپ کو کیا تعلق لہذا صرف اسلامی ریاستوں کو مرتد فرمایا۔ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

لیڈروں پر لیڈروں سے مقاطعہ فرض ہے:

بلا پس ہوا ان کے منہ لگا حرام ان سے نہ چھوٹا، اور لیڈروں کا منہ کس نے بند کیا ان پر ان لیڈروں سے مقاطعہ واجب تھا یا قرآن مجید بدل کر جو احکام دل سے گھڑے ہیں وہ کس طرح لیڈروں کے لگ بھگ نہیں اوروں کے سر پڑے ہیں یہ قانون کے مستثنیات عامہ ہیں، اور جب لیڈر خود ہی اپنے کہے پر عامل نہیں تو ان کی چیخ و پکار اوروں سے کیا عمل کرائے گی ع اوخویشتن گم ست کرا رہبری کند (وہ تو خود گم ہے کس کی کیا رہبری کرے۔ت)

مانا کہ تم میں وہ بھی ہوں جو ان تینوں علتوں سے بری ہیں، نہ زمینداری نہ تجارت نہ اجازت کہ مالگزاری یا ابواب یا ٹیکس یا چنگی دینی پڑے اور انگریزوں سے تعلق تعاون پیدا ہو کر حرمت قطعیہ کا حکم جڑے، فرض کردم کہ خود اس سے پاک ہیں نرے مفلس محتاج بے نواز ہیں پھر یہاں تو عام ذرائع رزق یہی ہیں، کیمیا تو نہ بناتے ہوں گے، اوروں کے سر کھاتے ہوں گے، ان کا مال انھیں وجوہ سے ہوگا جو تمھارے نزدیک علی الاطلاق حرام ہے، تو حرام ہی کھایا یا حرام ہی کمایا۔ ہر طرح گرفتار حرام ہی رہے، نجات کی صورت بتائے پھر ترک معالمت کی فرضیت گائے، اور یہ روپیہ کہ ان جلسوں میں صرف

کر رہے ہو یہ بھی تو اس حرام کا ہے، سچ کہنا کیا دل میں سمجھ لئے ہو اگرچہ زبان سے نہ کہو کہ ع مال حرام بود بجائے حرام رفت

اور ریل تار، ڈاک کیا انگریزوں سے معاملت نہیں اس میں تو سب چھوٹے بڑے مبتلا ہو اگر کہو انھیں سہولت کے لئے رکھ چھوڑا ہے تو اعلان کردو کہ ہمارے یہاں سہولت کے لئے حرام روا ہے، اگر کہو کہ زمینداری و تجارت چھوڑیں تو کھائیں کیا، تو ملازم اگر ملازمتیں چھوڑیں تو کھائیں کیا، جو جواب تمھارا ہے وہ سب کا ہے، غرض یہ نہ چلی نہ چل سکتی ہے، نہ تم نے خود اس پر عمل کیا، نہ کرسکتے ہو، اس کی پوری تصویر یہی ہے کہ ع وہ کرتے ہیں اب جو نہ کیا تھا نہ کریں گے پھر بے معنی چیخ و پکار سے کیا حاصل سوا اس کے کہ عمغز ماخورد وحلق خود بدرید (مغز ہمارا کھایا اور حلق اپنا پھاڑ لیا۔ ت)

ہندوؤں کی دیگ موافقت سے بانگی کا چاول:

اور بفرض غلط وبفرض باطل اگر سب مسلمان زمینداریاں تجارتیں نوکریاں تمام تعلقات یکسر چھوڑ دیں تو کیا تمھارے جگری خیر خواہ جملہ ہنود بھی ایسا ہی کریں گے اور تمھاری طرح نرے ننگے بھوکے رہ جائیں گے، حاشا ہرگز نہیں، زنہار نہیں، اور جو دعوی کرے اس سے بڑھ کر کاذب نہیں مکار نہیں، اتحاد و وداد کے جھوٹے بھروں پر بھولے ہو منافقانہ میل پر پھولے ہو سچے ہو تو موازنہ نہ دکھاؤ کہ اگر ایک مسلمان نے ترک کی ہو تو ادھر پچاس ہندوؤں نے نوکری تجارت زمینداری چھوڑ دی ہو کہ یہاں مالی نسبت یہی یا اس سے بھی کم ہے، اگر نہیں دکھا سکتے تو کھل گیا کہ ع خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

لاجرم نتیجہ کیا ہوگا یہ کہ تمام اموال کل دولتیں دنیاوی جمیع اعزاز جملہ وجاہتیں صرف ہندوؤں کے ہاتھ میں رہ جائیں اور مسلمان دانے دانے کو محتاج بھیک مانگیں اور نہ پائیں، ہندو کہ اب انھیں پکائے

ڈالتے ہیں جب بے خوف وخطر کچا ہی چبائیں' یہ ہے لیڈر صاحبوں کی خیر خواہی یہ ہے حمایت اسلام میں جانکاہی' ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ہندو کیوں ملے ہیں' اس کا راز:

میں نے اپنی ایک تقریر میں اس ہندو الفت وگاندھی رغبت کا راز بیان کیا تھا جسے بعض احباب نے تحریر میں لیا' اس کا اعادہ موجب افادہ۔ مسلمانوں کا رب جل وعلا فرماتاہے: **یایھاالذین اٰمنوا لاتتخذوابطانۃ من دونکم لایألونکم خبالا ودواماعنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قدبینا لکم الاٰیٰت ان کنتم تعقلون ۱**۔اے ایمان والو! کسی کافر کو اپنا ہم راز نہ بناؤوہ تمھارے نقصان رسانی میں کمی نہ کریں گے' ان کی دلی تمنا ہے تمھارا مشقت میں پڑنا' دشمنی ان کے مونھوں سے کھل چکی ہے اور وہ جو ان کے سینوں میں دبی ہے بہت بڑی ہے بیشک ہم نے تمھیں صاف صاف نشانیاں بتادیں اگر عقل رکھتے ہو۔ (۱؎القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸)

قرآن عظیم گواہ ہے اور اس سے بہتر کون گواہ **ومن اصدق من اللہ قیلا ۲**۔(اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔ت) کہ مشرکین ہرگز ہماری خیر خواہی نہ کریں گے' خیر خواہی درکنار کبھی بدخواہی میں گئی نہ کریں گے' پھر انھیں یار وانصار بنانا ان سے وداد واتحاد منانا ان کے میل سے نفع کی امید رکھنا صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب ہے یا نہیں ہے' اور ضرور ہے' **ولکن لاتبصرون ۳**۔(مگر تمھیں نگاہ نہیں۔ت) (۲؎القرآن الکریم ۴/ ۱۲۲) (۳؎القرآن الکریم ۵۶/ ۸۵)

آؤ اب ہم تمھیں قرآن عظیم کی تصدیق دکھائیں اور ان کی طرف سے اس میل اور مَیل کا راز بتائیں' دشمن اپنے دشمن کے لئے تین باتیں چاہتاہے:

اول اس کی موت کہ جھگڑا ہی ختم ہو۔

دوم یہ نہ ہو تو اس کی جلاوطنی کہ اپنے پاس نہ رہے۔

سوم یہ بھی نہ ہو سکے تو اخیر درجہ اس کی بے پری کہ عاجز کر رہے۔
مخالف نے یہ تینوں درجے ان پر طے کردئے اور ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں خیر خواہی سمجھے جاتے ہیں

اولا جہاد کے اشارے ہوئے اس کا کھلا نتیجہ ہندوستان کے مسلمانوں کا فنا ہونا تھا' ثانیا جب یہ نہ بنی ہجرت کا بھرادیا کہ کسی طرح یہ دفع ہو ملک ہماری کبڈیاں کھیلنے کو رہ جائے یہ اپنی جائدادیں کوڑیوں کے مول ہمیں یایوں ہی چھوڑ جائیں' بہر حال ہمارے ہاتھ آئیں ان کی مساجد ومزارات اولیاء ہماری پامالی کو رہ جائیں' ثالثا جب یہ بھی نہ نبھی تو ترک موالات کا جھوٹا حیلہ کرکے ترک معاملت پر ابھارا ہے کہ نوکریاں چھوڑ دو کسی کونسل کمیٹی میں داخل نہ ہو' مالگزاری ٹیکس کچھ نہ دو خطابات واپس کردو امر اخیر تو صرف اس لئے ہے کہ ظاہری نام کام دینوی اعزاز بھی کسی مسلمان کے لئے نہ رہے اور پہلے تین اس لئے کہ ہر صیغہ وہر محکمہ میں صرف ہنود رہ جائیں' جہاں ہنود کا غلبہ ہوتا ہے حقوق اسلام پر جو گزرتی ہے ظاہر ہے' جب تنہا وہی رہ جائیں گے تو اس وقت کا اندازہ کیا ہو سکتا ہے' مالگزاری وغیرہ نہ دینے پر کیا انگریز چپ بیٹھے رہیں گے؟ ہر گز نہیں' قرقیاں ہوں گی تعلیقے ہوں گے' جائدادیں نیلام ہوں گی اور ہندو خریدیں گے' نتیجہ یہ کہ مسلمان صرف قلی بن کر رہ جائیں' یہ تیسرا درجہ ہے' دیکھا تم نے قرآن عظیم کا ارشاد کہ ''وہ تمھاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے'' ان کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو والعیاذ باللہ تعالیٰ

منکر پر ردو انکار کس حالت میں فرض ہے اور کہاں اس کا حکم نہیں:

(۱۲) منکر کا ازالہ ضرور فرض ہے اپنے مراتب ثلاثہ پر جن میں تیسرا مرتبہ کہ تغییر بالقلب ہے یعنی دل سے اسے برا جاننا مطلقا ہر حال میں فرض عین ہے' اور پہلے دونوں بشرط قدرت علی الترتیب فرض کفایہ مگر دوسرا یعنی تغییر باللسان اس حالت میں ہر گز فرض نہیں کہ مرتکب اس کی شناعت سے خود آگاہ

ہو جان بوجھ کر اس کا مرتکب ہو اور امید واثق نہ ہو کہ منع کئے سے باز رہے گا ایسی حالت میں اس زبان یا قلم سے کہ وہ بھی ایک زبان ہے رد وانکار اصلا واجب نہیں رہتا خصوصا جبکہ مظنہ فتنہ و شورش ہو۔

فتاوٰی امام قاضی خاں و فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے: انما یجب الامر بالمعروف اذا علم انہم یستمعون [۱]۔امر بالمعروف اسی وقت واجب ہے جب یہ جانے کہ وہ کان لگا کر سنیں گے۔ (۱؎ فتاوٰی ہندیہ الباب السابع عشر فی الغناء واللھو الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۳)

نصاب الاحتساب میں ہے: المقصودمنہ الائتمار فاذا فات ذٰلک لایجب [۲]۔امر بالمعروف سے مقصود تو یہ ہے کہ لوگ مانیں جب اس کی امید نہ ہو تو وہ واجب نہیں۔ (۲؎ نصاب الاحتساب)

بستان امام فقیہ ابواللیث و محیط وہندیہ وغیرہا میں ہے: ان کان یعلم باکبررأیہ انہ لو امر بالمعروف یقبلون ذٰلک منہ و یمتنعون عن المنکر فالامرواجب لایسعہ ترکہ ولوعلم باکبررأیہ انہ لو امرھم بذٰلک قذفوہ وشتموہ فترکہ افضل ولوعلم انہم لایقبلون منہ ولایخاف منہ ضربا ولاشتمافھو بالخیار والامر افضل [۱]۔ (ملخصا)اگر اپنے غالب گمان سے جانتا ہو کہ امر بالمعروف کرے گا تو یہ لوگ مان لیں گے اور بُری بات سے بازآئیں گے تو امر بالمعروف واجب ہے اسے چھوڑنے کی گنجائش نہیں اور اگر اپنے غالب گمان سے جانتاہو کہ امر بالمعروف کرے گا تو یہ لوگ پتھر پھینکیں گے گالی دیں گے تو اس وقت امر بالمعروف نہ کرنا ہی افضل ہے اور اگر جانیں مانیں گے تو نہیں مگر ان سے گالی کا بھی اندیشہ نہیں تواختیار ہے چاہے امر بالمعروف کرے یا نہ کرے اور کرنا بہتر ہے۔ (۱؎ فتاوٰی ہندیۃ الباب السابع فی الغناء واللھو الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۵۳۔۳۵۲)

وجیز امام کردری وعالمگیریہ میں ہے:-اللحن حرام بلاخلاف فاذاقرأ بالالحان و سمعہ انسان ان علم انہ ان لقنہ الصواب لایدخل الوحشۃ یلقنہ وان دخلہ الوحشۃ فھو فی سعۃ

ان لایلقنه۔ فان کل امر بمعروف یتضمن منکر ایسقط وجوبه ۲؎۔قرآن عظیم کا غلط پڑھنا بالاتفاق حرام ہے تو اگر کوئی شخص غلط پڑھ رہا ہو اور دوسرا اسے اگر یہ سننے والا جانے کہ اسے صحیح بتاؤں گا تو اسے وحشت پیدا نہ ہوگی تو بتائے، اور اگر بتانے سے اسے وحشت پیدا ہو تو اسے گنجائش ہے کہ نہ بتائے کہ جو امر بالمعروف کسی منکر کو متضمن ہو اس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ (۲؎ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب الرابع فی الصلوۃ الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۱۷)

مثلاً کون مسلمان نہیں جانتا کہ ناحق قتل یا غارت مسلم حرام و موجب عذاب نار ہے، کون نہیں جانتا کہ اس میں کسی طرح کی اعانت مطلقاً حرام و مستوجب غضب جبار ہے، کون نہیں جانتا کہ زنا حرام ہے، کون نہیں جانتا کہ شراب پینا سخت خبیث کام ہے اور ہزاروں لاکھوں اس کے مرتکب ہیں، پھر کبھی نہ سنا ہوگا کہ علماء یا ان کی تحریریں ہر چکلے ہر بھٹی کا گشت کریں اصلاً ہرگز تمام جہان میں کوئی عالم بلکہ کوئی عاقل اس کا قائل نہیں، اور خود ان لیڈروں میں جو جامہ مولویت میں ہیں وہ بھی اس کے عامل نہیں، آخر یہ اس لئے کہ وہ لوگ دانستہ مرتکب ہیں، اور مظنون نہیں کہ منع سے مانیں بلکہ شورش و شر کا احتمال بیشتر کا ایسی جگہ جب تغییر بالید مقدور نہیں تغییر باللسان کچھ ضرور نہیں، غیر ضروری اور اس پر طرہ یہ کہ نامفید ایسا شور مچانا اور بلاوجہ شرعی شورشوں کے لئے مفید سپر ہو جانا کون سی شریعت نے واجب مانا، ایسے ہی مواقع کے لئے ارشاد الٰہی ہے: **یایھاالذین اٰمنوا علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذا اھدیتم** ۱؎۔ اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو سنبھالے رہو دوسروں کا گمراہ ہونا تمھیں نقصان نہ دے گا جب تم راہ پر ہو۔ (۱؎ القرآن الکریم ۵/ ۱۰۵)

ہاں اگر کسی منکر شرعی پر گمراہان گمراہ گر فرقہ بندی کریں اور اسے بزور زبان وزور و بہتان معروف شرعی کا جامہ پہنائیں اور اس کے لئے آیات واحادیث واقوال ائمہ کی تحریف و تصحیف منائیں احکام الٰہیہ کو کایا پلٹ کرکے حرام کو حلال حلال کو حرام دکھائیں، جیسا اب گاندھی مت اور گاندھوی امت مسائل

موالات مشرکین، ومعاہدہ مشرکین واستعانت مشرکین، ودخول مشرکین فی المساجد وغیرہا میں کررہی ہے، تو اس وقت ان منکرات کبرٰی وواہیات عظمٰی کا ازالہ فرض اعظم ہوگا،

خطیب بغدادی جامع میں راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: اذا ظھرت الفتن اوقال البدع فلیظھر العالم علمہ ومن لم یفعل ذٰلک فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین۔ لایقبل اللہ منہ صرفا ولاعدلا ۲؎۔ جب فتنے یا فرمایا بدمذہبیاں ظاہر ہوں تو فرض ہے کہ عالم اپنا علم ظاہر کرے اور جو ایسا نہ کرے اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت، اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔ (۲؎ الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع حدیث ۱۳۶۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۳۰۸)

یہ سعی ان معاندوں کے لئے نہیں جو دانستہ تغییر کلام اللہ وتبدیل احکام اللہ کررہے ہیں بلکہ ان شبہات کے کشف کو ہے جن سے وہ احکام الٰہیہ کو بدلتے اور عوام مسلمین کو چھلتے ہیں اس امید پر کہ مولٰی عزوجل چاہے تو جو ان کے دھوکے میں آگئے حق کی طرف واپس آئیں اور جن پر ہنوز ان کا فریب نہ چلا بعونہٖ تعالٰی حفظ وپناہ پائیں ان ذٰلک علی اللہ یسیر ۳؎۔ ان اللہ علی کل شیئ قدیر ۴؎۔ (بیشک یہ اللہ کو آسان ہے، بیشک اللہ سب کچھ کرسکتاہے۔ ت) (۳؎ القرآن الکریم ۱۹/۲۹) (۴؎ القرآن الکریم ۲۰/۲۹)

حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: واللہ لان یھدی اللہ بک رجلا واحد اخیرلک من ان یکون لک حمر النعم ۱؎۔ رواہ البخاری ومسلم عن سھل بن سعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ جعل اللہ لنا السھل والسعدی فی القبل والبعد وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ وبارک وسلم۔ خدا کی قسم بیشک یہ بات کہ اللہ تیرے سبب سے ایک شخص کو ہدایت فرمادے تیرے لئے سرخ اونٹوں کا مالک ہونے سے بہتر

ہے، یہ حدیث بخاری ومسلم نے سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی (اللہ تعالٰی انھیں ہمارے اگلے پچھلوں کے لئے سہل اور مبارک بنائےوصلی اللّٰہ تعالٰی علی سیدنا وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ وبارک وسلم۔ت) (۱؎ صحیح البخاری کتاب الجہاد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۱۳۔ ۴۲۲)؛ (صحیح مسلم باب من فضائل علی ابن ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۷۹)

جہاد کے احکام واقسام کا ذکر

تنبیہ: جہاد کہ اعظم وجوہ ازالہ منکر ہے اسی کی تین قسمیں ہیں:

(۱) جنانی (۲) لسانی (۳) سنانی

جہاد جنانی: یعنی کفر وبدعت وفسق کو دل سے براجاننا جو ہر کافر مبتدع وفاسق سے ہے اور ہر مسلمان کہ اسلام پر قائم ہو یہ کرتا ہے مگر جنھوں نے اسلام کو سلام اور اپنے آپ کو مشرکین وکفار کا غلام کیا ان کی راہ جدا ہے ان کا دین غیر دین خدا ہے۔

لسانی: کہ زبان وقلم سے رد، وہ ابھی سن چکے کہ ایسوں ہی پر سب سے اہم وآکد، یہ بحمد اللہ تعالٰی خادمان شرع ہمیشہ سے کر رہے ہیں اور اللہ ورسول کی مدد شامل ہو تو دم آخر تک کریں گے، وہابیہ، نیاچرہ، دیوبندیہ، قادیانیہ، روافض، غیر مقلدین، ندویہ، نصارٰی وغیرہم سے کیا اور اب ان گاندھویہ سے بھی وہی برسرپیکار ہیں حق کی طرف بلاتے اور باطل کو باطل کر دکھاتے اور مسلمانوں کو گمراہ گروں کے شر سے بچاتے ہیں وللہ الحمد آگے ہدایت رب عزوجل کے ہاتھ ہے۔

رہا جہاد سنانی: ہم اوپر بیان کرچکے ہیں کہ یہ نصوص قرآن عظیم ہم مسلمانان ہند کو جہاد برپا کرنے کا حکم نہیں اور اس کا واجب بتانے والا مسلمان کا بدخواہ مبین۔

یہاں کے مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں اور واقعہ کربلا سے لیڈران کا استناد اغوائے مسلمین :

بہکانے والے یہاں واقعہ کربلا پیش کرتے ہیں یہ ان کا محض اغوا ہے۔

اولا اس لڑائی میں ہرگز حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے پہل نہ تھی امام نے خبیث کوفیوں کے وعدہ پر قصد فرمایا تھا جب ان غداروں نے بدعہدی کی قصد رجوع فرمایا اور جب سے شروع جنگ تک اسے بار بار احباب واعداء سب پر اظہار فرمایا۔

(ا) جب حر بن یزید ریاحی تمیمی رحمہ اللہ تعالیٰ اول بارہزار سواروں کے ساتھ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاحم ہوئے امام نے خطبہ فرمایا: ''اے لوگو! میں تمھارا بلایا آیا ہوں، تمھارے ایلچی اور خطوط آئے کہ تشریف لایئے ہم بے امام ہیں، میں آیا اب تم اگر عہد پر قائم ہو تو میں تمھارے شہر میں جلوہ فرما ہوں "وان لم تفعلوا وكنتم بمقدمي كارهين انصرفت عنكم الى المكان الذي اقبلت منه اليكم[1]''اور اگر تم عہد پر نہ رہو یا میرا تشریف لانا تمھیں ناپسند ہو تو میں جہاں سے آیا وہیں واپس جاؤں'' وہ خاموش رہے۔ ([1] تاریخ الطبری ثم دخلت سنۃ احدی وستین دار القلم بیروت الجزء السادس ۶/ ۲۲۸)

(ب) پھر بعد نماز عصر خطبہ فرمایا اور اس کے اخر میں بھی وہی ارشاد کیا کہ "ان انتم كرهتمونا انصرفت عنكم [2] اگر تم ہمیں ناپسند رکھتے ہو میں واپس جاؤں، حر نے کہا ہمیں تو یہ حکم ہے کہ آپ سے جدا نہ ہوں جب تک ابن زیاد کے پاس کوفے نہ پہنچا دیں۔ ([2] تاریخ الطبری ثم دخلت سنۃ احدی وستین دار القلم بیروت الجزء السادس ۶/ ۲۲۸)

(ج) امام نے اس پر بھی ہمراہیوں کو معاودت کا حکم دیا وہ بقصد واپسی سوار ہوئے حر نے واپس نہ ہونے دیا۔

(د) جب نینوی پہنچے حر کے نام ابن زیاد خبیث کا خط آیا کہ حسین کو پٹیر میدان میں اتارو جہاں پانی نہ ہو اور یہ میرا ایلچی تمھارے ساتھ رہے گا کہ تم میرا حکم بجالاتے ہو یا نہیں۔ حر نے حضرت امام کو ناپاک خط کا مضمون سنایا اور ایسی ہی جگہ اترنے پر مجبور کیا' فدائیاں امام سے زہیر بن القین رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کی: اے ابن رسول اللہ! آگے جو لشکر آنے والے ہیں وہ ان سے بہت زائد ہیں ہمیں اذن دیجئے کہ ان سے لڑیں' فرمایا: "ماکنت لابدأهم بالقتال۳۔" میں ان سے قتال کی پہل کرنے کو نہیں۔ (۳ تاریخ الطبری ثم دخلت سنۃ احدی وستین دارالقلم بیروت الجزء السادس ۶/ ۲۳۲)

(ہ) جب خبیث ابن طیب یعنی ابن سعد اپنا لشکر لے پہنچا حضرت امام سے دریافت کیا کیسے آئے؟ فرمایا: تمھارے شہر والوں نے بلایا تھا "فامااذکرهونی فانی انصرف عنهم ۴۔" اب کہ میں انھیں ناگوار ہوں واپس جاتا ہوں' ابن سعد نے یہ ارشاد ابن زیاد کو لکھا' اس خبیث نے نہ مانا' قاتلہ اللہ۔ (۴ تاریخ الطبری ثم دخلت سنۃ احدی وستین دارالقلم بیروت الجزء السادس ۶/ ۲۳۴)

(و) شب کو ابن سعد سے خلوت میں گفتگو ہوئی اس میں بھی حضرت امام نے فرمایا: "دعونی ارجع الی المکان الذی اقبلت منه ۱۔" مجھے چھوڑو کہ میں مدینہ طیبہ واپس جاؤں' ابن سعد نے ابن زیاد کو لکھا اس بارہ وہ راضی ہوا تھا کہ شمر مردود خبیث نے باز رکھا۔ (۱ الکامل فی التاریخ ذکر مقتل حسین دار صادر بیروت ۴/ ۵۴ و ۵۵)

(ز) عین معرکہ میں قتال سے پہلے فرمایا: ایهاالناس اذکرهتمونی فدعونی انصرف الی مأمنی من الارض ۲۔ اے لوگو! جبکہ تم مجھے پسند نہیں کرتے تو چھوڑو کہ اپنی امن کی جگہ چلا جاؤں۔ (۲ تاریخ الطبری ثم دخلت سنۃ احدی وستین دارالقلم بیروت الجزء السادس ۶/ ۲۴۳)

اشقیاء نے نہ مانا' غرض جب سے برابر قصد عود رہا مگر ممکن نہ ہوا کہ منظور رب یونہی تھا' جنت آراستہ ہوچکی تھی اپنے دولھا کا انتظار کررہی تھی' وصال محبوب حقیقی کی گھڑی آلگی تھی تو ہرگز لڑائی میں امام کی

طرف سے پہل نہ تھی ان خبیثوں ہی نے مجبور کیا'اب دو صورتیں تھیں یا بخوف جان اس پلید کی وہ ملعون بیعت قبول کی جاتی کہ یزید کا حکم ماننا ہوگا اگرچہ خلاف قرآن وسنت ہو۔ یہ رخصت تھی ثواب کچھ نہ تھا قال تعالٰی : "الامن اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ۳؎۔ مگر جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔ یا جان دے دی جاتی اور وہ ناپاک بیعت نہ کی جاتی' یہ عزیمت تھی اور اس پر ثواب عظیم' اور یہی ان کی شان رفیع کے شایان تھی' اسی کو اختیار فرمایا' اسے یہاں سے کیا علاقہ ! (۳؎ القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۶)

ثانیاً بالفرض اس بے سروسامانی میں امام کی طرف سے پہل بھی سہی تو یہاں ایک فرق عظیم ہے جس سے یہ جاہل غافل' فاسقوں پر ازالہ منکر میں حملہ جائز اگرچہ یہ تنہا ہو اور وہ ہزاروں اور سلطان اسلام جس پر اقامت جہاد فرض ہے اسے بھی کافروں سے پہل حرام جبکہ ان (عہ) کے مقابلہ کے قابل نہ ہو'

(۴؎ جامع الرموز کتاب الجہاد گنبد قاموس ایران ۴/ ۵۵۵)

عہ: اور شرط قدرت تو دفاع بلکہ کسی فرض اسلامی سے کبھی منفک نہیں بنصوص قطعیہ واجماع امت مرحومہ۔ مجتبٰی و شرح نقایہ وردالمحتار کی عبارت گزشتہ: ھذا اذاغلب علی ظنہ انہ یکافیھم والافلایباح قتالھم۔

یہ اس وقت ہے جب گمان غالب ہو کہ ان کے مقابلہ کے قابل ہے ورنہ ان سے لڑنا حلال نہیں۔ (ت)

کے بعد ہے بخلاف الامر بالمعروف ۴؎ (امر بالمعروف کا حکم اس کے خلاف ہے۔ ت)

شرح سیر میں اس کی وجہ بیان فرمائی : ان المسلمین یعتقدون مایأمربہ فلابد ان یکون فعلہ مؤثرا فی باطنھم بخلاف الکفار ۱؎۔ امر بالمعروف میں مسلمانوں کو جو حکم دے گا وہ دل سے اسے حق جانتے ہیں تو ضرور اپنے دل میں اس کے فعل سے متاثر ہوں گے بخلاف کفار'

(۱؎ شرح السیر الکبیر)

دیکھو امام نے کیا کیا اور تم کیا کر رہے ہو کیوں اسلام و کفر ملاتے ہو :

ثالثاً حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام پاک لیتے ہوئے شرم چاہیئے تھی' کیا امام تو امام ان کے غلام ان کے در کے کسی کتے نے معاذاللہ مشرکوں سے مدد مانگی' کیا کسی مشرک کا دامن تھاما' کیا کسی مشرک کے پس رو بنے' کیا مشرکوں کی جے پکاری' کیا مشرکوں سے اتحاد گانٹھا' کیا مشرکوں کے حلیف بنے' کیا ان کی خوشامد کے شعار اسلام بند کرنے میں کوشاں ہوئے' کیا قرآن عظیم و حدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کردی وغیرہ وغیرہ شنائع کثیرہ بہتر تن سے بیس ہزار فجار کا مقابلہ فرمایا۔ امام کا نام لیتے ہو تو کیا تم میں بہتر مسلمان بھی نہیں جب تیئس کروڑ مشرکین تمھارے ساتھ ہوں گے اس وقت تم میں بہتر مسلمانوں کا عدد پورا ہوگا' قرآن کو پیٹھ دینے والو! کیوں امام کا نام لیتے ہو' اسلام سے الٹے چلنے والو! کیوں مسلمانوں کو دھوکے دیتے ہو' دہلی میں فتوی چھاپ دیا کہ اس وقت جہاد واجب ہے بے سر وسامانی کے جواب کو امام کی نظیر پیش ہوگئی اور حالت یہ کہ ذرا سی دھوپ سے بچنے کو گئو پتروں کی چھاؤں ڈھونڈھ رہے ہیں' کیا تم اپنے ہی فتوے سے نہ صرف تارک فرض و مرتکب حرام بلکہ راضی بہ غلبہ کفر وذلت اسلام نہ ہوئے' امام کا توکل اللہ پر تھا اور تمھارا اعتماد اعداء اللہ پر' یقین جانو کہ اللہ سچا' اللہ کا کلام سچا ''لا یالونکم خبالا'' مشرکین تمھاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے وہ جھوٹا فتوی اور یہ پوچ بھروسا اور خادمان شرع پر الٹا غصہ کہ کیوں خاموش رہے کیوں سینہ سپر نہ ہوئے' یہ ہے تمھاری خیر خواہی اسلام یہ ہیں تمھارے دل ساختہ احکام' جن پر نہ شرع شاہد نہ عقل مساعد' مسلمان ہونے کا دعوی ہے تو اسلام کے دائرے میں آؤ' تبدیل احکام الرحمٰن واختراع احکام الشیطان سے ہاتھ اٹھاؤ' مشرکین سے اتحاد توڑو' دیوبندیہ وغیرہم مرتدین کا ساتھ چھوڑو کہ جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن پاک اپنے سایہ میں لے' دنیا نہ ملے نہ ملے دین تو ان کے صدقے میں ملے۔

یایھاالذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولاتتبعوا خطوات الشیطن انہ لکم عدو مبین ○ فان زللتم من بعد ماجاء تکم البینت فاعلموا ان اللہ عزیز حکیم ○ ھل ینظرون

الا ان یأتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملئکۃ وقضی الامر والی اللہ ترجع الامور

۱۔oاے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ شیطان کے پس رو نہ ہو بیشک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے پھر اگر روشن دلیلیں آنے پر تمھارا قدم لغزش کرے تو جان لو اللہ غالب حکمت والا ہے کاہے کے انتظار میں ہیں سوا اس کے کہ گھٹاٹوپ بادلوں میں اللہ کا عذاب اور فرشتے آئیں اور کام تمام ہو اور اللہ ہی کی طرف سب کام پھرتے ہیں۔ (۱؎القرآن الکریم ۲/ ۲۰۸تا۲۱۰)

ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیرo ربنا لاتجعلنا فتنۃ للذین کفروا و اغفرلنا ربنا انک انت العزیز الحکیم o ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیرا الفاتحین o

امین یاارحم الراحمین o وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا وملجانا ومأوٰنا محمد وألہ وصحبہ اجمعین دائما ابدا الأبدین، عدد کل ذرۃ الف الف مرۃ فی کل اٰن وحین والحمد للہ رب العلمین، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

فقیراحمد رضا قادری غفرلہ